مِ اللہ الرحمٰن الرحیم
مکتوباتِ شیخ
جلد 2
جامع و مرتب
مرتب، مولوی محمد شاہد سہارن پوری
ادارہ اشاعۃ العلوم محلہ مفتی سہارنپور

مکتوباتِ شیخ

جلد دوم

عکسی

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا الحاج محمد زکریا صاحب مدظلہ کے

دینی، اصلاحی اور عرفانی خطوط کا قابل قدر اور بیش بہا مجموعہ

ترتیب

مولوی محمد شاہد سہارنپوری

ناشر

کتب خانہ اشاعت العلوم، محلہ مفتی سہارنپور، یوپی

سلسلۂ مطبوعات ادارہ (۳۴)

نام کتاب ـــــــــ مکتوبات شیخ، جلد دوم

ترتیب ـــــــــ مولوی محمد شاہد سہارنپوری

سنہ ترتیب وطباعت ـــــــــ سنہ ۱۳۹۴ھ مطابق سنہ ۱۹۷۴ء

بار دوم ـــــــــ ایک ہزار

قیمت ـــــــــ

سنہ طباعت عکسی ـــــــــ سنہ ۱۴۰۲ھ، سنہ ۱۹۸۱ء

کتابت کردہ ـــــــــ محمد عثمان خواجہ نگلوی
مطبوعہ ـــــــــ فوٹو آفسٹ پرنٹرس بلیماران دہلی

ناشر ـــــــــ کتب خانہ اشاعت العلوم
محلہ مفتی سہارنپور، یو، پی۔

افتتاحیہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ رب العزت کا بے پایاں فضل و انعام ہے کہ اس نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دام مجدہ العالی کے مکتوبات کا دوسرا حصہ مدینہ منورہ کے طویل زمانۂ قیام میں ترتیب دینے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اس سلسلہ کی پہلی جلد "مکتوبات تصوف" کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔ اب یہ دوسرا حصہ "مکتوبات شیخ" کے نام سے پیش خدمت ہے۔

جلد اول میں درج کردہ مکاتیب کے متعلق ایک، دو احباب نے اسکی شکایت کی کہ صاحب مکتوب "کا نام لکھ دینا بہت غیر مناسب ہوا۔ کیونکہ یہ چیز جہاں افشائے راز کا سبب بنے گی وہیں ان کی شخصیت بھی اس سے مجروح و متاثر ہوگی۔ لیکن ان احباب کا یہ خیال بایں معنیٰ غلط ہے کہ صرف نام تحریر کر دینے سے یہ پتہ لگانا مشکل ہے کہ اس خط کا کاتب کون ہے، کہاں رہتا ہے اس کی حیثیت و وجاہت کس درجہ کی ہے۔ خود حضرت شیخ دام مجدہ العالی نے ان اسماء کو قلم زد کرا دیا تھا، جنکے نام کا اظہار غیر مناسب تھا اور جن میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا ان کو باقی رہنے دیا۔ تاہم ان احباب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس دوسرے حصہ میں تمام مکاتیب بغیر اسماء کے تحریر کئے جاتے ہیں۔"

قارئین نے جلد اول میں یہ بات بطور خاص محسوس کی ہوگی کہ اس میں درج کردہ خطوط جوابات کے مقابلہ میں کافی طویل ہیں۔ اس سلسلہ میں عرض ہے

کہ حسب زمانے میں حضرت شیخ دام مجدہ العالی اہل تعلق وارادت سے خود ہی خط و کتابت فرماتے تھے تو آمدہ خط کی پشت پر نہایت مختصر الفاظ میں اپنے جواب کا خلاصہ بھی تحریر فرمالیا کرتے تھے تاکہ اگر دوسری مرتبہ پھر خط و کتابت ہو تو سابقہ خط اور اسکے جواب کو دیکھ کر پورے حالات معلوم ہو جائیں۔

مرتب کے پاس چونکہ یہی تلخیص تھی اسلئے اس کو بعینہٖ لے لیا گیا، ورنہ اصل جوابات تو طویل ہوا کرتے تھے۔ اس جلد ثانی میں درج شدہ خطوط اور ان کے جوابات، بہرحال تمام اور مکمل نقل کئے گئے ہیں" خدا کرے اس سلسلہ کی بقیہ جلدیں وقتاً فوقتاً طبع ہوتی رہیں" لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا"

محمد شاہد غفرلہ

۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۷۴ء

سہ شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوبات شیخ

(۱)

محترم حضرت مولانا زکریا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

آپ سے گذارش یہ ہے کہ ہم چند باتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ بیعت یا مرید ہونیکا مطلب کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے کیا فائدہ ہے؟ اسکا فائدہ ہم نے کسی سے معلوم نہیں کیا۔ پہلے نمبر پر آپ ہی سے اس کام کے متعلق علم حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں ابھی تک کسی سے بیعت نہیں ہوں، بہت دن سے تمنا ہے کہ آپ کے ہاتھ پر مرید ہوں، آپ کا بہت بہت شکریہ۔" والسّلام "

جواب عنایت فرمائم سلمہٗ، بعد سلام مسنون، عنایت نامہ پہنچا، مرید ہونیکا فائدہ یہ ہے کہ آدمی نفس وشیطان سے ایسا مغلوب ہے کہ ان کے مکائد سے خود واقف نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ کسی متبع شریعت، متبع سنت واقف کار کے حوالہ اپنے آپ کو نہ کرے، جیساکہ بچہ بچپن کیوجہ سے اپنے بھلے اور برے میں تمیز نہیں کرسکتا۔ تاوقتیکہ بڑے کی تربیت اسے حاصل نہ ہو۔ اسی طرح سے بڑے ہوکر بھی جس کام سے واقفیت نہ ہو اس کام میں آدمی بمنزلہ بچہ ہی کے ہوتا ہے اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر شیخ کے احکام کا اتباع کرے تو دین پر چلنا اور سنت کا اتباع آسان ہوجاتا ہے ..... اسکے

لئے اہم شرط شیخ کا متبع شریعت ہونا اور اس سے عقیدت کا پیدا ہونا ہے۔ یہ تو آپ کے خط کا پہلا جز ہوا۔ اور دوسرا جز جہاں تک اس ناکارہ کیساتھ تعلق کا ہے قطع نظر اپنی نااہلیت کے یہ ناکارہ لب گور صبح شام کا مہمان ہے، امراض کثیرہ کا شکار ہے اسلئے اس میں عجلت نہ فرماویں، غور و خوض اور استخارہ کرلیں، آپ کے قرب وجوار میں دیگر اکابر موجود ہیں، استخارہ مسنونہ کے بعد ان میں سے جس کے ساتھ آپ کو عقیدت ہو اور طبیعت کو مناسبت ہو ان سے بیعت ہو جائیں۔" فقط محمد زکریا، $\frac{۵}{۹۲}$ھ

(۲)

جناب مولانا زکریا صاحب، السلام علیکم، آپ کے حکم کے بموجب میں نے ماہ مبارک میں آپ کو خط نہیں لکھا اور بعد رمضان جیسا کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا میں پھر زحمت دینے کی جرأت کر رہا ہوں، خدا کیلئے اس ناچیز گنہ گار کو صحیح بات سمجھنے کا موقعہ عطا فرماویں، عین نوازش اور کرم ہوگا۔ خدا کرے آپ کے روزے بخیر گذر گئے ہوں، عید مبارک باد۔

پہلا سوال: مولانا مودودی صاحب کیسے آدمی ہیں ان کی لکھی ہوئی کتابیں کیسی ہیں کیا ان کو پڑھنا ایمان خراب کرنا ہے، کیا ایک مسلمان ان کو پڑھکر گمراہ ہو سکتا ہے۔

دوسرا سوال: مولانا مودودی صاحب جماعت اسلامی ہند اور اس جماعت کے جو رکن ہیں کیا اسلام سے خارج ہیں، کیا وہ صحیح طور پر مسلمان نہیں ہیں، کیا ان کے عقائد درست نہیں ہیں، کیا وہ اور ان کی لکھی ہوئی کتابیں صحیح اسلام کو پیش نہیں کرتیں۔ کیا وہ تصور دین غلط پیش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اور ان کا کام اسلامی نقطہ نظر

سے کس درجہ میں آتا ہے۔

تیسرا سوال:۔ کیا اس جماعت مذکورہ میں شامل ہونا اور اسکی نکلی ہوئی کتابیں پڑھنا ہم مسلمانوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹا دیتا ہے؟

چوتھا سوال:۔ مرید ہونیسے کیا مراد ہے، آپ کیوں مرید کرتے ہیں۔ کیا آپ کے مریدین سب ایکدوسرے کو جانتے ہیں، ایک دوسرے کی ہر طرح خبر گیری رکھتے ہیں، ایکدوسرے کی مدد کرتے ہیں، کیا وہ آپس میں اس طرح ملکر رہتے ہیں جس طرح ایک خاندان کے بہت سے افراد، چاہے وہ دور، دور کیوں نہ رہتے ہوں یا وہ ایسا کرتے ہیں کہ ہر ماہ آپ کو کچھ رقم بھیجتے ہیں جس سے آپ اپنے غریب اور نادار مریدین کو کوئی چھوٹا موٹا کام کرانے میں مدد فرماتے رہتے ہوں اگر ایسا نہیں ہے اور وہ صرف آپ کے پاس ایک مرتبہ حاضر ہوکر آپ کو اپنا پیر مان لیتے ہیں اور پھر اپنے گھر لوٹ کر جو چاہے کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح چاہے جھوٹ بے ایمانی، چوری غیبت، کاہلی اور سستی کی زندگی بسر کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور یہ پختہ طور پر سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم کیونکہ حضرت یعنی آپ کے مریدین میں سے ہیں، (اسلئے) ہمیں اللہ کے گھر کوئی جواب دینا نہیں ہوگا اور ہمیں ہر طرح کی آزادی ہے، ہمارے لئے جنت مقدر کردی گئی ہے۔

کیا یہ بات صحیح ہے کہ آپ کے جتنے بھی مرید ہیں وہ ایکدوسرے کو اس طرح جانتے ہیں جیسے لوگ، اپنے سگے بھائی کو جانتے ہیں ان کی ایک ایسی جماعت ہو جو آپ کی رہنمائی میں بہترین تجارت کرنیوالی ہو اسکے لوگ ایمانداری، سچائی، محنت، اور جفاکشی سے زندگی بسر کرنے والے ہوں۔ جماعت سے نماز ادا کرتے ہوں اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکامات کی پوری طرح پابندی کرتے ہوں، غیبت سے ایسے

بچے ہوں جیسے آگ، صحیح معنی میں مسلم دیومن کی حیثیت سے موجودہ دور کے تمام علوم پر حاوی ہوں۔

پانچواں سوال:- اگر آپ واقعی بتاسکتے ہوں تو خدا کیلئے یہ بھی ضرور بتلانے کی رحمت گوارا کریں کہ کیا ہم سرکاری ملازمین کے فنڈ میں جو سود لگتا ہے وہ ٹھیک ہے اور اگر ٹھیک نہیں تو اس سے کیسے بچا سکتا ہے آپ کا زیادہ وقت خراب ہوا۔ معافی چاہتا ہوں اور اجازت چاہتا ہوں کہ آپ مجھے یہ اجازت فرمادیں کہ میں وقتاً فوقتاً آپ سے اپنی مشکلات حل کرنے کیلئے کبھی کبھی آپ کو زحمت دے لیا کروں؛ فقط والسلام

جواب عنایت فرمایم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ بہت ہی طویل پہنچا تھا۔ یہ ناکارہ اپنے امراض کی کثرت بالخصوص آنکھوں کی معذوری اور مہمانوں کی کثرت کیوجہ سے مختصر خط وکتابت سے بھی معذور ہے چہ جائیکہ اتنی طویل تحریرات اور وہ بھی بیکار۔ اس قسم کے سوالات سے کوئی فائدہ مقصود تو ہوتا نہیں صرف تفریح اور ملتہ پروری مقصود ہوتی ہے۔ مودودی صاحب اور ان کی کتابوں کے متعلق ہم لوگوں کے خیالات بیس، پچیس سال سے رسائل میں شائع ہیں، آپ کو یا جن کو ان تحریرات پر اعتماد ہو عمل کریں اور جن کو اعتماد نہ ہو ان پر کوئی جبر ہم لوگوں کیطرف سے نہیں، خاصکر یہ ناکارہ تو ان لغویات سے بہت ہی یکسو رہنا چاہتا ہے۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ماہِ مبارک میں خط نہیں لکھا، ماہِ مبارک میں تو اس ناکارہ کو ڈاک سننے کا موقعہ بھی نہیں ملتا۔

(۱، اور ۲، و ۳،): مودودی صاحب یا ان کی جماعت کو میں اسلام سے خارج نہیں سمجھتا، البتہ ان کی کتابوں کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ جو لوگ اسلامی

علوم سے واقف ہیں، غلط صحیح کو امتیاز کر سکتے ہیں انکے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور جو لوگ اس درجہ کے نہیں ہیں انکو نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اسلئے کہ اس ناکارہ کو ۱۳۷۸ھ میں بعض مجبوریوں کیوجہ سے ان کی اور ان کی جماعت کی تقریباً ایک ہزار سے زائد کتابیں رسائل وغیرہ پڑھنے کی نوبت آئی۔ ان کی کتابوں کا عام تاثر ائمہ فقہ اور ائمہ تصوف سے بے اعتقادی ہے اور ان کے کلاموں میں بیدھڑک تنقید کا دروازہ کھلتا ہے۔

تنقید نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کے علاوہ ہر شخص کے قول پر کیجا سکتی ہے۔ مگر اس پر تنقید کرنیوالے کی صلاحیت حیثیت شرط اور ضروری ہے۔ ہمارے حضرت گنگوہی قدس سرہ نے درس حدیث میں اپنے علوشان اور کمال محدثیت کے باوجود ایک تقریر فرمائی تھی جس پر کسی شاگرد نے جوش میں آکر یہ کہدیا کہ حضرت! امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر اس تقریر کو سنتے تو اپنے قول سے رجوع کر لیتے، سنا ہے کہ حضرت قطب عالم تھرا گئے اور فرمایا توبہ، توبہ حضرت امام اگر تشریف فرما ہوتے تو میرا یہ طالب علمانہ شبہ ہوتا اور حضرت امام اسکا جواب دیتے۔ اب اسوقت ہر دو امامین امام ابو حنیفہ، امام شافعی میں سے کوئی موجود نہیں ہے۔ ان کے اقوال ہم لوگوں کے سامنے ہیں اور اپنے علم کے موافق ترجیح دیتے ہیں۔ ہم لوگوں کو بھی کتب حدیث میں دوسروں کے اقوال پر کلام کرنا ہوتا ہے، محدثین کے اقوال پر کلام کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اس ناکارہ کا معمول ہمیشہ درس حدیث میں بھی یہ رہا کہ بار بار اسپر تنبیہ کرتا رہتا تھا کہ میری ان تقاریر کی وجہ سے ائمہ حدیث یا ائمہ فقہ میں سے کسی کی شان میں بھی کسی شخص نے کوئی گستاخانہ لفظ کہا بلکہ دل میں بھی جگہ دی تو اسکا سخت ترین نقصان بھگتنا پڑیگا، حضرت قطب عالم قدس سرہ کا یہ مقولہ بھی حدیث پاک کے اسباق میں سُنایا کرتا تھا۔

(۴) مرید ہونے یا کرنے سے مقصد سابقہ گناہوں سے توبہ اور آئندہ کیلئے اتباع شریعت اور گناہوں سے پرہیز کا عہد ہوتا ہو۔ جو شخص اس عہد پر جتنا عمل کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے جو بدعہدی کرتا ہے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

اس ناکارہ سے بیعت کا تعلق رکھنے والے ایکدوسرے کو جانتے بھی نہیں۔ نہ میرے پاس کوئی رجسٹر ایسا ہے جسمیں ان لوگوں کے نام درج کئے جاتے ہوں اسلام کا تعلق سب سے زیادہ قوی ہے کیا مسلمان آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، ایک کعبہ کیطرح رہتے ہیں اور کیا ان کی اس ناپاک حرکت سے اسلام پر کوئی حرف آتا ہے۔

اس ناکارہ کا کوئی ٹیکس مریدوں کے اوپر نہیں ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم فلاں کے مرید ہو گئے ہیں ہمیں اللہ کے یہاں کوئی جواب دہی نہیں کرنی ہے وہ نہایت گمراہی پر ہیں۔ مرید ہونے کی حقیقت تو میں اوپر لکھوا چکا ہوں جو اس پر عمل کرے وہ کامیاب ہے جو عمل نہ کرے اپنا ہی نقصان کریگا، میرے سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں تاجروں کی کوئی جماعت ایسی نہیں جن کی مریدی کیوجہ سے تعلقات میں قوت پیدا ہو، آپ نے جو صفات مریدین کی لکھی ہیں وہ تو اس ناکارہ میں بھی نہیں کہ اللہ اور اسکے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پوری پابندی تو اس سیہ کار سے خود بھی نہیں ہو سکتی، دوسروں کو کیا الزام دے سکتا ہوں البتہ تمنا خواہش اور کوشش ضرور ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا اتباع اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے نصیب فرمادے تو زہے کرم ہے۔

(۵) سرکاری سود کا مسئلہ کسی مفتی سے پوچھیں یہ ناکارہ فتاویٰ کے جوابات

نہیں لکھا کرتا ان کو ہمیشہ مفتیوں سے تحقیق کیا کریں۔
یہ ناکارہ اپنے امراض کی کثرت کی وجہ سے خط وکتابت سے بھی بالکل معذور ہے۔
فقط والسلام۔ محمد زکریا، ۱۸، ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ

(۳)

حضرت اقدس سیدی وشیخی مولائی وسیلۃ یومی وغدی دامت برکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ یہ ناکارہ وناہل ہر قسم کے عیوب میں ڈوبا ہوا حضرت اقدس کی بے انتہا شفقت کے باوجود تخلیہ میں رعب وہیبت کی وجہ سے سب معروضات پیش نہ کرسکا اسکے بعد کچھ اور احوال پیش آمدہ ہوئے۔ لہٰذا اس عریضے کے ذریعہ حاضر خدمت ہوں کہ ٹوٹے پھوٹے جو کچھ ہو رہا ہے وہ حضرت والا کی برکت اور توجہ کا ثمرہ ہے ورنہ ناکارہ تو عیوب میں ڈوبا ہوا ہے۔

(۱) ذکر وتلاوت کی حالت میں جو حالات پہلے پیش آتے رہے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہونیکے بعد غائب ہوگئے تھے جیسا کہ تخلیہ میں عرض کیا تھا۔ تاہم لذت وسکون باقی تھا اب بھی بحمد اللہ تعالیٰ لذت وسکون ہے۔ اسکے ساتھ کبھی اعضاء حرکت کرنے لگتے ہیں، ذکر کرتے کرتے اچھلنے کو جی چاہتا ہے۔ بعض دفعہ زبان یکایک رک جاتی ہے صرف قلبی مشغولی رہتی ہے۔ اسوقت ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ اس تنگی سے نکل جاؤں۔

(۲) نماز میں کبھی سکون وفرحت ہوتی ہے جو سلام (پھیرنے) کے بعد باقی نہیں رہتی پھر نماز شروع کرتا ہوں وہی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور کبھی ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ دبا جارہا ہوں۔ نماز شروع کرنیکے بعد اسی میں لگے رہنے کو جی چاہتا ہے۔

خصوصاً سجدہ میں پڑا رہنے اور گڑگڑا کر مانگنے میں بڑا سکون ملتا ہے۔

(۳) کبھی وساوس کا حملہ ہوتا ہے مگر التفات نہ ہونے کیوجہ سے ٹھہراؤ نہیں ہوتا

(۴) اپنے عیوب کے استحضار کا حال یہ ہے کہ نماز و ذکر میں کبھی یہ استحضار (رہتا ہے) کہ تو اس قابل کہاں محض مولائے کریم نے کرم فرمادیا اسکی ستاری کی بنا پر لوگوں میں ہوں، اس تصور سے اپنے وجود ہی سے شرم آتی ہے۔

(۵) معمولات کی پابندی کے ساتھ ساتھ تہجد، اشراق، اوّابین کا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اہتمام رہا، البتہ جماعت میں نکلنے کے ایام میں باوجود تقاضا ہونیکے بعض دفعہ صرف اوّابین چھوڑنے پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ مداومت کی توفیق عطا فرمادیں۔

(۶) آقائی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبوب ادائیں اپنے اندر لانے کی کوشش اور اسی نیت سے کئی سال سے شمائل ترمذی شریف کا سبق اپنے پاس ہے۔ جسکے فوائد بحمد اللہ تعالیٰ نظر آتے ہیں اور جماعت کیساتھ رہنے سے مزید فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۷) قانونی دشواری کی بنا پر جانیکے دن قریب آرہے ہیں اپنی نااہلیت اور غفلت کے باعث ٹھیک طور پر اوقات گذار نہ سکا، آئندہ اوقات مولائے کریم کی مرضیات میں گذرنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔" فقط

جواب مکرم محترم مدفیوضکم بعد سلام مسنون! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ناکارہ سیہ کار کا کیا رعب ہے جو ہر وقت ہنسی مذاق میں رہتا ہے اور تخلیہ کیواسطے بھی تم سب دوستوں کو معلوم ہے کہ مغرب کیوقت سے اطلاع کی ضرورت ہے! اور اسکے بعد میں کئی کو نمٹاتا ہوں۔

(۱) لذت و سکون بہت مبارک ہے۔ اعضاء کا حرکت کرنا پسندیدہ نہیں، ذکر

کرتے وقت اگر اچھلنے کی کیفیت پیدا ہو تو ذکر فوراً روک دیں اور جب یہ حالت جاتی رہے تو پھر شروع کر دیں۔ ذکر میں لگا رہنے کا شوق بہت مبارک ہے مگر اعتدال بہت ضروری ہے اگر ذکر میں زبان رک جائے یا قبض کی حالت ہو جائے تو زبان یا دل سے درود شریف پڑھیں اور اس حالت کو ممدوح نہ سمجھیں۔

(۲) نماز کی جو حالت آپ نے لکھی بہت ہی پسندیدہ اور موجب ترقی ہے۔ مگر جیساکہ میں نے پہلے لکھا ہی یہ ساری چیزیں محبوب اور ممدوح ہونیکے باوجود مطلوب نہیں اسلئے انکو نہ باقی رکھنے کی کوشش کریں اور نہ ان کو مطلوب سمجھیں۔

(۳) وساوس کا بہترین علاج یہی ہے کہ اسکی طرف التفات نہ کیا جائے۔

(۴) عیوب کا استحضار بہت مبارک ہے مگر نماز و ذکر میں قصداً التفات نہ کیا جاوے بالخصوص نماز میں قصداً التفات نہ کریں خود بخود آجائے تو مضائقہ نہیں۔

(۵) معمولات کی پابندی ترقی کا زینہ ہے لیکن اگر جماعت میں نکلنے کیوجہ سے معمولات ادا نہیں ہوتے تو نقصان نہیں کہ وہ بھی دین کا بہت اہم عمل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرے وقت اسکی تلافی کرلیجائے کہ اجتماعی کام انفرادی اعمال سے مقدم ہے۔

(۶) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتیں پیدا کرنیکا جذبہ بہت مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ لیکن ایسے افعال پر ہر گز عمل نہ کیا جائے جس کا تحمل نہ ہو۔ مثلاً کئی کئی دن کا فاقہ اور جو کی روٹی بغیر سالن کے اور ٹاٹ پر سونا یہ ایسا ہی ہے جیساکہ صفراء کے بیمار کو مٹھائی سے روکدینا کہ مٹھائی نہایت مرغوب ہے مگر بیمار کو حکماً روکا جاتا ہے۔

(۷) تم دوستوں کے جانے سے مجھے بہت قلق ہے مگر قانونی مجبوری تو بہر حال

مجبوری ہے اللہ تعالیٰ مدد فرمائے اور ماہِ مبارک میں تم دوستوں کے آنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔" فقط محمد زکریا ۲۲ر رجب ۱۳۹۲ھ

(۴)

مخدومی و مرشدی وسیلۃ یومی وغدی زیدت معالیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی۔ الحمد للہ علی کل حال بخیریت ہوں۔ حضرت والا کی خیریت مطلوب، الحمد للہ تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اخلاص و تکمیل کیلئے دعاء فرمائی جائے۔

اس ناکارہ کی درخواست دعاء توجہ پر اکمل و کامل کے الفاظ لکھوائے گئے ہیں سمجھنے سے قطعی قاصر اور بحر ندامت میں غوطہ زن ہوں۔ نیک فالی پر محمول کرتا ہوں۔ حضرت والا کی زبان فیض ترجمان کو باری تعالیٰ آئینہ معارف وحقائق بنائے، اور اس ناکارۂ جہان کو قرب ورضا کے انوار سے معمور فرمائے۔ آمین

حضرت! کیا عرض کروں دل کی گہرائی میں جو یقین جم چکا ہے سوء ادبی نہ ہو تو عرض کروں گستاخی معاف فرمائی جائے اور اصلاح فرمائی جائے، اس ناکارہ کے سویدار قلب میں یہ حقیقت راسخ ہو چکی ہے کہ مخلوق ومحتاج مترادف المفہوم ومصداق ہیں۔ جملہ مخلوقات جملہ صفات ذاتیہ کمالیہ سے قطعاً وحقیقۃً عاری وخالی ہے "جب کہ وجود کائنات خود ہی حادث وممنون احسان خالق ومالک ہے۔ اور سراپا احتیاج قادر مطلق تو اسمیں کمال ذاتی کا تصور ناقابل فہم ہے۔

مخلوق خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اس کے اختیار میں جب کہ اسکا وجود بھی نہ ہو تو صفات اسکی اختیار میں کیسے ہو سکتے ہیں، وجود مخلوق جب کہ مفروض خداوندی ہے تو اسکے صفات مفروض در مفروض ٹھہرے۔ جب کہ مفروض میں خود ہی کمال اصلی نہیں تو در مفروض میں

کہاں سے اصلی کمال آسکتا ہے بس اللہ بس باقی ہوس۔
گستاخی معاف فرمائی جائے۔ البتہ فضل ربانی سے کسی مخلوق کے وجود وصفات میں کچھ انعکاس فیضان ربانی ہوجائے اور اسکو کمال کہا جائے تو دوسری بات ہے۔
للہ حضرت والا اس ناکارہ کی گستاخی اور شوخی تعبیر کو معاف فرمائیں اور اپنی خصوصی دعاؤں اور توجہات میں شامل فرمائیں کہ اس بلید وپلید دوجہان کی اصلاح ہو اور خاتمہ بالخیر ومغفرت کی نعمت عظمیٰ کا حصول مقدر ہو اور قرب ورضا کی دولت جاودانی سے نوازا جاؤں۔ آمین یارب العلمین بطفیل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام وبواسطہ مرشدی الکریم، آمین، والسلام۔"

جواب
مکرم محترم مدفیوضکم بعد سلام مسنون۔ اسی وقت گرامی نامہ موجب منت ہوا۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ خیر وخوبی کے ساتھ تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اللہ کا شکر ہے۔ آپ کے متعلق جو الفاظ میں نے لکھے ہیں وہ تصنع نہیں ہیں۔ آپ نے وحدۃ الوجود کا مسئلہ تلقین فرمایا اور آپ پر اسکا ظہور ہوگیا اللہ مبارک کرے۔ یہ ناکارہ تو ان مسائل کی طرف سوچنے کو بھی اپنے کو اہل نہیں سمجھتا۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے آپ کو اور اس سیہ کار کو بھی اور میرے سب دوستوں کو حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔" آمین۔"

وفقط حضرت زکریا۔ ۱۱ر ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

(۵)

مخدومی ومعظمی حضرت شیخ الحدیث صاحب متعنا اللہ المسلمین بطول حیاتکم،
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ امید ہے کہ مزاج اقدس بخیر ہونگے، حضرت والا کی خدمت گرامی میں پہلی مرتبہ یہ تحریر میرے محسن واستاذ مولانا معین اللہ صاحب ندوی کے مشورہ اور

ہمت افزائی سے ارسال کر رہا ہوں ۔ امید ہے کہ حضرت والا میری آشفتہ بیانی کو ہمدردانہ غور و توجہ سے ملاحظہ فرما کر اپنی خصوصی دعا و توجہ اور رہنمائی سے سرفراز فرما کر احقر کو انتہائی ممنون و مشکور فرمائیں گے۔

میری عمر اس وقت اڑتیس (۳۸) سال کی ہے آج سے سترہ سال قبل تبلیغی دعوت سے متاثر ہو کر دین کی طرف آیا۔ اس سے قبل کی زندگی ہائی اسکول کے طلباء کی طرح لاابالی اور غیر ذمہ دارانہ تھی۔ والد صاحب عالم ہیں مگر بریلوی المسلک ہیں۔ سات پشت سے عالم کا سلسلہ ہمارے خاندان میں ہے۔ اس وقت ...... میں والدین کا قیام ہے، دینی تعلیم اور دین پر عمل کیلئے والد صاحب کی دعا تاکید تنبیہ اور سختی سب کچھ ہوتی رہی، مگر دل میں دین کی عظمت اور اس پر عمل کی توفیق کم ہی رہی۔ تبلیغی کام میں سرگرم حصہ لینے کے بعد دل میں علم دین کا شوق پیدا ہوا اور پیدل جماعتوں میں چلکر رات بھر دین کی تعلیم کے حصول کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور دینی تعلیم کی اجازت والد صاحب نے دیدی۔

سنہ ۱۹۶۱ء میں ندوہ سے فضیلت سے فراغت ہوئی۔ دوران طالب علمی میری زندگی بہت بہتر تھی بلکہ پاکبازی کی کہوں تو بجا ہوگا۔

ندوہ کے زمانہ تعلیم میں محض اللہ کے فضل و کرم سے مجھے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ کی خصوصی شفقت اور توجہ حاصل رہی، حضرت مولانا مدظلہ نے ہمیشہ میری ہمت افزائی فرمائی اور مجھ ناکارہ سے اپنی بہتر توقعات کا اظہار زبانی بھی اور تحریری بھی فرماتے رہے۔ ندوہ میں ابتدائی دو سال ہی میں حضرت مولانا مدظلہ کی محبت کا میں اسیر ہوگیا، اور دل میں یہ داعیہ شدت سے پیدا ہوا کہ میں حضرت مدظلہ سے بیعت ہو جاؤں، حضرت سے میں نے بیعت کی درخواست کی حضرت نے کچھ تردد اور معذرت کے بعد میرے اصرار پر

قبول فرمالیا، اس بیعت کو بھی تیرہ (۱۳) سال ہو چکے ہیں. بیعت کے بعد اپنی ناتجربہ کاری راہ سلوک سے ناآشنائی اور عجلت پسندی کی وجہ سے میں دینی اور روحانی ترقیات کی تیز رفتاری کا متوقع رہا اور اپنی اس بے صبری، ناشکری اور ہوس کو اپنے مرشد کی بے توجہی پر محمول کرتا رہا اور انھیں شکایتی خطوط لکھتا رہا. بہرکیف فراغت تعلیم کے بعد حضرت مولانا مدظلہٗ کا میرے متعلق یہ مشورہ تھا کہ میں ندوہ ہی میں رہ کر موصوف کے زیر تربیت علمی کام کروں. حتی کہ حضرت مدظلہٗ نے ازراہ کرم وخورد نوازی میرا تقرر ندوہ کے شعبۂ تصنیف و تالیف مجلس تحقیقات ونشریات اسلام میں کردیا. مگر میں دل ہی دل میں یہ منصوبہ بناتا رہا کہ مجھے اپنے علاقہ میں دین کا کام کرنا چاہیئے کیونکہ وہاں زیادہ ضرورت ہے. ندوہ جیسے مرکزی ادارہ میں اور بھی کام کے لوگ مل جائیں گے. ندوہ میں تقرر کے چند ہی ماہ بعد مجھے چھٹی لیکر اپنے وطن جانا ہوا. وہاں تبلیغ اور دینی دعوت سے وابستہ حلقہ منتظر تھا اور متوقع بھی کہ میں وہاں مدرسہ قائم کرکے ان ہی کے یہاں خدمت انجام دوں. میں نے اس پروگرام پر حضرت مولانا مدظلہٗ کے علم واطلاع اور مشورہ کیئے بغیر عمل کا ارادہ کیا اور تیاریاں مکمل ہوجانے کے بعد حضرت مولانا مدظلہٗ سے اطلاعی اجازت حاصل کی، مگر اسکے معا بعد کچھ ایسی مخالفانہ فضا پیدا ہوگئی کہ جسکا تصور میرے لئے محال تھا حتیٰ کہ میرے والد صاحب ہی کی تقریریں میرے اور مجوزہ مدرسے اور تبلیغ کے خلاف ہر چوراہے پر ہونے لگی. اس صورت حال سے گھبرا کر اور اسے حضرت مولانا مدظلہٗ کے عدم انشراح پر محمول کرکے میں نے حضرت کو خط لکھ کر پوری صورت حال لکھی، حضرت مدظلہٗ نے اس موقعہ پر پھر مجھے ندوہ میں قیام کا مشورہ دیا. میں ندوہ آگیا مگر مجھ پر برابر یہ خیال مسلط رہا کہ میں نے یہ اقدام خلاف عزیمت کیا، اس خیال نے مجھ پر اپنی گرفت ایسی مضبوط کرلی کہ

میں حضرت مولانا مدظلہٗ کے مشورہ کی حکمت و مصلحت سمجھنے سے قاصر رہا اور حضرت مدظلہٗ کے مفوضہ کاموں میں اور ذمہ داریوں میں مجھ سے کوتاہی ہونے لگی۔ اپنی اس بے دلی اور اپنے مربی و شیخ سے ذہنی و عملی بغاوت کا شاید یہ نتیجہ ہو کہ میری طالب علمانہ زندگی کی پاکبازی اور محبت و خشیت الٰہی کی کیفیت مجھ سے زائل ہوگئی۔ دین کی عظمت احکام شرعیہ کی پابندی عبادات کا ذوق اور اوامر و نواہی کا خیال رفتہ رفتہ مجھ سے رخصت ہوتا گیا، اور یہ سب کچھ حضرت مدظلہٗ کے قریب اور ندوہ کے علمی دینی ماحول میں قیام کے باوجود ہوا۔ میرے باطن سے محبت و عقیدت کی دولت اور اطمینان و سکون کی نعمت جاتی رہی جو کبھی میرے لئے سرمایہ تسلی اور نوید فرحت تھی۔ اور میری زندگی ایک عامی انسان سے بھی بدتر ہوگئی، اور میں ندوہ سے ترک تعلق کر کے پھر اپنے وطن آنے پر مجبور ہوا۔ مگر وہ وطن جہاں میں نے بڑی کوشش سے مدرسہ قائم کیا تھا اور دینی و تبلیغی ماحول بنانے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ذریعہ بنایا تھا وہ میرے لئے اجنبی بن گیا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ عوام و خواص کے دلوں سے میرا تعلق و اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اس صورت حال میں مجھے ...... آنا پڑا جو میرا پیدائشی وطن بھی ہے اور جہاں میرے عزیز و اقربا بھی ہیں وہاں میرا آٹھ سال تک قیام رہا۔ مگر میری محرومی کا یہ حال تھا کہ مسلسل پانچ سال تک حضرت مولانا مدظلہٗ سے میری خط و کتابت نہ ہو سکی۔ اور میں اس پورے عرصہ میں حضرت مولانا سے بالکل کٹ گیا۔ حسن اتفاق سے ۱۹۷۰ء میں میرے چند سر برآوردہ احباب نے ہندوستان کے مرکزی مقامات اور اہم دینی، علمی اور سیاسی شخصیتوں کی زیارت و ملاقات کا پروگرام بنایا اور اس پروگرام کے تحت لکھنؤ بھی آنا ہوا اور حضرت مدظلہٗ سے ملاقات ہوئی۔ تین روز تک احباب کے ساتھ ندوہ میں قیام رہا اور گویا یہ ملاقات حضرت مدظلہٗ سے تجدید تعلقات کا ذریعہ بنی، واپسی

کے بعد خط وکتابت بھی جاری ہوئی اور حضرت مدظلہٗ کو اپنے حالات وکوائف اور مشاغل سے آگاہ بھی کرتا رہا۔

حضرت مدظلہٗ کے مشورہ سے اسی سال یعنی ۱۹۷۰ء کے ماہ رمضان المبارک کے پندرہ دن تکیہ رائے بریلی میں گذارنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ اس پندرہ روزہ قیام کا اثر چھ ماہ تک اسیا رہا کہ ذکر تلاوت، تہجد اور نماز باجماعت کا پورا پورا اہتمام رہا اور اپنی ملازمت سے جو لڑکیوں کے انٹر کالج میں تھی طبیعت گھبرانے لگی۔ حضرت مولانا مدظلہٗ کو اپنی حالت لکھی حضرت نے یہ مشورہ دیا کہ "تمھاری علمی ذہنی صلاحیت کسی بڑے دینی وعلمی ماحول کی طالب ہے۔ اور ندوہ اسکے لئے موزوں تر مقام ہے"۔ میں نے بھی اپنی آمادگی اور حضرت مدظلہٗ کی قربت کے اشتیاق کا اظہار کیا۔ اسی اثنار میں حضرت مولانا مدظلہٗ کا بمبئی کا سفر ہوا۔ ایک روز کیلئے حضرت ...... بھی تشریف لائے، اور وہاں میرے حلقۂ احباب، تعلیمی وسماجی خدمات اور اثر ورسوخ کو دیکھ کر حضرت بیحد مسرور ہوئے اور ...... پہونچکر مجھے بذریعہ خط یہ مشورہ دیا کہ کام کے ایسے اچھے میدان اور بنے بنائے حلقہ کو چھوڑ کر آنا کسی طرح مناسب وجائز نہیں، تم ملازمت سے استعفار نہ دو بلکہ تین چار ماہ کی چھٹی لیکر ندوہ آؤ اور جی لگے تو یہاں رہو ورنہ اپنی سابق جگہ واپس چلے جاؤ۔ جس طرح حضرت خواجہ بزرگؒ نے حضرت بختیار کاکی کو پہنچلے تو اجمیر چلنے کا مشورہ دیا تھا مگر بعد میں دہلی ہی میں قیام کا فیصلہ فرمایا اسی طرح تمھارے بارے میں میری راجح رائے یہ ہے کہ ...... رہو اور ...... دونوں جگہ فائدہ کی شکل سوچو" حضرت مولانا کی رائے کے بعد مجھے شکرد اطمینان سے ...... میں رہ کر کام کرنا چاہیئے تھا مگر میں اپنی نہ ماننے والی پرانی عادت کے بموجب اپنی بے اطمینانی کا اظہار کرتا رہا، اور

نتیجہ یہ ہوا کہ میری دینی کیفیات رخصت ہوتی گئیں اور میں اسے اپنی ملازمت یعنی طبقۂ اناث کی درسگاہ حضرت سے دوری وغیرہ پر محمول کر کے دن بدن سوچکر ملازمت سے مستعفی ہوگیا۔ مگر اسکے بعد حالات کچھ ایسے پیچیدہ ہوئے کہ مجھے مع خاندان ...... منتقل ہونے، والدین کو ضعیفی کی حالت میں (جب کہ میں ہی انکی اکلوتی اولاد ہوں) چھوڑنے میں بڑی دشواری محسوس ہوئی اور میں نے ایک دوسری ملازمت شروع کرلی جو لڑکوں کے کالج میں ہے مگر اس ملازمت میں بھی جی نہ لگا اور ہر وقت ایک عجیب قسم کی بے چینی، گھبراہٹ طاری رہنے لگی، نماز ذکر و تلاوت سب سے غفلت ہونے لگی اس صورت حال کو حضرت مولانا مدظلہ کی ناراضگی پر محمول کر کے میں نے حضرت کو پریشانی کا حال لکھا جواباً حضرت نے تحریر فرمایا کہ تمھاری بے چینی یہاں آئے بغیر دور نہیں ہوسکتی غرض بہت پس و پیش کے بعد اس اندیشے سے خائف ہوتے ہوئے کہ ابھی ابھی ملازمت ملی ہے۔ فوراً چھٹی لینے سے وہ چلی جائیگی غرض کسی طرح بلا تنخواہ دوماہ کی چھٹی لیکر ندوہ آیا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں رائے بریلی میں معتکف رہا۔ دوران اعتکاف والد صاحب کی طبیعت کی ناسازی اور عید کیلئے طلبی کا خط آیا مگر میرے مزید انتشار کے اندیشہ سے حضرت مدظلہ نے گھر جانے کی اجازت نہیں دی۔ بہرکیف عید حضرت مدظلہ کے ساتھ .... ہوئی اور دوسرے دن میرے تعلق سے حضرت مدظلہ نے اپنے رفقائے کار .... کی موجودگی میں یہ فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم اپنی غیر مستقل مزاجی کیوجہ سے کہیں ضائع نہ ہوجاؤ۔ تم یکسو ہو کر کام کرو،" پھر میرے متعلق ندوہ میں کتب خانہ کی جدید اصول سے تنظیم و ترتیب نیز سہ پندرہ روزہ "تعمیر حیات" کی ادارت کا کام تجویز ہوا۔ اس مشورہ پر غور کی بھی حضرت نے ہدایت فرمائی مگر میں کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا

اس طویل داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) اپنی نالائقی اور ناقدری اور بے صبری کی وجہ سے عالم دین بننے سے پہلے جتنی مجھ میں دینداری اور کردار کی پختگی تھی وہ علم دین کے حصول کے بعد جاتی رہی۔

(۲) بیعت کے بعد دینی وروحانی ترقی کے بجائے اپنی بدبختی سرکشی، ناقدری اور غیر ذمہ داری کی وجہ سے دینی اخلاقی معاشرتی اور معاشی پستی کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں۔

(۳) قوت فیصلہ کی افسوسناک کمی ہے خود کوئی فیصلہ نہیں کر پاتا اور دوسرے خیر خواہ مثلاً حضرت مولانا مدظلہ یا والدین یا دوست احباب یا اہلیہ وغیرہ کوئی مشورہ دیتے ہیں تو ان پر مستقل مزاجی سے عمل نہیں کر پاتا۔

(۴) انا عند ظن عبدی بی، پر مطلق نظر نہیں رہتی، ہر مسئلہ کا تاریک پہلو سوچتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے جیسی امید عام مسلمان رکھتا ہے اتنی بھی اپنے اندر نہیں پاتا

(۵) مجھ پر اس قسم کا دورہ دس یا پانچ سال میں ایک مرتبہ پانچ چھ ماہ مسلسل ایسا رہتا ہے کہ جس کی شدت سے عاجز آ کر خودکشی کو سوچتا ہوں۔

(۶) جو چیز حاصل نہیں اس کی طلب وکوشش میں لگتا ہوں اور تمنا کرتا ہوں اور جب وہ حاصل ہو جاتی ہے تو بجائے شکر واطمینان کے دوسری چیز کی طرف یا سابقہ چھوڑی ہوئی چیز کی طرف لپکتا ہوں۔

(۷) حالت تذبذب میں معمولی کام بھی لیت ولعل کا شکار ہو جاتے ہیں، آٹھ روز ہوئے پرنسپل صاحب کا خط آیا ہوا ہے کہ تم اب تک نہیں پہنچے تعلیم کا نقصان ہو رہا ہے۔

(۸) اپنا طبی علاج بھی کرایا۔ مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

(۹) میرے مربی حضرت مولانا مدظلہ نے مجھے ذکر جہری پاس انفاس مراقبہ اور تہجد کی ہدایت نیز تلاوت قرآن مجید کے اہتمام کی تاکید فرمائی ہے مگر یہ سب کچھ کبھی پابندی سے نہیں کر پایا۔ معصیت کا اسقدر بوجھ ہے جیسے ننانوے بے گناہوں کے قاتل کی مانند توبہ کرتا ہوں مگر ٹوٹ ٹوٹ جاتی ہے۔ میں نے بہت وقت لیا، معاف فرمائیں اور ناکارہ پر اپنی نظر شفقت و محبت فرمائیں" والسّلام۔

جواب مکرم محترم مدفیوضکم، بعد سلام مسنون۔ اسی وقت شنبہ کے دن دوپہر کیوقت انتہائی مشغولیت کے وقت آپ کا دستی گرامی نامہ اور ساتھ ہی مولانا...... کا تاکیدی خط آپ کے سلسلہ میں پہنچا۔ آپ کا گرامی نامہ چونکہ بہت طویل تھا اور میں بہت مشغول تھا اسلئے اس کو تو میں اسوقت بالکل نہ سنتا بلکہ اپنی عادت کے موافق طویل خطوط کو فرصت کے انتظار میں رکھوا دیتا لیکن مولانا...... کا لفافہ مختصر تھا اور ان کے خطوط کی مجھے عجلت اپنی کتابوں کی وجہ سے رہتی ہے۔ اسلئے اس کو میں نے سنا اور اسمیں آپ کی پریشانی کا حال سن کر آپ کا خط بھی نہایت اطمینان اور غور سے سنا، آپ کی پریشانی سے بہت کلفت ہوئی۔ یہ ناکارہ آپ کیلئے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے آپ کی ہر نوع کی مدد فرمائے۔ آپ کی پریشانی کا اصل مبنی تو واقعی جیساکہ آپ نے خود لکھا آپ کی تلون مزاجی اور علی میاں کی ناقدری ہے۔

مشائخ دو طرح کے ہوتے ہیں اور ان کا اپنے مریدوں سے تعلق بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ بعض مشائخ کے مزاج میں مساوات ہوتی ہے ان میں سے بعض اونچے اکابر کا ارشاد ہے کہ جس کو جتنی طلب ہو وہ حاصل کرے اور جو حاصل نہ کرے وہ ہماری پاپوش سے، کسی کے دل میں یا حلق میں اتارنا تو ہمارا کام نہیں۔ اور بعض مشائخ کے مزاج میں

تعلق رکھنے والوں کے ساتھ محبت اور خصوصی تعلق کا زور ہوتا ہے۔ ہمارے علی میاں اللہ ان کو بہت ہی مراتب عالیہ نصیب فرمائے اسی دوسرے طبقہ میں ہیں ان کو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے اتنی محبت ہوجاتی ہے کہ اگر میں یوں کہوں کہ بعضوں کے ساتھ عشق پیدا ہوجاتا ہے تو کچھ بے محل نہیں۔ کاش اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی اس اونچی خصلت میں سے اس سیہ کار کو بھی عطا فرمادیتا، ان کی مصیبت یہ ہے کہ ان سے تعلق رکھنے والوں کی طرف سے ذرا سی بے توجہی بے التفاتی ہوتی ہے تو وہ ان کیلئے سوہان روح ہوجاتی ہے۔ یہ ناکارہ اسکا کئی بار تجربہ کرچکا۔ آپ کے متعلق میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ علی میاں کی واپسی تک کہیں کا بھی ارادہ نہ کریں۔ کالج والوں کو لکھدیں کہ میں آج کل اختلاجی مرض میں مبتلا ہوگیا ہوں اسلئے کم از کم دو ماہ کی رخصت میرے لئے سخت ضروری ہے۔ کہ میں اپنی بیماری کیوجہ سے کوئی کام اسوقت نہیں کرسکتا ہوں۔ علاج کرارہا ہوں، اسکے بعد اگر وہ چھٹی منظور کریں تو اللہ کا شکر ادا کریں اور علیحدہ کردیں تو سمجھیں کہ اللہ کی حکمت اسی میں تھی اور اسی طرح والد صاحب کو بھی ایک بہت لجاجت، منت خوشامد کا خط لکھیں اور ان کو بھی یہ مضمون لکھیں کہ آپ کی خدمت میں حاضری کو اور آپ کی خدمت کرنے کو میں دین ودنیا کی سعادت سمجھتا ہوں۔ میں یہاں کسی ملازمت کے لالچ یا دنیاوی لالچ کیوجہ سے نہیں پڑا ہوں بلکہ کئی سال سے مختلف امراض کا شکار ہوں انشاء اللہ جوں ہی صحت حاصل ہوگی جلد از جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا۔

ان دو کے علاوہ ...... کے متعلق جو آپ نے اپنی مشقت اور مرجعیت لکھی اور اپنی مساعی جمیلہ اور محنت سے جو دینی خدمات وہاں کی ہونا لکھیں ہیں اس پر لاحول پڑھیں، آپ کیا؟ میں کیا؟ علی میاں کیا؟ اللہ جل شانہ کو جس سے جو کام کسی جگہ

لینا ہوتا ہے اور جب تک لینا ہوتا ہے وہ اسکے اسباب بھی پیدا فرما دیتا ہے، دلوں میں محبت اور تاثر پیدا کرتا ہے اور جب کام لینا نہیں ہوتا تو اسکے ترک کے بہت سے اسباب پیدا فرمادیتا ہے۔ اسکا بالکل کسی وقت بھی دل میں خیال نہ لادیں کہ وہاں آپ کی ذات سے کوئی نفع پہونچ رہا تھا اور اب آپ کے بیٹھنے سے دینی نقصان پہنچ رہا ہے، یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ علی میاں نے جو معمولات بتلا رکھے ہیں ان پر نہایت ہی اہتمام سے پابندی کریں بلکہ غسل کر کے دو رکعت نفل پڑھکر علی میاں کے ساتھ جو اب تک آپ نے کفران نعمت کیا جحود و انکار کیا اس سے بہت ہی دل سے توبہ کریں۔

مشائخ سلوک کے یہاں شیخ پر اعتراض اور اس سے انحراف بسا اوقات نقصان کے اعتبار سے گناہ کبیرہ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ گو معصیت کے اعتبار سے گناہ کے برابر نہ ہو لیکن شیخ سے انتفاع کے اعتبار سے وہ گناہ سے بڑھ جاتا ہے۔ علی میاں کے بتلائے ہوئے معمولات کے علاوہ خالی اوقات میں جتنا زیادہ سے زیادہ ممکن ہو درود شریف جسمیں دل لگے مطول ہو یا مختصر بہت اہتمام سے پڑھتے رہیں۔" فقط۔ محمد زکریا۔

(۶)

بخدمت حضرت آقائی و مولائی دامت برکاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بندہ اٹھائیس ۲۸ ذیقعدہ کو والد صاحب کی خانقاہ پہنچا۔ جو شہر سے بالکل علیحدہ ہے دو جانب متصلا دور تک قبرستان ہے۔ ایک جانب متصلاً بڑا میدان ہے جسمیں فاصلہ پر انگریزی اسکول ہے آٹھ ہزار کی آبادی میں تین ہزار مسلمان ہیں جن میں تقریباً ایک ہزار سنی بقیہ مہدوی ہیں تینتالیس مساجد ہیں صرف تین مساجد سنیوں کی بقیہ مہدویوں کی ہیں دونوں فرقوں میں ملاپ ہے۔ البتہ مناکحت، ایکدوسرے کی مساجد میں جانا وغیرہ نہیں

ہے۔ سنیوں کی اکثریت دین سے بے تعلق ہے اور کل کی کل تعداد بدعات ومشرکانہ رسوم میں نہ صرف مبتلا بلکہ اپنے مسلک پر نہایت پختہ اور غلو پسند ہے۔ خانقاہ سے کچھ فاصلہ پر ایک سنی مسجد ہے دوسرے آدھے میل پر۔ قریب کی مسجد میں جانیسے والدصاحب نے روکدیا ہے بندہ دوسری ہی مسجد میں جارہا ہے جسپر قریب کی مسجد والوں کو اعتراض بھی ہے۔ والدصاحب نے پائجامہ کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے بہت سی لنگیاں لادی ہیں۔ اس جمعہ کے خطبہ کا مطالبہ سامنے لایا گیا ہے جنوبی ہند میں پہلا خطبہ اردو میں ہوتا ہے اور طویل ہوتا ہے۔ بندہ نے اردو میں خطبہ دینے سے عذر کیا ہے۔ ایکدن اجامع مسجد میں درخواست پر فجر پڑھائی، دعا کے بعد یہاں کے معمول کے مطابق الفاتحہ کہکر فاتحہ نہیں پڑھی جسپر مصلیوں نے چہ میگوئیاں بھی کیں مگر بندہ سے عرض کرنے کی کسی نے ہمت نہیں کی، اقربا اور والدصاحب کی رائے فی الحال ذریعہ معاش کیلئے گورنمنٹ ہائی اسکول کی ملازمت کے ساتھ خانقاہ میں مرغی فارم رکھنے کی ہے، بجلی پریس یا ماچس فیکٹری یا کسی تجارت وغیرہ میں لگ جانیکے بعد گورنمنٹ ملازمت ترک کردینے کی ہے۔ والدین نے بندہ کے نکاح کا مسئلہ بھی اٹھایا تھا اور کئی خاندانوں کی نشاندہی بھی فرمائی یہ سب خاندان والدصاحب کے ہم مسلک تھے بندہ نے آمدنی کے مستقل ذریعہ پربات کو ٹالدیا ان دنوں والدین کی خدمت کے ساتھ اپنے کتب خانہ کی ترتیب میں بندہ مشغول ہے۔ والدصاحب بہت علیل ہیں۔ علاج جاری ہے۔ والدصاحب نے خاندان کے ایک نابالغ لڑکے کو طریقہ رفاعیہ میں بیعت کرنیکا حکم فرمایا۔ مگر چونکہ یہ طریقہ اب صرف رسمی ہے۔ اسلئے بندہ نے نفی میں جواب دیا مگر ناراض ہوجانے پر بندہ نے اس لڑکے کو بیعت کرلیا اب والدصاحب ماشاء اللہ بہت خوش ہیں، حضرت آقائی بندہ کی حفاظت وعافیت و اقرباو ماحول کی ہدایت کیلئے خصوصی دعاء فرمائیں " فقط

جواب | عزیز م سلمہ۔ بعد سلام مسنون، محبت نامہ پہنچا۔ تمہارے خط سے تمہارے مستقر کی تفصیل معلوم ہوئی۔ تمہارا والد صاحب کی تعمیل میں قریب کی مسجد چھوڑ دینا مناسب ہے۔ ان لوگوں کو ملاطفت سے سمجھا دو کہ یہ عارضی چیز ہے۔ والد صاحب کی تعمیل حکم ضروری ہے۔ اسی طرح پائجامہ ترک کر کے لنگی باندھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ضرور تعمیل کریں، خانقاہ میں مرغی خانہ رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں کہ یہ مشرکوں کی ملازمت سے زیادہ اچھا ہے۔ آپ کے والد صاحب کی علالت کی خبر سے بہت قلق ہے اللہ تعالیٰ ان کو جسمانی و روحانی صحت عطا فرمائے۔

تم نے بہت ہی اچھا کیا کہ والد صاحب کے اصرار پر غیر بالغ بچہ کو بیعت کر لیا جب کہ اس حکم کی تعمیل میں تمہیں آئندہ کو سہولت کا پروانہ بھی مل گیا .... تم نے بہت اچھا کیا کہ علی میاں کو حالات لکھدیئے میرا جواب بھی ان کی خدمت میں بھیجدیں تو زیادہ اچھا ہے، یہ ناکارہ تمہارے لئے دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ جملہ مکارہ سے محفوظ فرما کر تمہیں اور تمہارے سب خاندان کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ والد صاحب یا ان کے مسلک کی تردید ہر گز نہ کریں، البتہ اتباع سنت اور درود شریف کی کثرت کی ترغیب ضرور دیتے رہیں۔ والد صاحب سے بشرط سہولت دعا و عدم مانع میرا بھی سلام مسنون کہدیں۔" فقط۔ محمد زکریا۔ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

(۷)

بحضرت اقدس زید مجدکم السامی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ارادہ کر ہی رہا تھا کہ یاد دہانی دعا کیلئے عریضہ لکھوں کہ دفعۃً والا نامہ شرف صدور لایا۔ حضرت بات یہ ہے کہ حضرت مدنی قدس سرہ کا عطا فرمودہ مشلح تو زمانہ ہوا ایک بے تکلف نے مجھ سے لے لیا تھا مگر جب تک وہ رہا اسوقت بھی میں نے تبرکاً تو کبھی کبھی اسے پہن کر تنہائی میں چند رکعات پڑھ لیں۔ مجمع میں پہننے کی جرأت نہیں کی، مجھے اسمیں علمی شان و اختصاص محسوس ہوا۔

پہنتے ہوئے حیا آئی اور خیال ہوا کہ یہ کہیں المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور، اور بساحرقہ کہ مسوجب آتش باشد کی بات نہ ہو اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی۔ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر۔

ومن نکد الدنیا علی المرء ان یری لئیم کریم للقوم افرع ملقعا

کلابس ثوبی الزور من لم یکن لہ یقین و امسی بالھدی متشبعا

کے قبیل سے نہ ہو وہ واقعہ بھی ذہن میں ابھرتا ہے کہ کسی شیخ کے پاس کوئی شخص فاضلانہ لباس میں پہنچا اور باتیں کیں، عامیانہ، فرمایا اے شخص یا لباس ایسا پہن جیسی تیری باتیں ہیں یا باتیں ایسی کر جیسا تیرا لباس ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے اسکا واہمہ بھی نہیں گذرا کہ بغیر مشلح کے نماز پڑھاتے ہوں اور مجھے اسکا واہمہ بھی نہیں گذرا کہ میرے لئے اس کو نہ صرف ماذون بلکہ ماموریت کے انداز میں ارشاد فرمائیں گے۔

سو اب گذارش ہے کہ میرے مناسب قامت کوئی مشلح ہدیہ میں آئے تو میرے لئے محفوظ فرما دیجئے۔ کان یقسم علی اصحابہ اقبیۃ الدیباج المنسوج بالذھب ویرفع من لم یحضرہ کا اتباع جناب کیلئے اور موقعہ شرف میرے لئے میسر ہوگا۔ اکابر کا احساس نا اہلیت تواضع ہے اور اپنا حقیقت۔" فقط

جواب مکرم محترم حفید مخدوم العالم زادت معالیکم۔ بعد سلام مسنون، کئی دن ہوئے دستی گرامی نامہ پہنچا تھا، اسوقت سے برابر جواب کا ارادہ کرتا رہا مگر آج کل خصوصی مہمانوں کا ہجوم زیادہ ہے اور میرے امراض اور ڈاک کا ہجوم تو میرے ساتھ ایک مستقل سلسلہ لگا ہوا ہے۔ گرامی نامہ کے شروع ہی میں یہ سن کر کہ آپ نے وہ گرانمایہ انتہائی قابل قدر مشلح کسی بے تکلف دوست کو دیدیا انتہائی رنج پہنچا۔ اسکا دنیوی اعزاز عطیہ شاہی ہونیکے علاوہ

حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہ اعلی اللہ مراتبہ نے جب احترام سے کھڑے ہوکر دونوں ہاتھوں پر رکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا وہ منظر اب تک میری آنکھوں میں ہے۔ حضرت قدس سرہ حجاز سے واپسی پر فوراً ہی آپ کے یہاں گئے تھے اور اس عطیۂ شاہی کا نہ تو دیوبند میں کسی سے ذکر کیا نہ ہی آپ کے دینے سے پہلے مجھ سے کوئی ذکر فرمایا حالانکہ حجاز کے بہت سے واقعات سنائے تھے۔ آپ ناراض نہ ہوں میرے دل پر تو گرامی نامہ سے بہت ہی چوٹ لگی۔ آپ نے مجمع میں نہ پہننے کی جو وجوہ لکھیں وہ اپنی جگہ پر صحیح ہیں مگر اسمیں بھی اصل چیز تو نیت ہے اسکے علاوہ ہر وقت کے پہننے میں تو یہ چیزیں اثر انداز ہو سکتی ہیں لیکن جمعہ و اعیاد اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جب کہ سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے صحابہ کرام نے جمعہ و اعیاد کیلئے جبہ خریدنے کی درخواست کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ تعمیل حکم کی تو ضرور کوشش کرونگا مگر کہاں وہ ثیاب سندس خضر و استبرق و عبقری حسان، ولباسہم فیہا حریر۔ اور کہاں سڑا ہوا ٹاٹ، اسمیں تو وہ سارے اشکالات عود کر ینگے جو آپ نے لکھے۔ لیکن حضرت قدس سرہٗ کے عطیہ میں انکی برکات ان سارے اوہام پر غالب ہوتی، بجز انا للہ کے اور کیا پڑھوں، تلاش میں تو ہوں، یاد پڑتا ہے کہ ایک مشلح کئی سال سے حضرت شیخ الاسلام کا تو نہیں لیکن انکے برادر زادہ جو مدینہ کے گویا گورنر بھی ہیں انھوں نے مرحمت فرمایا تھا جب تک کھڑے ہونیسے معذور نہیں تھا اسوقت تک جمعہ اعیاد میں پہننے کا معمول تھا اور اس سے پہلے تو چوبیس گھنٹے جب کہ میرے حضرت قدس سرہٗ نے مدینہ پاک میں ایک جوغہ اپنے پاس سے خرید کر مرحمت فرمایا تھا۔ مگر اب تو امراض نے سب ہی کچھ چھڑا دیا۔ مدینہ پاک میں تو سال بھر تک یہ معمول رہا کہ جب مسجد شریف میں نماز کیلئے حاضر ہوتا تو احباب میں سے کوئی اپنا مشلح لاکر میرے نیت باندھنے کے بعد میری کمر پر ڈالدیتا، یہاں آنے کے بعد وہ معمول تو چھوٹ گیا اللہ کرے کہ وہ ملجائے مگر اس سے تلافی مافات تو ہونے

کی تھیں۔" فقط

محمد زکریا

(۸)

حضرت سیدی ومولائی ادام اللہ ظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عید سعید کی بصد ادب تبریک وتہنیت کے بعد۔ خداوند قدوس کی ذات عالی سے امید ہے کہ حضور والا مع متعلقین وخدام بعافیت ہونگے، والا نامہ مبارک کی نقل مجھے بھوپال کے اجتماع کے دوران میں مل چکی تھی جس کو حضرت جی دامت برکاتہم اور دیگر خواص نے بھی ملاحظہ فرمایا انشاء اللہ ہم سب کارکن ان قیمتی ہدایات پر عمل کرینگے۔

اختلاف ائمہ[۵۷] کے انگریزی ترجمہ کے بارہ میں جناب سکندر توفیق صاحب نے حضور والا کا گرامی نامہ دکھایا جسمیں اس ناکارہ کا بھی تذکرہ ہے بھائی عامر صاحب نے بھی ترجمہ سے متعلق جو مشورے دیئے میں وہ میں نے دیکھے سکندر صاحب سے میں نے کہا ہے کہ پروفیسر فتح نصیب خان صاحب کو اپنا ترجمہ دکھا کر حضور والا کی خدمت میں روانہ کردیں۔ جناب نعیم اللہ خان صاحب امیر جماعت حیدر آباد جو حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہیں، بڑے خلوص انہماک سے تبلیغی کام کرتے ہیں بھوپال کے اجتماع میں بیرون کی تشکیل کے موقعہ پر امریکہ کیلئے آمادہ ہو گئے ہیں بڑی منت سماجت سے حضور والا کی خدمت میں سلام کے بعد دعا کیلئے ملتجی ہیں؛

۵۷۔ صحابہ کرام، ائمہ عظام کے اختلافات کی حقیقت اور اسکی صورت حال سے مطلع کرنیوالی ایک بہترین کتاب اپنے موضوع پر بہید اور بڑا زمعلومات ہے۔" تالیف حضرت شیخ زید مجدہ"

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور،

خادم زادی حسب ارشاد عالی چند روز تک تو نمازوں کی پوری پابندی کر سکی مگر اب انتہائی ضعف اور شدید تکالیف کی بنار پر بڑی دشواری محسوس کر رہی ہے۔ اور سلام قدمبوسی کے بعد خصوصی دعا کی ملتجی ہے۔ شدید تقاضے کی بنا پر اپنے چند ناقص احوال خدمت اقدس میں پیش کر کے ہدایات کا خواستگار ہوں۔

(۱) طویل عرصہ سے مختلف اوقات میں بالخصوص نوافل و ذکر کے دوران ایسا محسوس ہوا کرتا ہے کہ نور کا ایک ستون ہے جس کا سلسلہ آسمان تک چلا گیا ہے اس کی شعائیں حضور والا کے قلب مطہر سے گذرتی ہوئی اس سیہ کار کے ناپاک قلب میں داخل ہو رہی ہیں اور پورے بدن کے رویں رویں سے نکل کر چاروں طرف پھیل رہی ہیں۔ یہ کیفیت تقریبًا دو سال پیشتر حضور والا کی خدمت میں تحریر کر چکا تھا۔ اسکے بعد اسمیں یہ اضافہ ہوا کہ ایسا نظر آنے لگا کہ حضور والا کا یہ ناکارہ غلام ایک نورانی تخت پر بیٹھا ہوا ہوا میں اڑ رہا ہے اور ایک کثیر مجمع جسمیں ہر قوم و مذہب کے لوگ ہیں نیچے زمین پر ساتھ ساتھ دوڑ رہا ہے اس طرح مختلف مقامات پر دین کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ یہ ناکارہ خادم تہجد کی بارہ رکعات میں سے دو دوگانے خاص طور پر حضور والا اور حضرت جی دامت برکاتہم کی ہر نوع کی ترقیات کیلئے پڑھا کرتا ہے اور بقیہ نوافل اپنے والد اور دیگر اعزا کے نام سے پڑھکر ایصال ثواب کیا کرتا تھا مگر چند ماہ سے اپنے سابقہ شیخ حضرت مولانا احمد حسین صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اور حضرت مدنی قدس سرہ حضرت اقدس رائے پوری، حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب، حضرت شاہ وصی اللہ صاحب، حضرت حافظ فخر الدین صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کو بھی اسمیں شامل کر لیا گیا تو اسوقت سے ایسا نظر آنے لگا کہ چھوٹے چھوٹے متعدد نور کے پائپ اس نور کے ستون میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔ کہیں یہ کیفیت

توحید مطلب کے مغائر تو نہیں ہے؟ نیز یہ نورانی حجابات کوئی خطرہ کی چیز تو نہیں ہیں؟

(۲) یہ کیفیت بھی طویل عرصہ سے تھی کہ نمازوں میں اور بالخصوص نوافل میں سورہ فاتحہ کی ابتدائی آیتوں رحمٰن و رحیم کے تصور سے غیر معمولی فرحت و بشاشت اور بعض مرتبہ جب تک حمدنی عبدی اور اثنی علی عبدی کی آواز محسوس نہ ہو آگے نہیں پڑھا جاتا تھا پھر جب مالک یوم الدین پر پہنچتا تھا تو قیامت کے ہولناک منظر سے پورے جسم میں لرزہ اور کپکپی ہوتی تھی مگر چند روز سے یہ کیفیت بھی ہو رہی ہے کہ خوف کے مارے پورا جسم سکڑتے اور سمٹے ہوئے قیام سے قعدہ تک پہونچ جاتا ہے۔ میں ہمیشہ سورہ والضحیٰ بالالتزام پڑھا کرتا ہوں اور اسمیں وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ سے فترضیٰ تک دونوں آیتوں میں صراحۃً ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ براہ راست اس سیہ کار سے مخاطب ہو کر تسلی دے رہے ہیں اور غیر معمولی تقویت و نشاط محسوس ہوتا ہے۔ نیز نمازوں میں معوذتین اکثر پڑھا کرتا ہوں اور اسوقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں اپنے مولیٰ کی آغوش رحمت میں اسطرح آگیا ہوں جیسے مرغی کے بچے چیل کو جھپٹتا ہوا دیکھ کر اپنی ماں کے پیروں میں چھپ جاتے ہیں اور اندر سے جھانک جھانک کر چیل کو فاتحانہ انداز سے دیکھتے ہیں، بالکل بیساختہ میری بھی یہی کیفیت ہو جاتی ہے کہ آ ابلیس اب تو میرا کیا بگاڑیگا: یہی حالت اسوقت بھی ہوا کرتی ہے جب میں صبح و شام کی دعاؤں میں بسم اللہ الذی لایضر الخ اور اعوذ بکلمات اللہ الخ پڑھا کرتا ہوں۔ پھر رکوع میں بعض دفعہ تسبیحات پوری کرنے سے پیشتر ایک جھٹکے سے اچانک کھڑا ہو جاتا ہوں جیسے کوئی سر کو اٹھا کر کہہ رہا ہو کہ جا! تیری بات سن لی اب کام کر زیادہ نخرے نہ کر۔ اسی طرح سجدہ میں اس تصور سے پڑا رہتا ہوں کہ کریم آقا کے پیروں پر ایک مجرم غلام کا سر ہے جب تک بگڑی نہ بنے سر کو

نہیں اٹھاؤنگا۔ دعاؤں میں لمبی لمبی دعاؤں کے بجائے بعض اوقات صرف اللّٰھم انی اسئلک
من خیر ما سالک منہ نبیک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم الخ پڑھکر من از
تو شما خواہم کے تصور سے ایکدم کھڑا ہو جاتا ہوں۔ چند روز سے یہ کیفیت بہت بڑھ گئی ہے۔
مگر اب سات دن سے مسلسل عجیب حالت ہو رہی ہے اور اپنے مولیٰ سے لاڈ و پیار اس درجہ
بڑھ گیا ہے کہ تہجد کے آخری دوگانہ شکرانہ کے اختتام پر جب یہ دعا پڑھتا ہوں اللّٰھم
اجعل حبک احب الی الخ تو اپنے کریم آقا سے ایسا گرم جوشی سے معانقہ ہونے لگا ہے جیسا
کسی محبوب مجازی سے وصال کے موقعہ پر خوب جمٹ کر پیار کیا جاتا ہے۔ پیار کرنا دونوں۔
ہاتھوں سے بلائیں لینا صدقے جانا وغیرہ معاذ اللہ عجیب طرح کی حرکتیں۔ پھر دیر تک اسی
لطف کیفیت کے بعد تکلف سلام پھیرنا اور بیساختہ زبان پر یہ کلمات۔ کہ تم مل گئے تو
مل گئے دونوں جہاں مجھے۔ تم نہ روٹھو جا ہے روٹھے زمانہ وغیرہ۔ شرم وحجاب کے مارے یہ
حالات عرض کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ مگر چونکہ یہ حرکتیں حزب الاعظم پڑھتے وقت
اور بعض اوقات تنہائی میں سرزد ہونے لگیں۔ نیز اس اندیشے سے کہ یہ مجنونانہ اور مجذوبانہ
بلکہ احمقانہ وگستاخانہ حرکات جو تبلیغ ودعوت کے مبارک عمل کے وقار ومتانت کے مغائر
ہیں کہیں۔ شدید ابتلاء اور استدراج کی یہ کوئی نوع نہ ہو۔ خدمت اقدس میں تضییع
اوقات۔ گرانمایہ کے لحاظ کے باوجود تحریر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ مریض جب تک
اپنے پورے حالات بلا کم وکاست اپنے معالج کے سامنے بیان نہ کرے علاج نہیں ہو سکتا
لاحول پڑھکر اس کو دفع کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

(۳) چند روز سے یہ حال ہے کہ ذکر کے دوران میں نفی واثبات کے موقعہ پر ابتداً
چند مرتبہ جہراً الفاظ ادا ہوتے ہیں پھر سراً پھر زبان بند ہو جاتی ہے اور محض سر کے اشارے سے

نفی و اثبات کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر وہ بھی تھوڑی دیر میں ختم ہو کر ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ سارا عالم موجود سے معدوم۔ معدوم سے موجود۔ نور سے ظلمت، ظلمت سے نور میں مبدل ہو رہا ہے۔ پھر اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ کے تصور میں گھر جاتا ہوں۔ مگر تسبیح کے دانے برابر چلتے رہتے ہیں، تاکہ مقررہ تعداد پوری ہو جائے۔

رائے پور میں بھی ایک دو مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ ذکر کے دوران غیر معمولی لطف و سرور کے عالم میں اچانک زبان بند ہو گئی تھی۔ اور ہزار کوشش زبان سے کلمہ طیبہ ادا نہیں ہو رہا تھا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی کہہ رہا ہے۔ "کہ کیا تجھے تبلیغی ماحول سے یہاں اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ بس ذکر لسانی میں اٹک کر رہ جائے تو چونکہ اسکی لذت سے ناآشنا تھا اسلئے اسکا مزہ چکھا دیا گیا۔ اب جا اور دنیا میں ذکر حقیقی کی تبلیغ کر" چنانچہ میں نے آزاد صاحب کے ذریعہ تخلیہ کرا کر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ساری کیفیت بیان کی تو مسکراتے ہوئے الحمد للہ کہہ کر ارشاد فرمایا تھا کہ بس یہی مقصود تھا اب جو چاہے کرو، اس سے میں نے یہ سمجھا تھا کہ اب جس شغل و عمل میں جی لگے وہ کرنا چاہیئے چنانچہ ذکر لسانی موقوف کر دیا تھا، پھر کچھ عرصہ کے بعد حضور والا کے ارشاد کے بموجب وہی ذکر نفی اثبات کی اور اسم ذات کی پانچ تسبیحیں حضرتؒ کے بتائے ہوئے طریقہ پر اب تک جاری ہیں اور پڑھتے وقت حضرت اقدسؒ کو دل پر بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہوں یہ کیفیت سہارنپور میں حضور والا سے عرض کی تھی تو ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔

(۴) استحضار خداوندی کے سلسلہ میں حضور والا کی توجہ خصوصی کی برکت سے بسا اوقات نماز میں جب کھجانے کی ضرورت ہوتی ہے تو کانٹا نگراہ کے تصور سے فوراً

رک جاتا ہوں۔ کبھی کرسی پر بیٹھے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھنے کا ارادہ کرتے ہی محسوس ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ سامنے موجود ہے تو فوراً مؤدب ہو جاتا ہوں، غسل خانہ میں ستر کے کھلنے سے بڑا حجاب محسوس ہوتا ہے۔

(۵) موت کا استحضار بھی بحمد اللہ اب بڑھتا جا رہا ہے۔ چنانچہ طلوع فجر اور غروب آفتاب کے ساتھ ہی صبح و شام کی تمام دعاؤں سے پہلے اللھم بارك لی فی الموت الخ پچیس ۲۵ بار پڑھ لیا کرتا ہوں تاکہ اس سے پہلے موت نہ آجائے۔ دیگر اوقات میں بھی اچانک موت کا تصور آنے لگتا ہے۔ البتہ حضور والا کے ارشاد کے بموجب مراقبہ موت کی اب تک توفیق نہیں ہوئی۔ نہ کسی طرح کے مراقبوں مراقبہ دعائیہ وغیرہ سے مناسبت پیدا ہوئی۔ تھوڑی دیر میں طبیعت اکتا جاتی ہے اور جمائیاں آنے لگتی ہیں۔ پاس انفاس کے وقت بھی یہی حالت ہوتی ہے۔

(۶) اللہ جل شانہ کے لاتعد ولا تحصیٰ احسانات عفو و درگذر کے مقابلہ میں جب اپنی گندگی ناقدری اور غفلت شعاری کو دیکھتا ہوں تو بے اختیار زبان سے یہ کلمہ نکل جاتا ہے، کہ میں ایسا اور آپ ایسے " اور اس تصور میں گم ہو جاتا ہوں کہ ایک ناپاک نطفے کو اپنی قدرت کاملہ سے کس طرح نوازا جا رہا ہے۔

(۷) معاملات کی صفائی حقوق اللہ حقوق العباد، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر عمل میں پیروی اور سنتوں کا اہتمام بھی بفضلہ تعالیٰ روز افزوں ہے۔ چنانچہ بعض چھوٹی چھوٹی سنتیں مثلاً کھاتے پیتے، سوتے جاگتے کے طریقے یا کپڑے وغیرہ پہنتے اور اتارتے وقت داہنے بائیں کا خیال اور ہر عمل کی دعائیں اور سہو و نسیان کی صورت میں کبھی کبھی کی اگر قضا ممکن ہو تو اس خیال سے اس کی قضا کہ اپنے پاس کوئی عمل قبولیت کے لائق تو

ہے نہیں، شاید یہی ادا مالک کو پسند آجائے اور اسی پر مغفرت کا فیصلہ ہو جائے۔
(۸) ہاں ایک بات بہت اہم یہ عرض کرنا ہے کہ مجھ پر تین باتوں کا ناقابل تحمل بوجھ پڑتا ہے۔ ایک کسی بڑے مجمع میں تقریر کرنیکا، دوسرے امامت کا تیسرے کسی کو خط لکھنے کا پھر حضور والا کی خدمت میں عریضہ نگاری تو اور بھی زیادہ دشوار ہے چنانچہ مسلسل ارادہ کرتے رہنے اور طبیعت پر عریضہ لکھنے کا شدید بوجھ رہنے کے باوجود کئی دن کے بعد جب لکھنے کی توفیق ہوتی ہے تو کئی نشستوں میں اس کو پورا کر پاتا ہوں اور مافی الضمیر کو صحیح طور پر ادا کرنے پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے اسکے کئی کئی مسودے ہوئے ہیں، یہ اندیشہ برابر لگا رہتا ہے کہ کون سی بات کس طرح لکھنی چاہیئے تھی اور کونسی لکھنے کی نہ تھی کہ بے ادبی نہ ہو اور کتنا اختصار ہونا چاہیئے تھا کہ حضور والا کا بیش قیمت وقت ضائع نہ ہو۔ نیز یہ خیال بھی آتا رہتا ہے کہ جب مربی حقیقی ہر وقت ساتھ ہے اور اس کو ہر بات کا علم ہے تو شیخ کو زحمت دینے کی کیا ضرورت ہے، پھر جب تدبیر کے طور پر لکھنے کی توفیق ہو جاتی ہے تو لیٹر بکس میں خط ڈالتے ہی اطمینان ہو جاتا ہے کہ تدبیر کا درجہ تو ختم ہوا اور بیساختہ یہ بے ادبی کا جملہ زبان سے صادر ہو جاتا ہے کہ خط تو اللہ میاں کو لکھنا تھا سو لکھدیا۔ شیخ تو محض واسطہ ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات حضور والا کی خدمت میں عریضہ پہنچنے سے پیشتر ہی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ مگر اپنے شیخ سے بے نیازی اور عقیدت میں خدانخواستہ ادنیٰ سی کمی کے اندیشہ سے لرزہ براندام رہتا ہوں اور جب تک جواب باصواب وصول نہ ہو سخت بے چینی رہتی ہے۔ اس طرح کی گستاخی اور بے ادبی کیلئے بصد ادب معذرت خواہ ہوں۔
(۹) آخر میں ایک دیرینہ تمنا کو پیش کر کے اس عریضہ کو ختم کرتا ہوں، میں نے بینک عطایا سے جو زمین مدرسہ کیلئے تقریباً تیس سال پیشتر خرید کر اس کو وقف کرادیا تھا

اسکے بالکل متصل ایک قطعہ لب سڑک واقع ہے. جس کو اس زمانے میں ہمارے حاسدین نے نیلام کے موقعہ پر ہماری بولی کے مقابلہ میں بڑھ چڑھکر غلط بولی لگا کر دھوکہ سے خرید لیا تھا اور ہمارے وکلا یونس سلیم صاحب سابق ڈپٹی منسٹر وغیرہ انتہائی کوشش کے باوجود ناکام رہے تھے وہ زمین ابتک اسی طرح محفوظ ہے اور اسپر کوئی عمارت نہ بن سکی، عرصہ سے میری دلی تمنا ہے کہ وہاں مسجد بنجائے تو ہمارے مدرسہ کے اساتذہ اور بچوں کو بڑی سہولت ہوگی محلّہ کی مسجد ذرا فاصلہ پر ہونے کیوجہ سے ہم لوگ مدرسہ میں ہی جماعت کرتے ہیں۔ اور چند روز سے یہ ناکارہ اپنے ضعف کیوجہ سے مسجد کی جماعت سے بالکل محروم ہے جس کا ہر وقت بڑا قلق ہے۔ جی چاہتا ہے کہ آخر عمر تک اس سیہ کار کو مسجد کی جماعت کی سعادت حاصل رہے اور جسطرح حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی چارپائی مسجد کی صف کے ساتھ لگجایا کرتی تھی بیماری اور معذوری کی حالت میں بھی اس سعادت سے محرومی نہ ہو۔ نیز ایک اور صاحب کا مکان بھی مدرسہ کی اراضی کے درمیان آگیا ہے جس کیوجہ سے بچوں کو آمد و رفت میں اور ہمیں انتظامات میں دشواری لاحق ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں کئی مواقع ایسے آئے کہ اہل ثروت اور با اقتدار احباب کو اس طرف توجہ دلاتا تو بظاہر اس کی تکمیل ہو جاتی مگر جب کبھی اسکا خیال دل میں آیا فوراً ہی منجانب اللہ تنبیہ ہوا کہ ہمارے ہوتے ہوئے۔ غیروں کی طرف کیوں رُخ کرتا ہے. گو نفس نے ہر مرتبہ حیلے تراشے کہ مسجد اور مدرسہ کا معاملہ ہے کچھ اپنی ذات کیلئے تھوڑا ہی سوال کر رہا ہوں، مگر غیرت ایمانی نے گوارا نہ کیا اور سوال کی ذلت سے بچتا رہا اور مسلسل ذہن میں یہ خیال پختہ ہوتا رہا کہ اللہ رب العزت جلد ہی بطریق احسن اسکا انتظام من حیث لا یحتسب فرمادینگے. اس کیلئے خصوصی دعا کی بصد ادب التجا ہے: فقط

۹ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

جواب عنایت فرمایم جناب الحاج .... سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ آپ کا بہت طویل گرامی نامہ پہنچا میں تو یہ سن کر کہ بڑے بڑے تین ورق ہیں، گھبرا گیا، تاہم آپ کے رفع انتظار کیلئے میں نے اپنے کاتبین سے کہا کہ شروع تو کردو ختم کا اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ آپ نے سکندر صاحب کو یہ مشورہ تو غلط دیا کہ وہ فتح نصیب صاحب کو ترجمہ دکھلا کر میرے پاس بھیجیں میں تو انگریزی سے واقف نہیں۔ اگر آپ کے یہاں تبلیغی احباب میں کوئی انگریزی کا ماہر ہو تو ان کو تو دکھلانا مفید ہوگا۔ حیدر آباد کی جماعت جن میں فتح نصیب صاحب بھی تھے اور آٹھ نو آدمی کل عین مغرب کے قریب پہنچی۔ میرے خیال میں تو یہ تھا کہ یہ حضرت ایک آدھ دن تو ٹھہر ینگے اور چونکہ مغرب کے بعد میں کئی آدمیوں کو تخلیہ کا وقت دے چکا تھا اسلئے میں نے ان احباب سے کہلا دیا کہ عشاء کی نماز پڑھکر ملاقات کیلئے بلاؤنگا۔ اور جب عشاء کے بعد بلایا تو یہ معلوم ہوکر بہت ہی قلق ہوا کہ یہ حضرات آج علی الصباح دہلی واپسی کا ارادہ کر رہے ہیں کہ آج ہی ان کو دہلی سے لکھنؤ کے اجتماع میں شرکت کیلئے جانا ہے۔ جو ستائیس ۲۷ تا انتیس ۲۹ ہے۔ اور وہیں سے یہ حضرات دوسرے ملکوں میں روانہ ہوجائیں گے، اسلئے مجھے رات دیر تک ان حضرات سے ملنے کی نوبت آئی اور اسکا بھی قلق ہوا کہ آپ کا یہ خط اگر میں کل شروع کردیتا تو جناب فتح نصیب خاں صاحب سے اسکے متعلق بھی ذکر کردیتا۔ صاحبزادی کے سلسلہ میں نماز کی قضا تو بالکل مناسب نہیں ضعف انہیں مانع نہیں۔ کوئی دوسرا تیمم کرادے اور لیٹے لیٹے نماز پڑھ لیں۔ ایسی طویل بیماری میں قضا ہرگز مناسب نہیں۔ معلوم نہیں ادا کی نوبت آئے یا نہیں۔ آپ نے جو حالات تحریر فرمائے مناسب ہیں۔

(۱) یہ انوار انوارِ ذکر ہیں۔ یہ مبارک تو بہت ہیں مگر قابل التفات نہیں ایسے

ہی ہیں جیسے راستہ چلنے والے کیلئے سڑک کے دونوں طرف پھول پھلواری چمن ہو کہ وہ پر لطف پر فضا اور راستہ چلنے میں معین تو ضرور ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اسی میں لگ جائے تو ظاہر ہے کہ راستہ قطع نہیں ہوگا۔ اصل مقصود اتباع سنت ہے وہ جتنا بھی زیادہ حتیٰ کہ عادات میں بھی حاصل ہو جائے کمال ہے اور مقصود ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ سے حتیٰ وعدہ پر اللہ جل شانہ کی محبوبیت کا وعدہ ہے۔ آپ نے جو تخت رواں دیکھا وہ بھی اسی کی ایک شاخ ہے۔ لیکن ان سب چیزوں میں اگر شیطان لعین کچھ عجب پیدا کر دے تو نیکی برباد گناہ لازم ہے۔

آپ کا دیگر اکابر کو شریک کر لینا توحید مطلب کے خلاف نہیں البتہ جب دیندار سے احتیاط بہت ضروری ہے۔

(۲) میں جو احوال آپ نے لکھے یہ بھی نمبر ایک کی طرح واردات ہیں جو سالکین کو کثرت سے پیش آتے رہتے ہیں مبارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے۔ یہ تصور کہ ابلیس تو میرا کیا بگاڑ یگا پسندیدہ نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے شیر کو ڈھیلا مار دے۔ ایسے وقت میں حضرت مالک کی طرف عاجزانہ توجہ ہونی چاہیئے کہ تیرا ہی کرم ہے ورنہ میں شیطان لعین کے پھندے سے کہاں بچ سکتا ہوں۔ دعائیں بالقصد لمبی تو نہیں کرنی چاہئیں۔ اگر بلا ارادہ آمد ہو تو مضائقہ نہیں۔ بالخصوص جہری دعاؤں میں آورد نہیں ہونا چاہیئے، حالات کو تفصیل سے لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اسکا بہت اہتمام چاہیئے، کہ یہ احوال مجمع میں نہ ہونا چاہئیں، اگر مجمع میں اس قسم کی چیزیں پیدا ہوں تو نماز دعا کو چھوڑ کر کسی دوسرے مشغلہ دعوت وغیرہ میں لگ جانا چاہیئے۔ ٥

بے زبانی ترجمانی شوق بے حد ہو تو ہو ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں
ان چیزوں کی کثرت اور اضافہ سے جذب کے بڑھ جانے کا بھی اندیشہ ہے
اور مجذوبیت کا درجہ اعلیٰ نہیں۔ لاحول پڑھکر دفع کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جب
کوئی عمل بے ادبی تک پہنچے تو اس وقت لاحول پڑھ لینا چاہیئے۔ اگر اس سے وہ عادت
دور ہو جائے تو شیطانی اثر ہے اگر دور نہ ہو تو ملکوتی اثر ہے جو مبارک تو ہے مگر مقصود نہیں۔
(۳) دالوں کا بغیر ذکر کے چلتے رہنا کوئی مفید چیز نہیں۔ حضرت اقدس رائپوری
نے جو ارشاد فرمایا بالکل صحیح اور واضح ہے کہ اصل کام ظاہر دین اور تبلیغ و تعلیم ہو لوگوں
کو ذکر وغیرہ کی تعلیم ہو اصل کام ہیں اور یہ حالات بمنزلہ مغز کے ہیں۔
(۴) کانک تراہ کا منظر عبادات کے وقت میں ہونا چاہیئے، دوسرے مشاغل
کرسی پر بیٹھنے وغیرہ میں کاروبار کے وقت میں نہیں ہونا چاہیئے کہ اس سے کاروبار
معطل ہو جائے گا۔
(۵) موت کا استحضار بھی اسی حد تک مفید ہے جس سے دینی کاموں میں تعطل
پیدا نہ ہو مراقبہ دعائیہ کا تو اہتمام ضروری ہے اگر مراقبہ نہ ہو تو امت کیلئے دعاؤں کا
اہتمام زبانی شروع کریں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر آج کل
امت کا فکر زیادہ سوار ہے۔
(۶) بھی مبارک حالت ہے۔
(۷) یہ بہت اہم ہے اللہ تعالیٰ انہیں اور مزید ترقیات عطا فرمائے لیکن انہیں
بھی اپنے تحمل اور ضعف کی رعایت بہت ضروری ہے۔ بالخصوص آپ کیلئے کہ آپ
ضعیف بھی ہیں، کثیر الامراض بھی ہیں۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے

معمولات جن میں مجاہدہ زیادہ ہے جیسے کئی کئی دن کا فاقہ یا ٹاٹ پر سونا دل سے انتہائی مرغوب سمجھنے کے باوجود اتباع کا ارادہ نہ کریں۔ جیسا کہ ذیابیطیس کے مریض کو شیرینی سے روک دینا کہ وہ انتہائی مرغوب ہونے کے باوجود استعمال میں نہیں لائی جا سکتی۔

(۸) ان تینوں چیزوں کے بوجھ پڑنے کا کوئی مضائقہ نہیں یہ طبعیات وفطریات ہوتی ہیں اسکا کوئی فکر نہ کریں۔ اس ناکارہ کے خطوط میں بے ادبی کا بالکل خیال نہ کریں میری بے ادبی نہیں ہوتی۔ یہ خیال کہ جب مربی حقیقی ہر وقت ساتھ ہیں تو پھر شیخ کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مناسب نہیں ...... جو حالات وقتاً فوقتاً پیش آتے ہوں اور ان کے متعلق آپ اطلاع فرما چکے ہوں جیسا کہ اس خط میں بھی آپ نے بہت سی چیزیں پرانی لکھیں، ان کے نہ لکھنے کا تو مضائقہ نہیں۔ لیکن جو کوئی نئی جدید بات پیش آئے اسمیں مشورہ ضرور کر لینا چاہیئے۔

(۹) مسجد اور مدرسہ کیلئے اسباب کے درجہ میں دوسروں سے کہنا یا کوشش کرانا یہ غیر اللہ کی طرف التفات نہیں۔ دل سے تو صرف مالک سے طلب ہو لیکن اسباب کے درجہ میں دوسرے سے استعانت میں مضائقہ نہیں۔ آخر سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو غزوات میں چندہ کیا ہے۔ آخر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون متوکل ہوگا"۔ فقط محمد زکریا۔ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

(۹)

بخدمت سیدی ادام اللہ فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ الحمد للہ بعافیت ہوں، معمولات شبانہ روز کے مثل امور طبعیہ کے بحمدہ پورے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا و محبت و معرفت اپنے فضل سے مرحمت فرمائے۔ ہدایت نامہ تر تفصدور

لایا. الحمد للہ کلی اطمینان نصیب ہوا۔ اجمالی حال معروض ہے۔

چند مہینہ پہلے قلب پر ایک سکون سرور کی کیفیت نصیب رہی رضا بر قضا تفویض توکل صبر وغیرہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ قلب کی صفت بن گئے ہیں، اکثر ابتھال کیساتھ شکر کرتا۔ ذکر نوافل کا شوق زیادہ رہا۔ واقعات موافق نفس عموماً پیش آتے، پھر ادھر کچھ دن کیلئے حالت تبدیل ہوئی۔ بظاہر مخالفت کا بہانہ ہوا مگر جسقدر قلب پر اثر رہا واقعہ اتنے کو نہیں چاہتا تھا۔ ہردم انقباض اکثر سجدہ میں گرگر دعا، عافیت کرتا رہا، اسوقت یہ محسوس ہوا کہ گذشتہ خیالات محض غلط تھے۔ الفاظ کے علاوہ قلب میں صفات حمیدہ کا وجود نہیں تھا اسپر اور تاسف رہا۔ پریشان ہوکر حضرت کی طرف ملتجی ہوا۔ شام کو یکدم خیال ہوا کہ میاں یہ قبض وبسط کا ایک عارضی حال تھا اور سکون شروع ہوا، مخالف صاحب بیچارے خود صفائی دینے آئے تھے پھر چند دن بعد تنخواہ میں اڑتالیس ۴۸ روپے کا اضافہ ہوا، یعنی موافق نفس واقعات پھر شروع ہوئے۔ مگر اب یہ خیال جم رہا ہے کہ میاں نفس فی نفسہ قابل شر ہے کسی واقعہ پر اگر ادھر سے مدد یا حفاظت یعنی توفیق نازل ہوگئی تو خیر صادر ہوگئی یا شر سے بچ گیا۔ ورنہ خذلان ہے۔ اپنی ذاتی صفت ذو صلاحیت ہے کہ ایک کا دہانہ شیطان کی طرف ہے اور دوسرے کا رحمتِ الٰہی کی طرف۔ اپنا کام ہر آن شر سے بناہ خیر کی طلب ہے تاکہ دونوں کا رُخ مولیٰ کی طرف ہوجائے۔ اسوقت اسی پر عمل ہے خطا پر تنبیہ فرمائی جائے۔ الحمد للہ وساوس واہیہ سب ختم ہوئے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

جواب مکرم محترم، مدفیوضکم، بعد سلام مسنون۔ گرامی نامہ پہنچا۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ معمولات امور طبعیہ کیطرح بن گئے، اللہ کا شکر ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ گذشتہ حالات محض غلط تھے بلکہ قبض وبسط مستقل چلتے رہتے ہیں، البتہ قبض کی

حالت میں معمولات میں فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ موافقات نفس پر اللہ کا شکر تو ضرور اہتمام سے کرتے رہنا چاہیئے لیکن ان الانسان خلق ھلوعا اذا مسه الشر جزوعا واذا مسه الخیر منوعا کا استحضار ضرور رہنا چاہیئے۔ آپ نے جو حالات لکھے وہ قابل شکر ہیں، اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازیں۔ محبت الٰہیہ میں اضافہ فرمائے۔" فقط

محمد زکریا ۱۴ ۵/۹۲ھ

(۱۰)

سیدی ومرشدی ومولائی متعنا اللہ بفیوضکم مدظلکم العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ حضرت والا کے مزاج گرامی بخیر ہونگے، ناچیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بعافیت ظہر کے وقت دہلی پہنچا۔ صبح چائے کے وقت حضرت والا نے ناچیز کی حسب غفلت پر محبت وکرم سے معمور تنبیہ فرمائی اسکے احساس اور اپنی کوتاہی پر قلق کے جذبات اور حضرت سے رخصت ہونیکے احساسات اور رنج کی وجہ سے اس وقت سے دل مضطرب ہے، حضرت کے استفسار کا تشفی بخش جواب نہ پیش کرسکا۔ راستہ میں طبیعت اتنی بے چین ہوئی کہ دو مرتبہ اسکا شدید تقاضہ پیدا ہوا کہ سفر موقوف کرکے دوبارہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر دعا مانگ کر دل کو سکون پہنچایا جائے مگر یہ مزید بے ادبی معلوم ہوئی اور جذبات کو کسی طرح قابو میں رکھ کر سفر جاری رکھا۔ لیکن گھر پہنچنے کے بعد پھر اس کیفیت میں شدت پیدا ہوگئی اور تھوڑی دیر کے بعد دل سخت بے چین ہوجاتا ہے اور آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔ ایسی کیفیت اس سے پہلے کی یاد نہیں۔ حضرت والا صبح کو ذکر کی مجلس میں حاضر ہونے سے کسی نے نہیں روکا۔ اس کی ساری ذمہ داری اس ناچیز کی غلط فہمی اور جہالت پر ہے۔ اس ناچیز کو اس سے پہلے ہمیشہ یہ تاثر رہا کہ وہ مجلس ذاکرین کیلئے مخصوص ہے اور

یہ ناچیز چونکہ اب تک جہری ذکر کا پابند نہیں ہوا ہے۔ اسلئے اسی میں شرکت کا اہل نہیں ہے کل صبح ماموں جی کے ارشاد پر حاضر ہوا لیکن دیر میں پہونچنے کی وجہ سے وہاں جگہ بھر چکی تھی اور خلل پڑنے کے خوف سے وہاں سے واپس ہوگیا، آج صبح پھر اس کی ہمت نہیں ہوئی باہر ہی ٹہلتا رہا یہ ساری کوتاہی اس ناچیز کی ہے۔ اسپر حضرت والا جبتی بھی تنبیہ فرمائیں وہ کم ہے۔

یہ تفصیل اس وقت قلب کے اضطراب کیوجہ سے عرض نہ کی جاسکی، حضرت والا معاف فرمائیں۔ ایک بات حضرت سے یہ عرض کرنی ہے کہ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ نے بیعت کے وقت ناچیز کو ذکر کی تعلیم فرمائی تھی مگر اس کی مقدار متعین نہیں فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ آزاد صاحب سے معلوم کرلینا انھوں نے تفصیل بتلائی تھی مگر طالب علمی اور ناواقفیت وغفلت کیوجہ سے اس کی پابندی اور اہتمام نہ کرسکا اسپر اب بہت قلق ہوتا ہے۔ بعض وقت بہت تقاضا پیدا ہوتا ہے اور خود سے کچھ دیر ذکر کرنے سے تسکین حاصل ہوتی ہے مگر حضرت سے اس سلسلہ میں کچھ استفسار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اپنی ناقص رائے سے تسکین قلب کیلئے کچھ دیر کبھی کبھی ذکر کرلیتا ہوں، حضرت والا اس سلسلہ میں کچھ متعین فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ بندہ اسکا اہتمام کرلیگا۔ اپنی واپسی پر پہلے سے حضرت کو مطلع نہ کرنے پر بھی بہت قلق ہے، مگر بعد از وقت قلق سے کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ ہر کوتاہی کی تلافی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت اقدس کی خدمت میں بار بار اور زیادہ وقت کیلئے حاضر ہونے اور استفادہ کرنے کا موقعہ مرحمت فرمائے۔ اضطراب قلب کیوجہ سے اتنی تفصیل تحریر ہوگئی۔ امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔ اسوقت دل کو قدرے سکون پہنچانے کیلئے یہی تدبیر مفید معلوم ہوئی۔

کل سارے دن جذبات اور بے چینی کا جو غلبہ رہا وہ ناقابل بیان ہے۔ اپنی بے ادبی اور کم ہمتی پر روتا رہا۔ سارے راستہ اور گھر پہنچنے کے بعد بھی سہارنپور کے شب و روز دل و دماغ پر چھائے رہے جس کا اثر تحمل اور ضبط سے باہر تھا افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ حالت اور کیفیت سب کو محسوس ہوئی۔ ہمارے حصہ میں بدنامی کے سوا کچھ نہ آیا۔" فقط

جواب عزیز گرامی قدر و منزلت عافاکم اللہ و سلمہ۔ بعد سلام مسنون۔ اسی وقت تمہارا محبت نامہ پہنچا، مژدہ بخیر رسی سے بہت مسرت ہوئی۔ غفلت میں تو تمہارا قصور نہ نکلا جب یہاں سے کسی احمق نے کہہ دیا کہ جگہ نہیں ہے۔ میں نے کئی سے تحقیق کیا۔ یہاں کے رہنے والوں میں سے تو کسی نے اقرار نہیں کیا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر یہ لوگ تم سے واقف نہیں تھے تو میں تو تم سے اور تم مجھ سے خوب واقف تھے۔ تم اندر چھپّر (برآمدے) میں آجاتے تو انشاء اللہ یہاں تو تمہارے پہچاننے والے ملجاتے۔ آئندہ اسکا خیال رکھو کہ تم نہ کسی کے بلانے کے محتاج ہو اور نہ کسی کے روکنے سے تمھیں واپس جانے کی اجازت ہے اندر کے حصہ میں تو سب تمہارے جان کار ہوتے ہی ہیں اور میری چارپائی کے قریب تو انشاء اللہ ایک آدھ آدمی کی جگہ ہوتی ہی ہے تم بے تکلف میری چارپائی کے قریب بیٹھ جایا کرو۔ میں ایک آدھ آدمی کو قریب سے اٹھادونگا۔ دور کا مجھے نظر نہیں آتا۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ سفر کو ملتوی نہیں کیا۔ اتنی سی بات کیلئے سفر کو ملتوی نہیں کرنا چاہیئے تھا اور نہ آئندہ ایسا کریں۔ اتنی سی بات پر معافی کی کوئی بات نہ تھی۔ اور اگر تھی تو بالکل معاف ہے۔ تمہارے اور عزیز .... سلمہ کے تعلق کیوجہ سے تم دونوں کا مجھے اپنی مجلس ذکر میں شریک ہونا پسندیدہ اور مرغوب ہے اسکا آئندہ ضرور خیال رکھیں گھر پہنچنے کے بعد کی جو تم نے کیفیت لکھی یہ بھی تمہاری محبت اور تعلق کیوجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری اس محبت کو دارین کی ترقیات کا ذریعہ بنائے۔ آئندہ اس کا ضرور خیال رکھیں کہ اس مجلس کے درمیان میں اجازت تو صرف ذاکرین کو ہے اور غیر ذاکرین کو میں خود رکوا دیتا ہوں لیکن علی میاں اور ان کے خاندان کی شرکت کو میں اپنے لئے موجب برکت سمجھتا ہوں۔ اگر تمہیں یہ یاد ہو کہ حضرت نور اللہ مرقدہٗ نے ذکر نفی و اثبات اور اسم ذات دونوں کا بتلایا تھا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کا بتلایا تھا۔ تو میں.... انشاء اللہ اس کے موافق تفصیل لکھدونگا۔ میں حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے جن لوگوں کا بیعت کا تعلق ہے ان کو حضرت قدس سرہٗ کا ذکر بتلانا چاہتا ہوں اپنا ذکر نہیں بتلانا چاہتا حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے اوراد میں عام طور عشاء کے بعد ایک تسبیح درود شریف کی بہت اطمینان اور وقار سے اس تصور کے ساتھ کہ میں روضۂ اقدس کے سامنے بیٹھا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا درود شریف سن رہے ہیں۔ خاص معمول ہے۔ تم نے آئندہ آنے کی خواہش ظاہر کی بہت شوق سے جب تمہارا جی چاہے اور جتنے دنوں کیلئے تمہارا جی چاہے شوق سے آجایا کرو۔ زیادہ اچھا یہ ہے کہ تم علی میاں سے تاریخ پوچھ لو کہ آئندہ ان کو کب آنا ہے ان کے ساتھ آنا انشاء اللہ زیادہ بہتر ہے۔ فقط۔ محمد زکریا"

۲۵ ربیع الاول ۹۲ھ

(۱)

بخدمت اقدس محترم المقام، استاذی المکرم بحضور جناب شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضور کی دعا سے مع الخیر رہکر داعی الخیر ہوں چند ماہ پیشتر مجھ سے تبلیغی بداصولیاں ایسی سرزد ہوگئیں کہ بزرگ اکابر کو بہت دکھ ہوا۔ اسکی وجہ سے میری حالت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی اور انفرادی اعمال تک بجید خراب ہوگئے۔ سارے وظائف وغیرہ بھی رفتہ رفتہ چھوٹتے چلے گئے اور بیشمار سنتیں

جن پر کچھ پابندی تھی مطلق ختم ہوگئی ۔ اسلئے اب حضور سے بھی التجا ہے اور مرکز کے اکابر کے پاس بھی درخواست بھیجی ہے کہ پچھلی ان تمام کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف فرمادیں اور حضور سے بھی استدعا ہے کہ پچھلی تمام کوتاہیوں کو معاف فرماکر آئندہ کیلئے ہدایت کی دعاء فرمادیں اور مزید نصیحتوں سے نوازیں ۔ جو اپنے لئے مشعل راہ بن سکیں ۔ میں خود توبہ واستغفار کر کے خداوند قدوس کی جانب رجوع کر رہا ہوں ۔ حضور توجہ فرماکر دعائے خاص سے نوازیں ۔ باقی خیریت ہے ۔ ایک تبلیغی اجتماع بائیس ۲۲ تیئس ۲۳ مارچ کو ہو رہا ہے اور کافی احباب اس سے تین تین چلوں کیلئے نکلنے والے ہیں اس کیلئے دعاء فرمائیں ۔

جواب عنایت فرمائم سلمہٗ ۔! بعد سلام مسنون ۔ عنایت نامہ پہنچا اس سے بیحد قلق ہوا کہ تبلیغی بے اصولیوں کیوجہ سے آپ کے اعمال پر اثر پڑا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور اس سیہ کار کی جملہ بے اصولیوں سے درگذر فرمائے ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس سلسلہ کی سب سے پہلی تحریر جو آپ کی آئی تھی اسوقت میں نے لکھا تھا کہ اس سلسلہ میں کوئی اقدام حضرات نظام الدین کی اجازت کے بغیر نہ کریں اور کم ازکم مولانا منور حسین صاحب سے ضرور مشورہ کرتے رہیں ۔ یہ ناکارہ دل سے دعاء کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپکو اپنی مرضیات پر عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے ، نامرضیات سے حفاظت فرمائے ۔ بائیس ۲۲ مارچ والے اجتماع کی کامیابی کیلئے بھی دل سے دعاء کرتا ہے ۔ میں مکرر آپ کو مشورہ دونگا کہ مولانا منور حسین صاحب جو آپ کے قریب ہیں ان سے کثرت سے رجوع کریں ۔! فقط محمد زکریا (۱۱ مارچ ۷۲ء)

---

(۱۲)

محترم المقام صاحب الفضل والکمالات زیدمجدکم وعنایاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

شراب شوق عالم را تو می طلبی و می بخشی مگر محروم خانۂ خمار ...... می گردم

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہونگے ۔ دو دفعہ سہارنپور حاضری کے بعد سے کس قدر وجد وسرور کی کیفیت طاری ہے قابو سے باہر ہے ۔ بارہا قلم اٹھایا لیکن اپنی سیاہ کاریاں بحر بیکراں کی طرح حائل رہیں ۔ اپنے رب سے بے پناہ استغفار کے بعد جناب کی مبارک خدمت میں معافی کی درخواست لیکر حاضر ہوا ہوں ۔

زندگی کی تمام لائنوں میں محرومی سے سخت حیران وپریشان چوراہے پر کھڑا ہوں یہ سب میری ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے ۔ میرا خون میری ماں کے رشتہ سے نانے پر جا کر حضرت مولانا محمد ...... صاحب پر جا ملتا ہے ۔ یہ گنہ گار اس خون کا رشتہ لیکر دعاؤں ۔ توجہات، حصص روحانیہ کیلئے حاضر ہوا ہے ۔ امید ہے کہ مجھے معاف فرماکر میری دستگیری فرمائیں گے ۔ مجھے محروم نہ فرمائیں گے کسقدر مبارک ہے وہ چوکھٹ جس پر ساری دنیا ٹوٹ رہی ہے اور ایک بدنصیب محروم پڑا ہے بس اب یہ گنہ گار چوکھٹ پر آگیا ہے ۔ نگاہیں، دل ودماغ آپ کی ذات مبارک پر لگی ہوئی ہیں ! فقط

جواب عزیزم ..... سلمہ ۔ بعد سلام مسنون ۔ ابھی وقت تمہارا محبت نامہ پہنچا ۔ ایک طرف تمہاری قرابت دوسرے تمہارے تبلیغی انہماک کی وجہ سے بلامبالغہ بلا تور یہ بہت ہی تمنا ہے کہ تم میرے اکابر کے نقش قدم پر چلو ۔ دعا بھی ہے ۔ مگر تمہارے ابتدائی نشو ونما کیوجہ سے تمہارے رگڑے جانے کی ضرورت ہے اور اسیر تمہارے

بار بار اصرار اور شدید اصرار کے میں نے اپنے کو اسپر قادر نہیں پایا اسی لئے بار ہا دعاؤں میں تو کسر نہیں چھوڑی مگر تعمیل حکم سے قاصر رہا اور دعا سے بالکل دریغ نہیں کیا ۔

ع رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانیکے بعد

جن لوگوں کی ابتدائی عمر میں رگڑائی اچھی طرح ہو جاتی ہے جیسا کہ میرے باپ کے جوتوں نے میری کردی تھی تو ان کو بعد میں زیادہ دقت اٹھانی نہیں پڑتی ، اسکو صوفیا تربیت جلالی کہتے ہیں لیکن جن کی ابتدائی رگڑائی نہیں ہوتی ان کو اخیر میں بھگتنا پڑتا ہے ۔ میں نے اس کے بہت سے تجربے مشائخ میں کیئے ۔ پیارے ! تجربے بہت ہو گئے یا تو کوئی سخت پریشانی کا ابتلار ہوتا ہے حاسدین کیطرف سے ہو یا کسی موذی مرض کی طرف سے یا اور کوئی چیز ۔ اور اگر آدمی خود ہی ارادہ کرے تو پھر جبری رگڑے کی ضرورت نہیں ۔ میرے پیارے بہت آسان ہے ۔ ؎

لعلم اللہ راہِ خدا از دو قدم بیش نیست
یک قدم بر نفس خود نہ ، دیگرے بر کوئے دوست

انانیت ، کبر ، عجب ، دوسروں کی توہین ، ان کی تذلیل ، یہ ساری چیزیں نقارب ہیں ۔ اگر کوئی اپنے ارادہ سے نفس کے اوپر قدم رکھ لے پھر کسی کی بھی ضرورت نہیں رہتی ۔ نہ رگڑنے کی نہ تربیتِ جلالی کی ۔ ویسے تو ہم لوگ حقیر ذلیل ، فقیر اپنے کو لکھنے کے بڑے عادی ہیں ، کمترین خلائق زبان سے یا خطوط میں جتنے چاہے لکھوا لو ، لیکن حقیقت میں اس کی پہچان اور جانچ اور معیار اپنی نگاہ میں بلکہ قلب میں مادح وذام کا ایک ہونا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نصیب فرمائے ۔ تعریف کرنیوالوں کو سمجھے کہ بالکل جھوٹ کہہ رہا ہے اس کو پردۂ حقیقت معلوم ہی نہیں اور برا کہنے والے اور

گالیاں دینے والے کو یہ سمجھے کہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ان عیوب کے مقابلہ میں جو مجھ میں ہیں کچھ بھی نہیں۔ مالک کی ستاری نے پردہ ڈال رکھا ہے ورنہ لوگ منھ پر تھوکا کرتے۔ یہی سارے مجاہدوں کا، ذکر و شغل کا، پیری مریدی کا اور اصلاحِ نفس کا ثمرہ ہے اور یہی سلوک کا کمال ہے اور اللہ مدد کرے تو کچھ مشکل بھی نہیں۔ بہت آسان ہے۔ اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو میرے اس اکسیری نسخے پر عمل کرلو، پھر انشاء اللہ کامیاب مشائخ میں ہو گے۔" فقط والسلام۔ محمد زکریا، ۲۹ شعبان ۱۳۹۲ھ

(۱۳)

ماوائے دارین سیدی و مولائی حضرت اقدس دام مجدکم، بعد سلام مسنون کے گذشتہ ہفتہ دو عریضے ارسال کیئے تھے۔ ایک کل لفافہ دوسرا ہندی لفافہ، اللہ کرے مل گیا ہو۔ حضرات نظام الدین کے یہاں قیام میں اجتماعات میں تھوڑی بہت شرکت ہوتی رہی اور دونوں وقت اپنا کھانا لیکر ان کے دسترخوان پر شریک ہوتا رہا گذشتہ جمعرات کی شب میں خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ بندہ حضور کے گھر حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت شفقت سے ملے اور بہت ہی محبت کا معاملہ فرمایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ امہات المومنین میں سے کوئی ایک ام المومنین بھی تھیں جنھوں نے بندہ سے پردہ نہیں کیا۔ گویا بندہ انکا محرم رشتہ دار ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی محبت و شفقت کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے اور تو کچھ یاد نہیں ہے البتہ اتنا یاد ہے کہ بندہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضور کا اصل مکان بھی ایسا ہی تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں جواب مرحمت فرمایا پھر اٹھکر بندہ کو اندر لیگئے کہ اندر سے مکان کی زیارت کرائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک حجرہ کھولا اور بندہ کو دکھایا۔ پھر اس حجرہ کے اندر سے ایک اور حجرہ کھولکر دکھایا پھر دوبارہ واپس تشریف لے آئے بندہ بھی ساتھ تھا اور پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پاس ہی ام المؤمنین کھانا پکارہی ہیں۔ کچھ دیر میں کھانا تیار ہوگیا جسے بندہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا۔ اسکے علاوہ بہت طویل صحبت رہی لیکن تفصیل یاد نہیں رہی۔ اتنا یاد ہے کہ دورانِ گفتگو بندہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو یہ خیال آیا کہ کتابوں میں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرۂ مبارک کو بہت حسین وجمیل لکھا ہے اور یہ اتنا حسین وجمیل نہیں۔ ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے کہ بندہ بعض اوقات ایسی کیف وسرور کی کیفیت محسوس کرتا ہے کہ جس کی لذت ساری عبادات اور معمولات میں محسوس ہوتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت والا بندہ کی طرف متوجہ ہیں اسی طرح کی کیفیت ستائیس [۲۷] اگست کو بڑے زور سے محسوس ہوئی۔ تو بندہ نے اپنے ذہن میں وہ تاریخ نوٹ کرلی۔ جب حضرت کا والا نامہ موصول ہوا تو وہ اسی تاریخ کا تھا۔ اس سے خیال ہوا کہ جب حضرت والا خط لکھوا رہے ہونگے تو بندہ پر اس توجہ کا اثر پڑتا ہوگا۔ معلوم نہیں بندہ کا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں۔ ماہ مبارک کے قرب سے خدمتِ اقدس میں حاضری کا اشتیاق بھی بڑھتا جارہا ہے لیکن حالات نامساعد ہیں۔ حضرتِ والا سے دعا کی استدعا ہے۔" فقط

جواب روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام۔ مکرم محترم مدفیوضکم۔ بعد سلام مسنون! گرامی نامہ جسمیں جواب کیلئے ایرلیٹر بھی تھا مورخہ ۲۱، ستمبر، ۳۰ ستمبر کو ملا۔ چونکہ ایک لفافہ آپ کا پہلے سے رکھا ہوا ہے اور اسمیں کئی خطوط ہوگئے۔ اسلئے لفافہ میں جواب لکھوا رہا ہوں۔ حضرات نظام الدین ۲۹ ستمبر کو بخیریت بمبئی پہنچ گئے۔ اور کل

۲۳ اکتوبر کو دس بجے نظام الدین پہنچنے کی اطلاع ہے۔ ان کے دوران قیام میں آپ ان کے دونوں وقت کے کھانے اور اجتماعات میں شرکت کرتے رہے۔ بہت اچھا کیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ موجب ترقیات بنائے۔ تمہارا خواب جس میں سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی بہت ہی مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

امہات المؤمنین سے پردہ نہ ہونا غایت تعلق کی بات ہے۔ اور پردہ اُس عالم میں ہے بھی نہیں۔ چہرہ کو اس کے موافق نہ دیکھنا جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے علماء کے نزدیک عینک کا قصور ہے کہ جیسی عینک آنکھ پر لگائی جاتی ہے ویسی ہی ہر چیز نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلب میں بہت زیادہ روشنی پیدا فرمائے۔ قبض وبسط تو ذاکرین کو سب ہی کو مبتدیوں کو منتہیوں کو سب ہی کو پیش آتا ہے یہ کوئی قابل التفات چیز نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جب کسی کو خط لکھوایا جاتا ہے تو اسکا تصور تو خط لکھوانے والے کے دل میں ہوتا ہی ہے۔ ماہ مبارک میں حرمین والو ایسی مبارک جگہ چھوڑ کر سہارنپور آنیکا ارادہ نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ اس مبارک مہینہ میں جتنی بھی دعائیں آپ اس سیہ کار کیلئے کرینگے فرشتے آپ کیلئے بھی انہی دعاؤں کے اعادے کرتے رہیں گے۔

صوفی اقبال اور دوسرے دوستوں سے بھی یہ بات پہنچادیں۔ ماہ مبارک کی آمد جتنی قریب ہوتی جارہی ہے اتنے ہی اس سیہ کار کے امراض باطنہ کے ساتھ امراض ظاہرہ کا اضافہ ہو رہا ہے۔ دو ماہ سے عصر بعد سے شدت سے بخار شروع ہو جاتا ہے جو کبھی تو آخر شب میں اتر جاتا ہے اور کبھی نہیں اترتا۔ تو اسی پر جدید کا اضافہ ہو جاتا ہے اور ہجوم ہر سال پہلے سے المضاعف ہوتا جاتا ہے۔ اس سال تو یکم شعبان ہی سے یہ لکھنا پڑا کہ آنیکی اجازت ہے مگر اعتکاف کی جگہ نہیں۔ روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام عرض کردیں۔

فقط۔ محمد زکریا۔ ۲۳ شعبان ۹۲ھ

(۱۴)

بخدمت شریف مکرم محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض یہ ہے کہ آپ کا والا نامہ پہنچا جس سے احقر بہت خوش ہوا۔ میں نے پہلے خط میں اپنا پورا حال لکھا تھا۔ شاید آپ کو یاد نہیں رہا۔ اسلئے دوبارہ لکھنا مناسب سمجھ کر پھر پورا حال لکھتا ہوں۔ احقر تقریباً سترہ ۱۷ سال قبل ایک نقشبندی سلسلہ کے پیر بزرگ سے بیعت ہوا تھا۔ نو ۹ سال کے بعد حضرت انتقال کر گئے۔ اسوقت میرا سبق تھا نفی النفی" مدت کے بعد چشتیہ سلسلہ کے ایک پیر صاحب سے تقریباً ساٹھ سال ہوئے بیعت ہوا ہوں بیعت ثانی کا سبق ذکر قلبی اور بارہ تسبیح بتلائی تھی۔ دل دھڑکتا تھا۔ لیکن کوئی خاص فائدہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ رات دن بہت غم اور پریشانی اور فکر سے رہکر تقریباً پانچ سال قبل پھر ایک چشتی سلسلہ کے بزرگ سے بیعت کی تجدید کی آنحضرت نے مجھے پہلے چھ تسبیح بعد (پھر) ذکر اسم ذات زبانی بعدہ بارہ تسبیح اور بعد ذکر قلبی دیا تھا۔ اس کے بعد وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ کے مراقبہ کا سبق دیا اور اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

حضور میری تمنا یہ ہے کہ میں اللہ کے ذکر اور ان کی ذات پاک کے مراقبہ میں مشغول رہکر منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ لیکن یہ چیز مجھے حاصل نہیں ہوتی اور مراقبہ سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوتا حضور میرا صرف قلب جاری رہتا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت ہونیکا ارادہ لکھا تھا آپ نے بڑی مہربانی اور محبت سے میری بیعت کو قبول فرمایا اور ابتدائی معمولات کا پرچہ بھیجدیا جب سے میں نے آپ کے پاس خط لکھا تب سے میرے مرشد کے دیئے ہوئے سبق یعنی مراقبہ میں کیفیت، لذت، بفضل خوبی سے پاتا ہوں۔ اب امید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے

کامیاب فرمائیگا۔

حضور آپ کی بیعت کا اقرار کرلیا پھر بھی آپ کے دیئے ہوئے معمولات پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مجھے بہت خوف ہوتا ہے۔ اگر آپ معاف کر دیں اور میری کامیابی کی دل سے دعا، کردیں تو بہت خوب ہے۔ میں بہت گنہگار، سیہ کار، خاکسار، کمترین بندہ ہوں۔ حضور میری غلطیوں اور قصور کو معاف فرمادیں۔" فقط۔

جواب عنایت فرمائم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے تو آپ کے سابقہ خط کا مضمون بالکل یاد نہیں۔ جب آپ کو پہلے ایک سے خلافت مل چکی تھی تو دوبارہ اس ناکارہ سے بیعت کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ پورے حالات بیعت سے پہلے بیان کر کے مشورہ کر لیتے تو زیادہ اچھا تھا۔ بہرحال جب آپ تجدید بیعت کر چکے ہیں اور اس سے آپ کو نفع بھی محسوس ہو رہا ہے تو اس ناکارہ کے معمولات پر عمل کرتے رہیں اور جو مراقبہ آپ کے شیخ نے وفی انفسکم افلا تبصرون کا بتلایا تھا اس کو جاری رکھیئے اسکا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو اپنی زندگی پر غور کرتے رہنا چاہیئے کہ ایک ناپاک نطفہ سے پیدا فرما کر دین و دنیا کی کیا کیا نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں انعامات پر مالک کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے۔" فقط والسلام

شحد زکریا۔ ۱۰ محرم ۱۳۹۲ھ

(۱۵)

منبع لطف وکرم و چشمہ فیض الکم جناب حضرت استاذی زاداللہ ابا لکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے دیگر احوال یہ ہے کہ احقر آپ کے پاس سے رخصت ہو کر وطن پہنچا اس روز دست بہت

آئے اور کافی تکلیف ہوئی پھر اللہ کے فضل سے ایک روز کے بعد طبیعت ٹھیک ہو گئی حضرت والا جس وقت احقر نے بیعت کیواسطے پیغام آپ کے پاس پہنچایا تو حضرت والا نے اپنے پیغامبر کے ذریعہ یہ کہلوایا کہ میں اسٹرائیکیوں کو بیعت نہیں کرتا۔ اس سیہ کار کو اپنے اوپر بہت ہی ندامت ہوئی۔ طبیعت پر بہت ہی اثر ہوا کیونکہ اس معاملہ کے متعلق بہت کچھ سزا و جزا ہو چکی تھی اور آپ کی طبیعت پر ابھی تک اسکا اثر باقی ہے۔ حضرت والا اس اثر کو دیکھ کر یہ خطرہ اسوقت سے رہنے لگا کہ نہ معلوم اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرماوینگے یا نہیں؟ پھر خیال ہوا کہ اب تو آپ بیعت فرمالیں ہو سکتا ہے کہ کچھ ذکر و شغل کروں۔ شاید اللہ تعالیٰ معاف فرمادے اور حضرت والا سے بہت ہی عاجزی کے ساتھ درخواست ہے کہ احقر کو صاف دل سے معاف فرمادیں اور اس بدکار کی طرف سے اپنے قلب مبارک کو بالکل صاف فرمالیں تاکہ میری مغفرت کا کچھ سامان ہو جائے اور کچھ امید بندھ جائے اور اللہ تعالیٰ سے میری مغفرت کی دعاء فرمادیں اور کچھ ذکر و شغل بھی تلقین فرمائیں۔ میں انشاء اللہ پابندی سے ذکر کرونگا۔ امید ہے کہ حضرت والا معاف فرماوینگے۔

آپ کا عنایت نامہ حاجی داؤد صاحب کو پہنچا دیا ہے اور وہ تمام حضرات آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔ حضرت والا میں اسوقت سے بہت پریشان ہوں۔ کوئی ایسا بھی سبب بن سکتا ہے کہ آپ کا قرب ہو سکے۔ اور آپ کا سایہ احقر پر پڑتا رہے۔ اگر آپ چاہیں تو بعید نہیں مجھے پورا پورا یقین ہے کہ اگر آپ اپنی آغوش میں احقر کو جگہ عطا فرمادیں تو میرا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ اللہ کے اور اس آیۃ کے ذیل میں معاف فرمائیں۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ فقط

جواب عنایت فرمائیم سلمہٗ! بعد سلام مسنون، عنایت نامہ پہنچا مژدۂ بخیر رسی سے مسرت ہوئی۔ اس سے بہت قلق ہوا کہ تمھیں وطن پہونچکر اسہال کی شدت ہوگئی مگر اللہ کا شکر ہے کہ جلدی رفع ہوگئی۔ یہ ناکارہ تمھارے لئے دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہٗ اپنے فضل وکرم سے تمھیں ہر نوع کے مکارہ سے محفوظ فرمائے۔ دین و دنیا کی ترقیات سے نوازے۔ میری اسٹرائیکیوں سے نفرت اختیاری نہیں طبعی ہے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ضب (گوہ) کے متعلق فرمایا کہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتی اسلئے مجھے اس سے کراہت ہے۔ چونکہ اسٹرائک کی لعنت میں نے اپنے اکابر اساتذہ کرام اور ان کے اساتذہ کرام کے دور میں کبھی نہیں سنی۔ ان حضرات کا جو زمانہ میں نے پایا اور دیکھا ان میں شاگردوں کیطرف سے اساتذہ کرام کا احترام اتنی کثرت سے پایا کہ جس کے خلاف کہیں بھی کچھ دیکھتا ہوں تو طبعی رنج پہنچتا ہے۔ یہ تم بھی جانتے ہو کہ قلبی مسرت اور رنج اختیاری نہیں ہوا کرتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ یا اللہ جو چیز میرے اختیار میں ہے یعنی ازواج کے درمیان عدل وہ تو میں کرتا ہوں لیکن جو طبعی محبت میرے اختیار میں نہیں یعنی حضرت عائشہؓ سے زیادہ ہونا اسمیں تو مجھے معذور قرار دے۔ اسلئے کسی اسٹرائیکی کیلئے اسٹرائک کے زمانے میں بھی میں نے بددعا تو اللہ کے فضل سے نہیں کی بلکہ ان کیلئے دعا ہی کرتا رہا اور جہاں تک عمل کا تعلق ہے۔ تمھیں خود بھی یاد ہوگا کہ کثرت اور کھلے ہوئے اسٹرائیکی بھی اس زمانے میں میرے مہمان رہے ہیں۔ چائے یا کھانے کی تواضع میں کبھی پہلوتہی نہیں کی۔ دعا سے نہ کبھی دریغ کیا اور نہ اب تک کسی کے لئے دعا سے دریغ ہے۔ جتنے اسٹرائیکی لوگوں کے خطوط اب تک آتے ہیں

وہ اپنے مقدمات کے لئے یا دوسری حوائج کے لئے دعاؤں کو لکھتے ہیں یا اپنے امراض کے لئے تعویذ بھی منگواتے ہیں کبھی بھی اسمیں تامل نہیں ہوا۔ بیعت کا تعلق خاص طور سے ہمارے سلسلہ کا جیساکہ میں اپنے رسالہ اسٹرائک میں بھی جو اسی زمانے میں طبع ہوا تھا لکھ چکا ہوں کہ ہمارے اکابر کے یہاں ہمارے سلسلہ کی خصوصیت جذب ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ ہمارے سلسلہ میں اور اد و اذکار سے زیادہ اہمیت جذب کو ہے یعنی شیخ کی طرف سے محبت اور مرید کی طرف سے عقیدت یہ جتنی بھی زیادہ ہوگی اتنا ہی زیادہ اس سلسلہ میں نفع ہوگا جیساکہ میں اپنے رسالہ میں (جو اسیوقت طبع ہو چکا تھا لکھوا بھی چکا ہوں) معلوم نہیں تم نے اس رسالہ کو دیکھا بھی یا نہیں۔ اسلئے میرا اسٹرائکیوں کی بیعت سے انکار کرنا کسی انتقامی جذبہ پر واقعی مبنی نہیں بلکہ ان کی خیر خواہی پر مبنی ہے۔ کہ اپنی عدم محبت کا تو مجھے خود اقرار ہے اور ان کے اعتقاد کا تجربہ کر چکا ہوں کہ میں نے ان حضرات کی کس قدر خوشامد۔ منت سماجت۔ کی لیکن اس کا جو حشر ہوا وہ تمھیں مجھ سے زیادہ معلوم ہے۔ ایسی حالت میں مجھے چونکہ یہ خیال ہے کہ مجھ سے ان لوگوں کو فائدہ نہیں ہو سکتا ہے اسلئے نہایت اخلاص سے اسپر انکار اس وقت بھی رہا اور اب تک بھی ہے کہ اگر کسی کو مجھ سے نفع نہ پہنچے تو اس کے نقصان کا سبب کیوں بنوں۔ بقول تم حضرات کے (یعنی اسٹرائکیوں کے) دنیا میں پیروں کی کمی نہیں اور اسمیں ذرا مبالغہ نہیں بالکل صحیح کہا کہ یہ سیہ کارتو

ع اوکہ خود گم است کرا رہبری کند

کا سچا مصداق ہے اور اللہ کا فضل و احسان ہے۔ دنیا میں محض اسکے فضل و کرم سے حقیقی پیروں کی کمی نہیں ہے اپنے سلسلہ کے بہت سے اکابر اسوقت تک بقید حیات

ہیں۔ جو رشد و ہدایت کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اسلئے میری واقعی خواہش اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ یہ اسٹرائیکی احباب دیگر اکابر کے فیوض و برکات سے محروم نہ ہوں حضرت تھانوی حضرت دیوبندی، حضرت دہلوی، کے خلفاء بکثرت ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سے جتنا جلد سے جلد ہو سکے استفادہ کریں۔ وقت کو ضائع نہ کریں جو اکابر جا چکے ہیں سب اپنی جگہ کو خالی چھوڑ گئے اور جو موجود ہیں بعد میں ان جیسا بھی نہ مل سکے گا۔ تمہارا یہ خطرہ میرے طرزِ عمل سے کہ معلوم نہیں اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائینگے یا نہیں؟ شیطانی وسوسہ ہے لاحول سے اس کو دفع کرو۔ اس سیہ کار کو تو اپنی مغفرت کا بھی یقین نہیں۔ الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ۔ پھر خدانخواستہ میری عدم بیعت سے کسی کی عدم مغفرت، ایسا کھلا ہوا شیطانی وسوسہ ہے کہ جس کو تم جیسے عالم کو لکھنا بھی نہ چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمہاری اور میری مغفرت فرماوے۔ حسنِ خاتمہ کی دولت سے نوازے۔ میں تو بلا تصنع اور بلا تورِیہ اکثر دعا کرتا رہتا ہوں کہ میری ناپاکی کی وجہ سے مجھ سے بیعت رکھنے والوں یا مجھ سے پڑھنے والوں کو اپنے انعامات سے محروم نہ رکھے۔ تم نے بار بار معافی کیلئے لکھا یہ تو میرے پیارے اب نہیں عین اسٹرائیک کے زمانے میں بھی اعلان کرتا رہا تم نے بھی سنا ہوگا کہ مجھے جس کسی نے کچھ کہا ہو یا آئندہ کہے بالکل معاف ہے اور دعا سے بھی نہ اب دریغ ہے نہ پہلے ہوا اور نہ آئندہ۔ البتہ تمہارے والد صاحب کی وجہ سے تمہارے ساتھ جو محبت ہونی چاہیئے تھی اس کے نہ ہونے سے مجھے بھی قلق ہے۔ تمہاری فراغ از مدرسہ کے بعد تمہارے یہاں کے قیام کے متعلق تمہارے والد صاحب نے بھی مجھ سے عدم موافقت کی تھی۔ پوری گفتگو نقل

کر کے میں تمہارا دل بُرا کرنا نہیں چاہتا۔ مگر مدرسہ کا ہمیشہ دستور یہ رہا کہ اہل مدرسہ اپنی سہولت ہمیشہ اسی میں سمجھتے رہے کہ ہر بات کو میرے اوپر محول کر دیں اور میں نے بھی اہل مدرسہ کی خاطر کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ رائے ان کی ہے بلکہ اپنی ہی طرف سے تنقید کی اسلئے تمہارا بھی اور تمہاری طرح سے بہت سوں کا خیال ہے کہ مدرسہ میں ان کے عدم تعلق کا موجب میں ہوں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ لیکن مجھے بھی اس واسطے انکار نہیں ہوتا تھا کہ ان کو دقت ہو گی اور مجھے محض اللہ کے لطف و انعام سے کبھی صاف انکار کر دینے میں کوئی مانع کبھی نہیں ہوا۔ اگرچہ اب اپنے ضعف کیوجہ سے یہ بات نہیں رہی۔

آخیر میں مکرر لکھتا ہوں کہ میں تمہارے لئے تمہارے اہل و عیال کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے، اپنی رضا و محبت نصیب فرمائے، مرضیات پر عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، نا مرضیات سے حفاظت فرمائے۔ تم نے آخیر میں لکھا کہ کیا کوئی صورت ایسی ممکن ہے کہ میں تیرے قریب آسکوں اور تیرے زیر سایہ رہ سکوں۔ یہ سایہ تو اب قریب الغروب ہے۔

ع۔ اگر ماند شبے ماند، شبے دیگر نمی ماند

کا مصداق ہے۔ مدرسہ کے امور میں بھی میرا اب وہ تعلق نہیں ہے جو تمہارے دور میں تھا۔ اسلئے کہ امراض کی کثرت، مشاغل کے ہجوم، بالخصوص مہمانوں اور ڈاک کی آمد نے ایسا بسماندہ کر دیا کہ تم تو دیکھ ہی گئے ہو دن بھر چارپائی پر پڑا رہتا ہوں مدرسہ کی مسجد تک بھی صرف جمعہ کے دن عصر و مغرب میں جانا ہوتا ہے اور مدرسہ میں گئے ہوئے تو شاید ڈیڑھ سال ہو گیا۔"

محمد زکریا، ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ

(۱۶)

محترم بزرگ ، السلام علیکم۔ یہ مجھ پر خدا کی رحمت ہے کہ آپ نے بیعت قبول فرمالی خدا آپ کا سایہ قائم رکھے۔ میں نے دہلی سے واپسی پر شوال ۱۴۰۰ھ ستره اکتوبر کو دو مرتبہ غسل کے بعد نفل پڑھکر آپ کے احکامات کی تعمیل شروع کی۔ صرف ایک چکر یہ چل رہا ہے کہ کسی اچھے وقت میں میرے والد نے ساڑھے چودہ بیگھہ باغ میرے نام کیا تھا اور اب وہ ہبہ نامہ منسوخ کرانے کی کوشش میں ہیں اسلئے مجبوراً مجھے اس باغ کو روکنے کی کوشش کرنی پڑ رہی ہے۔ جو غیبت اور ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ لیکن والد کے بعد میرے رزق کا ذریعہ جاتا رہیگا۔ ہمارے یہاں کئی سو بیگھہ باغات ہیں۔ مجھ کو تو میرا اپنا پانچواں حصہ حصہ کا حق بھی نہیں ملا۔ بڑے بھائی والد پر چھائے ہوئے ہیں ویسے میرے حالات میں خدا کے فضل سے بہت کچھ سدھار ہوتا جارہا ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ میرے والد مجھ سے خوش ہوجائیں۔

میں اکثر بہت متاثر کن خواب دیکھتی ہوں۔ ایک عرصہ ہوا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کچھ صحابیوں کے ذریعہ دو نہایت حسین بکرے بھیجے ہیں ان جیسے میں نے دنیا میں کبھی نہیں دیکھے۔ ایک بالکل سفید ہمارے والد کیلئے اور ایک میرے لئے۔ لیکن میرے بکرے پر کچھ سیاہ دھبے ہیں جو خوشنما تو معلوم ہورہے ہیں لیکن میں ان کو بڑے غور سے دیکھ کر رشک کررہی ہوں کہ اباجی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سفید بھیجا۔ پھر بھی میں اپنا بکرا پاکر بیحد خوش ہوں (ہمارے والد شاہ ولی اللہ صاحب کے سلسلہ سے ہیں جن کے بیشمار مرید ہیں) آپ اس خواب کی تعبیر سے نوازیں تو عنایت ہوگی۔

ایک مرتبہ بچپن میں مجھے بشارت ہوئی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بہت سے صحابہ کے ساتھ تبلیغ کر رہے ہیں. آپ کا حلیۂ مبارک مجھے آج تک یاد ہے. آپ نے بہت خوش ہو کر مجھ سے گفتگو فرمائی تھی. میں نے اپنے نزلہ کے مرض کو دور کرانے کیلئے دعا بھی کرائی تھی.

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ کو خواب میں دیکھ چکی ہوں کہ وہ ہمارے گھر کے پاس ہی ایک مکان میں چند صحابیوں کے ساتھ قیام پذیر ہیں. میں اور میری ایک سہیلی ان سے ملنے گئی ہیں تو وہ بیحد خلوص سے ہم دونوں سے ملیں لیکن پردہ ڈالکر ملیں، تو میں ان سے پوچھ رہی ہوں کہ سب صحابہ کہاں ہیں تو وہ فرما رہی ہیں کہ باہر چلے گئے. اور جب ہم دونوں حضرت فاطمہ کے پاس سے واپس آئیں تو وہ مردان خانہ میں بیٹھے ہوئے ملے. ہم دونوں سہیلیاں پردہ نہیں کرتیں وہ بچپن میں میرے ساتھ تھی. اور ہائی اسکول تک ساتھ رہا. اب غالباً کلکتہ میں ہے

میں اکثر خواب میں ظہر کی نماز پڑھ لیتی ہوں. کل اپنے آپ کو مکمل وضو کرتے ہوئے دیکھا. آپ کی اجازت ہو تو کچھ اور تسبیحات جیسے اللہ الصمد وغیرہ جاری رکھوں اسکے علاوہ عشاء کی نماز کے بعد ایک صاحب کی ہدایت کے مطابق دو رکعت نماز حاجت پڑھتی ہوں. بائیس ۲۲ اکتوبر کی رات کو تراویح اور عشاء کی نماز کے بعد سورۂ ملک پڑھنے کے بعد دعائے ماثورہ، دعائے گنج العرش، عہد نامہ، خدائے کریم کے تمام اسم اور انیس الرحمٰن صاحب کے مجموعہ میں سے کافی دعائیں پڑھیں. شروع میں خدا سے التجا کی کہ خدایا میرا سب تو ہی ہے اور دنیا میں کوئی نہیں ہے تو ہی میرے معاملات پر انصاف کر میں کسی کو کوئی جواب نہیں دے سکتی. جائے نماز پر پہنچنے کے ساتھ میں نے

اعتکاف کی نیت کرلی تھی کہ جب تک بھی عبادت کروں۔ لہٰذا جب بستر پر لیٹ کر آپکی
ہدایت کے مطابق قل وغیرہ پڑھکر دم کیا تو اسکے فوراً بعد مجھ پر عجیب طرح کی رقت طاری
ہوگئی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ہاتھوں پر پسینہ آگیا کسی خوشگوار شے کو اپنے
اوپر محسوس کیا۔ میں نے خدا سے التجا کی کہ مجھے یہ سب پڑھنے کیلئے اپنے پیر صاحب کی
ہدایات حاصل کرنے کی مہلت دیجائے کہ میں انجام سے پہلے ان سے اس کیفیت کے
بارےمیں معلوم کرسکوں۔ اور اپنے کمرے سے باہر ٹہلنے لگی پھر آکر لیٹی تو محسوس ہوا کہ میری
روح اٹھ رہی ہے۔ میں نے اپنی بڑی بہن کو طبیعت خراب ہونے کی اطلاع دی اور
پھر لیٹی تو پھر ہلکی سی کیفیت طاری ہونے لگی تو پھر التجا کرنے پر قبول ہوگئی اور
اطمینان سے سوئی۔ آپ اس کیفیت کے بارےمیں ارشاد فرمائیں تو اطمینان ہوگا۔

میرا کافی رات تک عبادت کرنے کیلئے دل چاہتا ہے لیکن آنکھ کی تکلیف (دھرا
دکھائی دیتا ہے) اور صحت کی خرابی سے مجبور ہوں۔ آپ کی بتائی ہوئی تسبیحات میں
صبح اور عصر کی نماز کے بعد پڑھتی ہوں لیکن نماز عشاء کے بعد سورۂ ملک ضرور پڑھتی ہوں

میں نے قضاء عمری روزے اور نمازیں ادا کرنی شروع کردیں لیکن بعض
لوگوں کا کہنا ہے کہ نمازیں ساری زندگی ادا کرنی پڑتی ہیں جب کہ میری کچھ ماہ کی قضا
ہیں وہ بھی کچھ تو ساتھ ہی ادا کرتی رہی ہوں لیکن پھر بھی احتیاطاً دوبارہ ادا کرتی
رہوں گی کیونکہ اس زمانے میں مجھے فلموں کا کافی شوق رہا ہے اسکی وجہ سے
چھوٹ گئی ہوں گی۔ ویسے اپنے اسکول کے زمانے میں نماز پر انعام پاتی رہی ہوں
ویسے مجھے نماز پڑھتے وقت طرح طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں۔ پوری توجہ سے
نماز نہیں پڑھ پاتی جس کیلئے آپ کوئی وظیفہ بتلائیں اور قضا وں کی ادائیگی کیلئے

بھی اصول بتلادیجئے۔

میں اپنے قصبہ میں بہت جلد ایک لڑکیوں کا اسلامی مدرسہ کھول رہی ہوں آپ کی رائے کی محتاج ہوں۔ یہاں پر لڑکیوں کیلئے مدرسہ موجود ہے جو ہمارے پھوپھا کا قائم کردہ ہے۔

میں نے آپ کی زیادہ تر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے صرف ایک نیا رسالہ جس کو آپ نے لکھا تھا وہ نہیں پڑھ پائی ہوں۔ یہاں پر پیر کے دن تبلیغ ہوتی ہے اسمیں میں خود پڑھتی ہوں۔ آپ کی کتابوں کو بھی شروع کردیا ہے"۔

جواب ہمشیرہ سلمہا۔ بعد سلام مسنون۔ تمہارا خط پہنچا۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ معمولات پر عمل شروع کردیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ استقامت اور ترقیات سے نوازے۔ تمہارے خانگی حالات سے کلفت ہوئی۔ یہ ناکارہ دل سے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے تمہارے حالات کو درست فرمادے اور شریعت مطہرہ کے موافق تمہارے حالات درست کرائے اور تمہارے والد صاحب کو تم سے خوش کردے۔

خوابوں کو زیادہ اہمیت نہ دینی چاہیئے۔ اچھا نظر آئے تو اللہ کا شکر ادا کرے برا خواب نظر آئے تو اعوذ پڑھکر بائیں طرف تھوک دے اس سے اسکی مضرت جاتی رہتی ہے تمہارے تینوں خواب مبارک ہیں تم میں دینی صلاحیت کی بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مرضیات کے کام میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ الصمد کی تسبیح کی ضرورت نہیں۔ البتہ خالی اوقات میں درود شریف جتنی کثرت سے پڑھا جائے وہ مفید ہے۔ دعائے گنج العرش اور عہد نامہ ہمارے اکابر کے یہاں معمول نہیں انیس الرحمٰن کے مجموعہ کا حال مجھے معلوم نہیں۔

یہ کیفیت مبارک اور اچھی تو ہے مگر اس کیلئے صحت وقوت جسمانی کی ضرورت ہے ورنہ مرض کا اندیشہ ہے. اس واسطے قصداً تو ایسی چیزوں کو سوچا نہ کرے اور خود بخود پیدا ہو تو ٹھنڈا پانی پی لینا اور کسی دوسرے مشغلہ میں لگ جانا مناسب ہے۔

عبادات کا شوق تو بہت مبارک ہے مگر اسمیں صحت وقوت کی رعایت بہت ضروری ہے عشار کے بعد سورۂ ملک کا اہتمام بہت ضروری ہے۔

تم نے قضائے عمری شروع کردی بہت اچھا کیا. جس نے یہ کہا کہ اس صورت میں ساری عمر کی نمازیں قضا کرنی پڑتی ہیں غلط ہے. جہانتک غالب گمان قضا کا ہو ان کو قضا کرے اور اسمیں یہ نیت کیا کرے کہ جو آخری نماز فلاں وقت کی میرے ذمہ ہے اسکو ادا کرتی ہوں۔

نماز میں خیالات آنے کی پرواہ بالکل نہ کریں، اہتمام سے پڑھتی رہیں اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ فضائل کی کتابیں سناتی رہتی ہیں۔ بہت مبارک ہے تم نے لڑکیوں کا مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ کیا مگر جب تمھارے پھوپھا صاحب کا مدرسہ پہلے سے موجود ہے تو پھر نئے کی کیا ضرورت ہے؟ اسمیں انتشار ہوگا اسی کی ترقی میں کوشش کریں۔ آپ کا خط بہت طویل تھا اور مجھے اپنے امراض کی کثرت کی وجہ سے بالخصوص آنکھوں کی معذوری کی وجہ سے خط وکتابت سے معذوری ہے. آئندہ لکھیں تو ضروری اور مختصر لکھیں"۔ فقط والسلام۔ محمد زکریا ۱۱. ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ"

(۱۷)

حضرت محترم السلام علیکم. آپ کا خط پاکر خوشی ہوئی. میں ٹھیک جانب چل رہی ہوں۔ اب میرے گھر یلو حالات بھی بہتر ہیں اور صحت بھی۔ والد صاحب بھی خوش

نظر آتے ہیں یہ سب آپ کی دعاؤں کا اثر ہے جس کیلئے مشکور رہوں۔ اب مجھ پر بڑی اچھی حالتیں گذرتی ہیں۔ ایک مرتبہ جسم پر سخت بوجھ محسوس ہوا اور ایک بہت ہی خوش وخرم فرشتے کو آتے اور جاتے دیکھا۔ لیکن پہچان نہ سکی۔ اب اکثر عشاء کی نماز کے بعد جسم پر بہت ہلکا سا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ قلب میں بہت تیزی سے تبدیلی ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ لیکن ان حالتوں کے بارےمیں مجھے پوری واقفیت ہو جائے تو خوشی ہوگی۔ اسکے علاوہ دو مرتبہ میرا نام لیکر پکارنے کی آواز بھی آئی۔ لیکن میرے جواب دینے کے باوجود کوئی بات نہیں ہوئی۔

یہ پڑھکر بہت افسوس ہوا کہ آپ نے مجھے اسکول کھولنے کی اجازت نہیں دی۔ میں ۱۱۔ دسمبر سے اسکول کھول چکی ہوں اور وہ بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ دوسرا جو لڑکوں کا اسلامیہ مدرسہ ہے وہاں صرف قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ جب کہ نئے لڑکیوں کے اسکول میں قرآن شریف، دینیات، اردو اور حساب ہے اور پھر اس کو آہستہ آہستہ ترقی دیکر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی جیسا بنانے کی کوشش کرنا ہے اسمیں امتحانات بھی ہوا کرینگے۔ اس اسکول کی یہاں بہت اہمیت سمجھی جارہی ہے۔ اب میں اس کو بند کرنا بھی چاہوں تو یہاں کے لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ ویسے میں نے اپنے گناہوں کے کفارہ کے طور پر یہ اسکول کھولا ہے اور خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ آپ کی اجازت بھی ضروری ہے۔ امید ہے کہ آپ اجازت عنایت فرمادینگے۔

میں نے نئے اسکول کا نام اپنی والدہ کے نام پر تجویز کیا ہے لیکن اگر آپ کوئی اور نام تجویز فرمادیں تو خوشی ہوگی یا یہی مناسب ہے۔

آج کل میں سخت پریشان ہوں۔ کیونکہ پشاور میں میرے بھائی شدید بیمار ہیں

آپ ان کی صحت کے لئے دعاء کیجئے۔ میں بھی خدا سے بہت التجا کر رہی ہوں لیکن پھر بھی آپ جیسے بزرگ کی دعائیں زیادہ سود مند ہوں گی۔

جواب ہمشیرہ سلمہا۔ بعد سلام مسنون! تمہارا خط پہنچا اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کے خانگی حالات اچھے چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور آئندہ بھی ترقی کی طرف چلا دے۔ تم نے جو آوازوں کے متعلق لکھا اسمیں ملکوتی و شیطانی دونوں اثرات کا احتمال ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطانی اثرات سے محفوظ فرمائے۔

عورتوں کی تعلیم کا ولولہ اور کوشش تو بہت مفید ہے مگر چونکہ اس ناکارہ کی نگاہ میں پردہ کا مسئلہ اس سے زیادہ اہم ہے اسلئے کہ عورتوں کے اسکول میں بے پردگی کیوجہ سے جو واقعات سننے میں آتے ہیں وہ زیادہ خطرناک ہیں۔ آپ نے مردانہ اسکول کے متعلق جو شکایات کی ہیں ان سے بہت قلق ہوا۔ اللہ تعالیٰ کام کرنے والوں کو ہدایت دے۔ آپ کے بھائی صاحب کی علالت کی خبر سے قلق ہوا۔ یہ ناکارہ دعاء کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ، اپنے فضل وکرم سے انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ یہ نہیں لکھا کہ کیا طبیعت خراب ہے۔ ان پر ہر نماز کے بعد بسم اللہ سمیت الحمد شریف سات مرتبہ، اول، آخر درود شریف سات سات مرتبہ پڑھکر دم کیا جائے تو انشاء اللہ مفید ہوگا اور آپ کیلئے پانچ تسبیحیں درود شریف کی باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر پڑھکر دعاء صحت کرنا مفید ہے۔ آپ نے لکھا کہ اسکول کے بارہ میں تیری رائے ضروری ہے۔ مجھے جو خطرہ تھا وہ میں اوپر لکھ چکا ہوں اس کی حفاظت کی کوئی صورت ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔" فقط۔ محمد زکریا۔

(۲۷، ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ)

(۱۸)

محترم المقام و قابل صد احترام حضرت العلام مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث دام اقبالکم و عمت فیوضکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

گذارش خدمت اقدس میں یہ ہے کہ ہندوستان میں دینی علوم کی ترویج پر جو محنت کی جارہی ہے وہ اس ملک میں بقاء اسلام کی عین ضامن ہے۔ الحمد للہ ان عربی درسگاہوں سے ہر سال سینکڑوں علماء فارغ التحصیل ہو کر مذہب اسلام کی پاسبانی پر گامزن ہیں۔ مگر ہندوستان کی خواتین کو ..... علم و فضل کی تحصیل سے آئے دن محروم رکھا جارہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکوں کیلئے تو عربی درسگاہیں مدارس جامعات دار العلوم جابجا ملیں گے مگر لڑکیوں کیلئے نہ کوئی دار العلوم ہے نہ کوئی جامعہ، البتہ وانمباڑی (صوبہ مدراس) میں مدرسہ نسوان انجمن خیر خواہ عام کی خدمات قابل رشک ہیں اور حیدرآباد میں مدرسہ سکینہ نسوانیہ لتعلیم القرآن کی خدمات قابل فخر ہیں۔

دنیاوی اعتبار سے عصری علوم میں ہزاروں بچیوں نے لڑکوں کے دوش بدوش اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرلی ہیں اور جب دنیاوی مفاد کے پیش نظر ان ڈگریوں کی تحصیل میں انھوں نے انتھک محنت و کوشش کی ہے، اس سے بھی محروم ہو کر سینکڑوں بچیاں مذہب سے تہی دامن گھروں میں کف افسوس ملتی ہوئی بیٹھی ہیں۔ آہ یہ ملت کی کیسی بد قسمتی ہے کہ خواتین اسلام کو علوم دینیہ کی اعلیٰ اسناد عالمہ، فاضلہ، افضل العلماء وغیرہ سے یکسر محروم رکھا گیا۔ جس کی وجہ سے طبقۂ نسواں بڑی شدت سے جہالت کا شکار بنتا چلا جارہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ عورتوں کی

جہالت ہی ساری قوم کو ہلاکت میں جھونک دیتی ہے۔ اسلئے یہ امر بھی مشاہدہ میں ہے کہ ایک عالم کو اگر جاہل بیوی سے سابقہ ہو تو نظام زندگی درہم برہم ہو جاتا ہے اسکے برعکس ایک عالمہ کو کسی جاہل شوہر سے سابقہ پڑے تو بقول حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحہ اسکا گھر دنیا ہی میں جنت بن سکتا ہے اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ بچوں کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوا کرتی ہے۔

اس اعتبار سے اصلاح کی بنیادی ذمہ دار عورت ہی قرار پاتی ہے۔ جس کا اعلیٰ صلاحیت و اعلیٰ قابلیت و دینی تربیت سے مذہب اسلام کو باکمال دلی صفت ہنرمند صالح سپوت مل سکتے ہیں جن پر اسلام کی ترقی کا دارومدار ہے ملت کے اس اہم مقصد کی تکمیل کیلئے ضرورت تھی کہ جابجا لڑکیوں کیلئے بھی عربی مدارس جامعات دارالعلوم قائم کئے جاتے، الحمدللہ ہمارے شہر میں جہاں کئی دینی مدارس لڑکوں کیلئے جاری و ساری ہیں وہاں لڑکیوں اور خواتین کیلئے بھی اعلیٰ پیمانے پر ایک معیاری دینی درسگاہ قائم کرنے کی یہ پہلی تحریک ہے جو بصورت دارالعلوم نسوانیہ درس نظامی و افضل العلماء کے نصاب سے مزین ہو کر وجود میں آرہی ہے جس کا شایان شان افتتاحی جلسہ اکتیس ۳۱ دسمبر ۱۹۷۲ء کو منعقد ہو رہا ہے۔

لہٰذا خدمت اقدس میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اس مبارک موقعہ پر اپنے زریں مشوروں اور تاثرات سے ہماری ہمت افزائی فرمادیں۔ انشاء اللہ آپ کا موصولہ پیام اسی افتتاحی اجلاس میں پیش کیا جائیگا، جو ہمارے حق میں مشعل راہ بنے گا، اور اہل شہر کیلئے باعث افتخار۔ جمیع اراکین دارالعلوم کی جانب سے ہدیۂ تسلیم قبول فرمائیں۔ ہم سب آپ کے جواب کے سخت منتظر رہیں گے!! فقط۔ صدر و مہتمم مدرسہ!

جواب عنایت فرمایم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون! عنایت نامہ پہنچا۔ اسمیں تو شک نہیں جیسا کہ آپ نے بھی تحریر فرمایا کہ عورتوں کی تعلیم کی بہت سخت ضرورت ہے کہ ان کی جہالت سے اولاد کی تربیت بھی مشکل ہو جاتی ہے مگر تعلیم سے زیادہ اہم پردہ کا مسئلہ ہے کہ بے پردگی کے مفاسد جہالت کے مفاسد سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ ناکارہ دعا کرتا ہے اللہ جل شانہٗ آپ کی مساعی جمیلہ کو مثمر ثمرات و برکات بنائے اور آپ کے مدرسہ کو جملہ مکروہات سے محفوظ فرما کر دین و دنیا کی ترقیات سے نوازے۔ اس ناکارہ کو اپنے امراض کی کثرت بالخصوص آنکھوں کی معذوری کیوجہ سے خط و کتابت بہت دشوار ہے لیکن دعا سے بالکل دریغ نہیں دل سے دعا کرتا ہوں۔ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے آپ کی کوششوں کو مثمر ثمرات و برکات بنائے۔ مکارہ سے محفوظ رکھے۔" فقط والسلام۔" محمد زکریا ۲۶ 11/92ھ

(۱۹)

مخدومی و مکرمی سیدہ حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدکم۔ بعد سلام مسنون گذارش ہے کہ احقر جناب قاری......... صاحب کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں انتیس ۲۹ شعبان سال حال کو حاضر ہوا اور دیر تک حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفید ہوتا رہا۔ عرض حال کرتے ہوئے احقر نے ظاہر کیا تھا کہ میں پہلے حضرت مولانا......... صاحبؒ جو کہ حضرت شیخ الہند مرحوم و مغفور کے شاگرد تھے انسے بیعت تھا۔ احقر نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ عرصہ ہوا میں نے جناب مولانا......... سے بیعت کی درخواست کی تھی مگر انھوں نے کچھ فرما کر ٹال دیا۔ بعدہٗ احقر نے حضرت مولانا......... سے بیعت کی درخواست کی تو انھوں نے دو کتابیں

مطالعہ کرنیکا حکم دیا۔ چنانچہ احقر نے وہ دو کتابیں پڑھکر اطلاع دی مگر حضرت مولانا موصوف خاموش رہے اس کو قریب دو سال ہوگئے۔ احقر ان کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضری دیتا رہا۔ احقر کا مکان حضرت مولانا کی مسجد سے قریب ہے اس لئے اسی مسجد میں نماز پڑھنے کا معمول ہے۔ حالات بالا عرض کرنیکے بعد احقر نے حضرت والا سے بیعت کرنیکی درخواست کی تھی تو حضرت والا نے فرمایا تھا کہ "ممکن ہے مولانا تمھارا امتحان لے رہے ہوں اسلئے جب تک ان کا جواب نہ ملجائے مجھ سے بیعت ہونا مناسب نہیں ہے" احقر نے حضرت والا کی فرمائش پر دوپہر کا کھانا حضرت کے ساتھ کھایا اور رخصت ہوکر دیوبند چلاگیا۔ مغرب کے وقت سہارنپور واپس آیا تو معلوم ہوا کہ حضرت والا مسجد میں معتکف ہوگئے اور قاری ...... صاحب بھی آپ کے ہمراہ مسجد جاچکے ہیں۔ میرا سامان قاری صاحب کے پاس تھا اسلئے میں بھی اسی مسجد میں پہونچ گیا۔ اور نماز عشاء جماعت کیساتھ ادا کی۔ نماز عشاء کے بعد حضرت والا نے اعلان کردیا کہ جن کو مرید ہونا ہو آگے آجاویں۔ احقر قاری صاحب کے بستر پر پہلے ہی سے آگے موجود تھا۔ حضرت والا نے ایک صاحب کو حکم دیا کہ مرید کرنیکے سلسلہ میں توبہ کی عبارت پڑھیئے۔ اور بیعت ہونیوالوں کو ارشاد ہوا کہ وہ لوگ ان الفاظ کو دہراتے جاویں۔ احقر نے اپنے گرد و پیش سب لوگوں کو وہ الفاظ دہراتے دیکھا۔ چنانچہ احقر نے بھی توبہ کی، ساری عبارت کو بصدق دل دہرایا اور پڑھا۔ اور حضرت والا سے ملاقات کیئے بغیر اسی رات وطن روانہ ہوگیا۔ وہاں پہونچکر احقر نے کل واقعہ حضرت .... سے عرض کیا تو انھوں نے فرمایا کہ تم مرید تو ہوگئے۔

اس سلسلہ میں پہلے تو احقر حضرت والا سے اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہے کہ حضرت والا

کے فرمانے کے باوجود بیعت میں شریک ہوا۔ دراصل اسوقت کے ماحول اور صورت حال میں احقر نے بیساختہ طور پر توبہ کی عبارت دہرائی تھی۔ اسلیئے احقر کی غلطی قابل معافی ہے۔

اب احقر حضرت والا سے بصد ادب گذارش کرتا ہے کہ احقر کی غلطی معاف فرمائی جائے اور حضرت والا احقر کے بیعت ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرماکر احقر کو داخل سلسلہ فرمالیں اب قاری صاحب کی معرفت احقر کو پرچۂ معمولات دستیاب ہوگیا ہے۔ اور احقر نے معمولات مندرجہ پر حتی الوسع عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ حضرت والا سے تصدیق بیعت کا شرف حاصل کرلینے کے بعد اپنے حالات سے حضرت والا کو اطلاع دیتا رہونگا۔

کل واقعہ کی وضاحت کیوجہ سے خط طویل ہوگیا۔ معافی کا خواستگار ہوں۔ آئندہ سے احتیاط رکھوں گا۔

جواب | عنایت فرمایم سلمہٗ! بعد سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا۔ آپ نے بہت ہی بیجا کیا کہ جب میں تصریح کے ساتھ آپ کو روک چکا تھا اور صاف کہہ چکا تھا کہ اتنے مولانا .... کا جواب معلوم نہ ہو بیعت ہرگز مناسب نہیں۔ پھر آپ نے سمجھدار ہوکر ایسی شدید غلطی کیوں کی؟ اعلان تو اسوجہ سے کیا جاتا ہے کہ مجمع روزانہ کثرت سے بیعت کیلئے آتا رہتا ہے اور ہر وقت آنیوالوں کو بیعت کرنے میں حرج ہے۔ اسلیئے رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی ایک وقت مقررہ پر کہدیا جاتا ہے کہ جو بیعت ہونیوالا ہو وہ بیعت ہوجائے۔ بندہ کے خیال میں تو آپ کی بیعت نہیں ہوئی جب کہ آپ نے صرف ماحول سے متاثر ہوکر میرے منع کرنیکے باوجود الفاظ دہرائیے۔ بندہ کے خیال میں آپ مولانا .... سے بندہ کا یہ پیام نقل کرکے کہ یہ بیعت نہیں ہوئی دوبارہ بیعت کی درخواست کریں۔ جس شخص نے بیعت کے الفاظ

دہرائے تھے اس نے سب سے پہلے یہ اعلان بھی کیا ہوگا کہ جو صاحب کسی مشائخ حقہ زندہ سے بیعت ہوں وہ اب بیعت نہ ہوں۔ جبکہ آپ کی بیعت کا تعلق مولانا .... سے شروع ہو چکا تھا تو آپ جیسے سمجھدار کو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ دیہات کے ناسمجھ ان پڑھ لوگ تو ایسی غلطیاں کثرت سے کرتے رہتے ہیں مگر آپ جیسی فہیم اور اونچی ہستی سے بیحد موجب تعجب ہے۔ میں مولانا .... کی خدمت میں بھی سفارش کرتا ہوں کہ وہ آپ کی بیعت کو قبول فرمالیں، کہ مولانا آپ کے قریب بھی ہیں ملاقات اور صحبت اس سلسلہ میں بہت اہم ہے جو آپ کو مولانا سے بسہولت میسّر ہو سکتی ہے۔ یہ ناکارہ قطع نظر آپ سے دور ہونیکے امراض کا شکار اور لب گور ہے۔

آئندہ اس سلسلہ میں اگر کوئی خط لکھیں تو میرے اس خط کو بھی ساتھ بھیجیں کہ ڈاک کے ہجوم اور اس کی کثرت کیوجہ سے مجھے یاد نہیں رہتا۔ نیز لفافہ پر بھی یہ لکھدیں کہ یہ خط براہِ راست زکریا کے پاس جائے۔ دوسرے کوئی صاحب جواب نہ دیں۔

مولانا .... کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد کل ایک طالب علم کی معرفت عزیز سلمہٗ کی علالت کی زیادتی کی خبر سن کر بہت قلق ہوا، اللہ تعالیٰ ہی صحت عطا فرمائے۔ قاری صاحب کی خدمت میں بھی سلام مسنون کہدیں اور یہ بھی کہدیں کہ آپ کو مفید مشورہ دینا چاہیئے تھا میں تو واقف نہیں تھا آپ تو واقف تھے۔" فقط والسّلام۔

محمد زکریا۔ ۸، ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ"

(۲۰)

مرجع العلم والفضل والتقی شیخ التفسیر والحدیث ادام اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ حضور کی ذات عزیز الصفات کو تا ابد ہمارے لئے قائم

دائم رکھے، آمین، تبلیغی سلسلہ میں بندہ کو کچھ عرصہ پہلے چلنے پھرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تھی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، کچھ شکوک ہیں عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کے دل کو بھی صاف فرمادیگا اور اس سلسلہ کے فیض سے متمتع ہونے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے شہر کی جامع مسجد میں ہر شب جمعہ دور، دور کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ شب جمعہ گذار کر دن کو اپنی تشکیلات کے مطابق نماز جمعہ سے پہلے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس کے متعلق دو سوال ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ مسلم شریف میں ہے لا تختص لیلۃ الجمعۃ بقیام ولا تختص یومھا بصیام اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا اس حدیث شریف سے یہ اجتماع بہ تخصیص لیلۃ الجمعۃ منہی عنہ نہیں بنتا، کسی اچھے سے اچھے عقیدہ اور خیال سے کیوں نہ ہو۔ بہرحال منہی عنہ تو منہی عنہ ہی ہوتا ہے۔

دوئم۔ اس سلسلہ کے قدیم کارکنوں کی زبانی یہ سننے میں آیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جہاد کیلئے روانگی کا حکم ہوا تو جمعہ کے دن سویرے جانیکا حکم ملا تھا۔ عبد اللہ بن رواحہ نے یہ رائے قائم فرمائی کہ جمعہ کی نماز پڑھوں اور جاکر ساتھیوں سے مل لونگا، اس خیال سے رہ گئے تھے اپر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ پانچسو برس پیچھے جنت میں جانا ہوگا۔

چونکہ یہ تبلیغ کا کام بھی جہاد ہی ہے۔ لہٰذا جمعہ کی نماز کیلئے رہنے میں پانچسو برس کا خسارہ ہے اسواسطے سارے کے سارے رخصت ہو جاتے ہیں اور چونکہ مقصد بالذات دعوت و تبلیغ ہے۔ اسلئے بہ نسبت شہروں کے اہل قری زیادہ محتاج ہوتے ہیں بنا علیہ

شہر چھوڑ کر قری چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ شرعی معیار سے ان میں مسافر شاید کوئی ہو۔ کیا یہ عمل ترک جمعہ میں نہیں آتا۔ جو وعید تھاونا تارک جمعہ کیلئے لیتنھین اقوام عن ودعهم الجمعات او ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم اسکے اطلاق میں یہ نہیں آتا؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب عبداللہ بن رواحہ کو تشریعی فرمان تھا، یا موقعہ کی خصوصیت تھی۔ جیسے ابن القیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے۔ احناف کے نزدیک قبل الزوال سفر جائز ہے لیکن معمول رکھنا سنت کیخلاف معلوم ہوتا ہے۔

سوم :۔ یہ تو مسلّم ہے کہ تبلیغ دین واجب علی الکفایۃ ہے۔ اور بالخصوص اس زمانے میں۔ البتہ شکلیں مختلف ہوتی ہیں۔ مصنفین نے تصنیفات کے ذریعہ، مواعظ کے ذریعہ بادشاہوں نے جہاد بالسیف کے ذریعہ ہر زمانہ میں اہل اسلام یہ فریضہ ادا کرتے چلے آئے ہیں۔ آج اگرچہ بہت ہی کم سہی! پھر بھی الحمد للہ علماء دین موجود ہیں کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تبلیغی سہ روزہ اور چلّوں کی کوئی سند خیر القرون میں ہے یا نہیں۔

چہارم :۔ اصل دین تو اوامر و نواہی ہیں۔ فضائل و قصص اور مواعظ کی ترغیبات و ترہیبات احکام ہی کیلئے ہیں اور اس سلسلہ (تبلیغ) میں زیادہ تر توجہ فضائل اور پھر نے پھرانے پر دی جاتی ہے۔ علم الاحکام پر اتنی توجہ نہیں دی جاتی۔ یہ کیوں؟ تبحر اور چیز ہے، تبحر فی العلوم نہ سہی۔ البتہ نماز۔ روزہ، حج، زکوٰۃ کے احکام ضروریہ کیلئے اتنا کچھ تو کافی مقدار میں انتظام ہو سکے کہ مثلاً نماز میں کوئی واقعہ پیش آجائے تو نماز ہی نماز کے اندر یہ فیصلہ کر سکے کہ نماز فاسد ہوئی یا سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں۔

دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ تبلیغی حضرات چلّے پر چلّے دیئے جاتے ہیں اور ان چلّوں میں ناظرہ تک کی قدرت حاصل نہیں ہوتی اسواسطے عرض کر رہا ہوں کہ اس سلسلہ میں منسلک حضرات غیر شامل لوگوں سے اگرچہ وہ علماء ہی کیوں نہ ہوں علمی استفادے سے ہچکچاتے ہیں۔ تو اگر اس سلسلہ میں احکام کا انتظام نہ ہوا تو نتیجہ پھر واضح ہی ہے کھلے طور پر تضدیع کا باعث بن رہا ہوں۔ لیکن اکثر ایسا ہوا ہے کہ آنکھوں کے سامنے تنکا پہاڑ کیلئے حجاب بن گیا ہے۔

جو رسالہ (دہلی کی تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات) شائع ہو چکا ہے وہ میں مطالعہ کر چکا ہوں اس جمعہ کے متعلق سوال و جواب میری نظر سے نہیں گذرا۔

پنجم: حضرت شارع علیہ السلام نے جمعہ کی نماز کیلئے مصر کو شرط قرار دیا ہے واذا فات الشرط فات المشروط۔ لہٰذا قری میں جمعہ تو خارج از بحث ہی ہے۔ امصار میں بالذات اور حوالی امصار میں علی سبیل التبعیۃ جمعہ آیا ہے لیکن تبلیغی سلسلہ میں جو مراکز قائم کیئے گئے ہیں اسکا ماخذ خیر قرون میں کوئی ہو تو ارقام فرمائیں۔ عموماً تو امصار کے اشتراط پر فقہاء نے زور دیا ہے اور مراکز کا تخصص اگر تنظیماً ہو اور بطور وسائل کے تو فبہا۔ لیکن عملاً اسکے ساتھ مقاصد کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جلد یا دیر میں تغییر ما انزل اللہ نہ کرے نتیج نہ ہو جائے۔ حضرت کے اخلاق عالیہ کے بھروسہ پر یہ سوالات کر رہا ہوں۔" فقط

جواب مکرم محترم ...... مدفیوضہم۔ بعد سلام مسنون۔ آپ کا گرامی نامہ موجب منت ہوا۔ اس سے بہت ہی مسرت ہوئی اور اس سے پہلے بھی سنتا رہا۔

کہ وہاں کی تبلیغی جماعت کی سرپرستی آپ کو حاصل ہے اور رائے ونڈ میں بھی تشریف آوری ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ آپ کے فیوض و برکات سے وہاں کے تبلیغی احباب کو بھی متمتع اور منتفع فرمائے۔ جناب کے استفسارات کے جوابات یہ ناکارہ کیا لکھے؟ آپ کے یہاں تو ماشاء اللہ مفتیان عظام، علمائے کرام کی بہت کثرت ہے۔ تاہم تعمیل حکم میں اپنے خیالات عرض کرتا ہوں۔

(۱) یوم الجمعۃ کی تخصیص کی ممانعت اس حیثیت ہے کہ اسدن کی خصوصیت اور برکت کی رعایت سے کوئی عبادت مقرر کیجائے۔ شب جمعہ جہاں جہاں مقرر کی گئی عام طور سے اہل علم کی سہولت کیوجہ سے مقرر کی گئی۔ کہ جمعہ کا دن ان کی چھٹی کا ہوتا ہے۔ رات کو دیر تک جاگنے میں اور صبح کو تشکیل وغیرہ میں مدرسہ کا حرج نہیں ہوتا۔ اور ہر جگہ شب جمعہ کی خصوصیت بھی نہیں ہے۔ مدینہ پاک میں پیر و منگل کی درمیانی شب ہے اور یہاں ہندوستان میں بھی بہت سی جگہ یکشنبہ مقرر ہے۔ جہاں کے بشرکار کی کثرت ملازم پیشہ ہے۔ وعظ و تذکیر کیلئے کسی خاص دن کا مقرر کرلینا بدعت میں داخل نہیں۔ بشرطیکہ اس خاص دن کی برکت نہ سمجھے۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف کتاب العلم، میں ایک ترجمہ منعقد کیا ہے۔ باب من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ اور اسمیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ وہ ہر پنجشنبہ کو وعظ کہا کرتے تھے۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی روایت تو بہت ہی مشہور معروف ہے اور تخصیص کی کوئی وجہ اس ناکارہ کے ذہن میں اب تک نہیں جب کہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تبلیغی کام جہاد میں ضرور داخل ہے۔ جیساکہ یہ ناکارہ اپنے رسالہ

"جوابات" میں لکھ چکا ہے اور جب کہ حنفیہ کے نزدیک زوال سے پہلے سفر جائز ہے جیسا کہ آپ نے خود بھی لکھا۔ لیکن اس کو معمول بنالینا خلاف سنت معلوم ہوتا ہے۔ اس میں مولویوں کو تو بڑی مشکل ہوجائیگی۔ یہ بیچارے تنخواہ کٹنے کے ڈر سے ہفتہ کے درمیان میں تو سفر کر نہیں سکتے۔ اسلئے شب جمعہ یا صبح جمعہ کو دیہات میں جاتے ہیں اور اگر دنیوی ضرورت سے معمول بنایا جاسکتا ہے تو دینی میں تو بظاہر کوئی مانع نہیں۔

(۳) اس سے تو کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ تبلیغ اس واحد طریقہ میں منحصر نہیں۔ تبلیغ، تعلیم، تدریس، تذکیر وغیرہ سے ہوتی رہی ہے اور ہوتی ہے اور انشاء اللہ ہوتی رہے گی۔ چلّہ کی اصل تو میرے رسالہ جوابات میں تفصیل سے آچکی ہے اور اسکے ماخذ بھی۔ اسکے علاوہ تعینات کے متعلق اپنا تو خیال وہی ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اگر انکو عبادات سمجھ کر کیا جائے تو بدعت ہے۔ اور سہولت کار وغیرہ امور کی رعایت سے اگر کیا جائے تو اس کی سند کی تلاش کی ضرورت بندہ کو نہیں ہوئی اور نہ ادھر خیال گیا۔ اسلئے کہ شوال میں جملہ مدارس کا شروع کر دینا اور شعبان میں چھٹی کر دینے کا کوئی ماخذ مجھے نہیں ملا جو سارے ہندو پاک کے مدارس کا معمول ہے۔ سہ ماہی، ششماہی، سالانہ امتحان کی اصل بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مجھے کہیں نہیں ملی وغیرہ وغیرہ یہ امور مصالح، تجربے اور سہولت کار کیوجہ سے تجویز کیے جاتے ہیں۔

(۴) فضائل پر زور کیوں دیا جاتا ہے اس کی تفصیل میرے رسالہ جوابات میں آچکی۔ حضرت حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہٗ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس ناکارہ کا رسالہ جوابات ابھی تک آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا۔ اس کو ضرور غور سے ملاحظہ فرمالیں۔ حضرت حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہٗ کے ارشادات میں ان تبلیغ والوں

کے بہت سے معمولات کی تائید ملیگی۔

یہاں تک لکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ جوابات ملاحظہ فرما چکے مگر اس نمبر کا جواب تو اسمیں مستقل گذر چکا اسمیں جواب (۱۴) اسی کے متعلق ہے جو آپ نے تحریر فرمایا۔

(۵) کا مفہوم اب تک نہ میری سمجھ میں آیا اور نہ میرے پاس جو بعض اکابر اہل علم تشریف فرما ہیں ان کی سمجھ میں آیا۔ اس اشکال کو اور واضح کریں۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تبلیغی سلسلہ میں جو مراکز قائم کئے گئے ہیں ان کا خیر القرون میں ماخذ کیا بتلاؤں۔ اس سوال کو ذرا وضاحت سے تعبیر فرمائیں یہاں کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ فقط

محمد زکریا ۲ صفر ۱۳۹۳ھ

(۲۱)

مخدوم و مکرم ذوالمجد والکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ان بہت سے لوگوں میں جو آنجناب سے بہت اچھی طرح واقف ہیں اور آنجناب ان سے نہیں میں بھی ہوں۔ دوران تعلیم مدرسہ مظاہر علوم حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ چونکہ میرے ممتحن رہے تھے اسلئے وہ مجھ سے واقف تھے، اور اسی واقفیت کی بنا پر میں ان کے ہمراہ میوات وغیرہ میں ان کے تبلیغی اجتماعات میں شریک ہوتا رہا تھا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم کے زمانے میں ایک جماعت اپنی امارت میں لیکر جب حاضر ہوا تو مجھ پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی۔ غالباً اسکا باعث وہ تفاوت تھا جو بانی تحریک کے زمانہ اور بعد کے زمانہ میں قدرتاً پیدا ہو گیا تھا۔ دوران تقریر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب سے میں نے سوال کیا کہ اکرام مسلم بلا تقیید ضروری ہے؟ اگر نہیں تو اسے مطلقاً کیوں بیان کیا جاتا ہے۔ مولانا نے خلوت میں سوال کیلئے فرمایا۔ اور بجائے اپنے جناب موسیٰ صاحب و

نصراللہ صاحب کے سپرد فرما دیا۔ ان لوگوں نے اپنی سی سعی فرمائی مگر سوالات کا سلسلہ بڑھتا گیا اور نتیجۃً میرا اگلا سفر بجائے راجستھان، میوات تجویز کیا گیا۔ اور موسیٰ صاحب بطور رہبر میرے ہمراہ رہے جہاں جہاں میرا اور میری جماعت کا جانا ہوا ایک سبق مستقل یہ تھا کہ کھانا اسوقت تک نہ کھایا جائے جب تک جماعت نکالنے کا وعدہ نہ لے لیا جائے اور ہوتا یہ رہا کہ کھانا لگا ہوا ہے اور ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ ہم لوگ بھوک کے باعث اور میزبان فراغت پانیکے تقاضہ سے پریشان ہو رہے ہیں اور جماعت دامادی ادائیں دکھا رہی ہے اتنے چلے نہیں۔ اتنے اتنے افراد نہیں گھنٹوں اس حیل وحجت میں گذر رہے ہیں۔ بعد عشاء سے جو یہ سلسلہ شروع ہوا۔ تو ایک دو بجے تک چلتا رہا۔ خدا خدا کر کے معاملہ طے ہوا بعد فجر روانگی کے وقت معلوم ہوا کہ ـــ کلام اللیل یمحوہ النہار۔ آپ یقین جانیں پورے سفر میں یہی صورت رہی۔ وقتِ واپسی صرف ایک صاحبزادے ہمراہ تھے جنکے پاس کرایہ کے لئے کچھ نہ تھا اور ہم لوگوں کا اپنا سفر خرچ ہی جواب دے چکا تھا۔ اسلئے میں نے انکو جواب دیدیا۔ تبلیغی اسفار میں میرا یہ آخری سفر ثابت ہوا۔ اور اکابر دیوبند کی تعلیمات نے میرے ذہن کو اپنی گرفت میں لے لیا آداب طعام سے لیکر جبر واکراہ، وعدہ خلافی، دروغ گوئی کوئی جرم ایسا نہیں تھا جس کا ہماری جماعت ارتکاب نہ کر چکی ہو۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا پندار پاش پاش ہو چکا تھا اور میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ میں اب جماعت کی امارت تو کیا خود اسمیں شرکت ہی نہ کرونگا لیکن جماعت کی مخالفت بھی نہ کرونگا۔ اور بحمد اللہ اب تک اسپر قائم ہوں۔ حال ہی مجھے آنجناب کی تالیف کردہ ایک کتاب تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات پڑھنے کو ملی اس کے صفحہ چار پر یہ پڑھنے سے کہ اگر آنجناب کے پاس کسی بڑے سے بڑے متخص کی ......

پہنچی تو آنجناب نے اسپر نکیر اور تنبیہ میں کبھی کسر نہیں چھوڑی، مجھے بھی ہمت ہوئی کہ اللہ کے بندوں نے جب ایسی جرأت دکھائی ہے اور شیخ وقت نے اسپر نکیر اور تنبیہ فرمائی ہے تو تو بھی کچھ ہمت کر. اگرچہ ذرا ہی اوپر یہ پڑھ چکا تھا کہ ان لغویات کی طرف تو میں نے کبھی التفات نہیں کیا کہ تبلیغ والے ایسا کرتے ہیں. تبلیغ والے یوں کرتے ہیں. یہ تو ایک ہوائی گاڑی ہے اور جیسا کہ حضرات دہلی معترضین کے اعتراض کو گوزشتر سمجھتے ہیں میں ان سے زیادہ سمجھتا ہوں۔

میں نے ان متضاد جذبات سے یہ اندازہ کیا کہ ان معترضین کو معاندین سمجھ لیا گیا ہوگا اور تجھے ایسا نہیں سمجھا جا سکتا. تو نے نہایت اخلاص سے جماعت میں اپنی جوانی اور انتہائی مصروفیات کے پانچ چھ سال لگائے ہیں اور دوکان بند کر کے ہجرت میں نصرت کے گیت گائے ہیں. اسلئے عرض ہے کہ حضرت والا جیسا کہ آنجناب نے اپنی کتاب کے صفحہ (۴۲) پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ نمبر دو تحریر فرمایا ہے کہ

> آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جدوجہد بیکار ہوگی. اگر علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا. بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جدوجہد مبادا الفتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔

آگے چلکر مزید فرماتے ہیں.

> ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بس ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائےگی. اور خدا نہ کردہ آپ لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے.

حضرتا :- حضرت بانیٔ تحریک کے قلب پر انتہائی ضعف وبیماری وکمزوری

کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے جو الفاظ القا فرمائے اور جس سخت خطرہ اور قوی اندیشہ کا اظہار کرایا اسی میں ہم اور آپ مبتلا ہو گئے ہیں اور یہ خطرہ بانی مرحوم یہ جدو جہد فتنہ و ضلالت کا ایک نیا دروازہ بن رہی ہے اور آوارہ گردی کے ساتھ ساتھ لوگ سخت خسارہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

حضرت مولانا منظور نعمانی نے بھی بقول آپ کی کتاب صفحہ دوسو پندرہ (۲۱۵) اس کی شہادت دی ہے کہ بعض اوقات ایسے لوگوں کو بات کرنے کھڑا کر دیا جاتا ہے جو اسکے اہل نہیں ہوتے۔ اور آنجناب نے بھی اپنی کتاب کے صفحہ پینتالیس (۴۵) پر یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ جاہلوں کو وعظ کہنا جائز نہیں اسلئے ضروری ہو جاتا ہے کہ اس کی مکمل تحقیقات کیجائے کہ تبلیغ بمعنی بلاغ ہو رہی ہے یا وعظ جاہلاں سے رونق محفل قائم ہے۔

اللہ اللہ جس جماعت حقہ نے ذکر ولادت شریفہ سے اسلئے روکدیا کہ کہیں جوش محبت میں غیر شرعی فعل کا مرتکب نہ ہو جائے آج اسی جماعت حقہ کو یہ سمجھانا پڑ رہا ہے کہ سب معترضین کو معاندین نہ سمجھیں اور اعتراض کو گوز شتر نہ سمجھیں اور ٹن نماز پر وعظ جاہل کو نہ تولیں

ٹن نماز کا لفظ مجھے بار بار یاد آرہا ہے کیونکہ حضرت امام شافعیؒ نے بلاوجہ اول وقت پر ہی نماز کی فرضیت کا حکم نہ دیا ہوگا۔

کلکتہ اور بمبئی کے دس سالہ اضافہ چندہ کا سبب محل نظر ہے۔ روئداد دل کا اضافہ اگر تاجروں کے اضافہ کے مطابق کیاجائے تو یقیناً کم ہوگا۔ پارلیمنٹ میں وزیر اعظم ہندوستان کا بیان ہو چکا ہے کہ ہندوستانی اقتصادیات کا یہ بڑا نقص رہا ہے کہ اس سے مالدار زیادہ مالدار ہوتا چلا گیا ہے اور دس سال میں اسکی مالی حالت کہیں سے کہیں جا پہنچی ہے۔ امید ہے کہ آنجناب میرے ان جذبات کو

صحیح معنی عطا فرمائیں گے اور ان معترضین ہی کے مشوروں کی روشنی میں آئندہ تبلیغی پروگرام مرتب فرمانے کا حکم عنایت فرمائیں گے۔

بہ زخم اور علم دل گفتم و بس ترسیدم   کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

فقط ۲۸ ستمبر ۱۹۷۲ء

جواب عنایت فرمائیم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ آپ کا گرامی نامہ رمضان میں آیا تھا۔ اس ناکارہ کو کئی سال سے رمضان میں مہمانوں کے ہجوم کی وجہ سے خط لکھوانا تو درکنار سننا بھی مشکل ہے۔ اس سال رمضان کے بعد بھی مہمانوں کا بہت ہجوم رہا۔ اسلئے تاخیر ہوتی گئی۔ معاف کردیں۔ یہ خط کئی دن ہوئے شروع کیا تھا۔ مگر دو ہی سطر لکھنے کے بعد میرے امراض کی کثرت کے ساتھ مہمانوں کا ہجوم ہوگیا اسلئے دیر پر دیر ہوتی گئی۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ چچا جان...... نور اللہ مرقدہٗ کی حیات میں ان کی معیت میں میوات جاتے رہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، انشاء اللہ ثمرات و برکات سے خالی نہیں۔ تم نے چچا جان نور اللہ مرقدہٗ اور عزیز یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کا جو تفاوت لکھا وہ تو قدرتی امر ہے اسمیں اشکال کی بات نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد لا یاتیکم علیکم عام الا وبعدہ شر منہ[1] اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم معروف ہے۔ اپنی آنکھوں کی معذوری کیوجہ سے اسوقت حوالہ تو یاد نہیں، آپ فرماوینگے تو تلاش بھی کرا دونگا۔ غالباً میرے رسالہ الاعتدال میں یہ حدیث اور اس کے متعلق تشریح بھی ہے اور اپنے ساٹھ سالہ زمانہ شعور میں حضرت قطب عالم گنگوہی قدس سرہٗ اور اسکے بعد انکے اکابر خلفاء اور اسکے بعد ان کے اکابر خلفاء کا دور خوب دیکھا، جو

[1] رواہ البخاری عن انس مرفوعاً بلفظ لا یاتی علیکم زمان الا والذی بعدہ شر منہ حتی تلقوا ربکم۔

بات حضرت سہارنپوری قدس سرہ میں تھی وہ چچاجان میں کہاں مل سکتی تھی۔ اور جو بات چچاجان میں تھی وہ مولوی یوسف مرحوم میں کہاں ہوتی اور جو عزیز مرحوم میں تھی وہ اب کہاں ! تم نے دارالعلوم، مظاہر علوم کے احوال کبھی سے سنو نگے، دونوں بانیوں کے اصول اخلاص کا عشر عشیر بھی اپنے زمانہ میں نہیں پایا ہوگا۔

آپ نے تلخ تجربات پر بہت اچھا کیا کہ یہ طے کرلیا کہ ہیں جماعت میں شرکت کبھی نہیں کرونگا مگر مخالفت بھی نہیں کرونگا، بہت مناسب فیصلہ ہے۔

میرا ذاتی تجربہ چچاجان نور اللہ مرقدہٗ کے دور کا اور عزیز یوسف مرحوم کے دور کا کہ کثرت سے دونوں دور میں میری حاضری ہوئی ہے۔ یہ رہا ہے کہ یہ اکابر اپنی ذات تک تو اس شرط کی پابندی کرتے تھے کہ ہم اسوقت تک کھانا نہ کھائیں گے جب تک کہ جماعت نہ نکلے اور جو لوگ جن میں یہ ناکارہ بھی ہوتا تھا اکابر کے ساتھ کھانا ضروری سمجھتے تھے۔ وہ بھی اسمیں مقید رہتے تھے۔ لیکن عام جماعتوں کے کھانے کا سلسلہ ہمیشہ میں نے مغرب کے بعد سے ہوتا دیکھا اور خصوصی علماء دیوبند و سہارنپور کے حضرات کو تو یہ دونوں اکابر میزبانوں سے تقاضہ کر کے الگ کھانا کھلادیا کرتے تھے البتہ مجھے خود بارہا اس کی نوبت آئی کہ جمعرات کی صبح کو نظام الدین سے چائے پینے کے بعد شنبہ کی شام کو بعد عشا، نظام الدین اگر کھانا کھانے کی نوبت آئی کہ میں چچا جان نور اللہ مرقدہٗ کے بغیر کھانا نہیں چاہتا تھا اور وہ میرے بغیر، لیکن جماعتوں کو مغرب بعد کھانا کھاتے میں نے خود کثرت سے دیکھا اور علماء کو اہتمام سے کھانا کھلانے کے تقاضے میں، میں خود بھی شریک ہوتا تھا۔ آپ نے میرے رسالہ جوابات کے سلسلہ میں صفحہ نمبر چار (۴) کا جو مضمون لکھا وہ صحیح ہے۔ مگر اب تو نہ مولانا یوسف صاحب

مرحوم رہے اور نہ میاںجی موسیٰ مرحوم رہے اور بقیہ کے متعلق آپ نے ایک نوعمر صاحبزادہ کو لکھا۔ اگرچہ برسوں کی بات انھیں کیا یاد ہوگی۔ اگر آپ اسی وقت متنبہ کرتے تو میں ضرور واقعہ کی تفتیش کرتا۔ آپ ہی بتلا دیجئے کہ بیس پچیس برس کے بعد میں کس سے پوچھوں کہ وہ کونسی جماعت تھی جس میں فلاں جگہ کے فلاں بزرگ بھی تھے۔

آپ نے صفحہ چوبیس (۲۴) سے جو چچا جان کا فتنہ کے متعلق مضمون نقل کیا وہ بالکل صحیح ہے اور اسپر میری طرف سے تنبیہ و تفتیش جاری ہے۔ آپ کا یہ خیال کر لوگ آوارہ گردی کے ساتھ خسارہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اسمیں تو یہ ناکارہ متفق نہیں ہوا۔ اسلئے کہ جہاں تک دنیا کے حالات معلوم ہو رہے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا ہوگا جسمیں ہند و پاک عرب، امریکہ، افریقہ، لندن کے حالات میں کسی کا تفصیلی حال معلوم نہ ہوتا ہوگا۔ ان غیر مسلم ممالک میں جہاں فرض نماز بھی نہیں ہوتی تھی وہاں تراویح میں قرآن ختم ہو رہے ہیں۔ سابقہ مساجد ناکافی ہو کر جدید تعمیر ہو رہی ہیں۔ نومسلموں کی تعداد کثرت سے بڑھ رہی ہے۔ اسلئے میری نگاہ میں، اسکا نقصان ابھی تک نفع پر غالب نہیں ہوا البتہ تقاصیر سے مجھے انکار نہیں اور آپ سے زیادہ معلوم ہیں اور ہوتی رہتی ہیں۔ ان پر تحریراً و تقریراً نکیریں بھی کرتا ہوں اور مرکز کے حضرات بھی کرتے رہتے ہیں۔ جوابات اعتراضات میں بار بار تقاصیر کا اور ان پر تنبیہات کا ذکر آپ نے خود ہی دیکھا ہوگا۔ جہاں تک مولانا منظور صاحب کی تحریر کا تعلق ہے وہ اپنی اس تحریر کے باوجود اب تک شرکت کرتے جارہے ہیں۔ اس وقت وہ رابطۂ عالم اسلامی کے اجتماع میں مکہ گئے ہوئے ہیں۔ وہاں مکہ مکرمہ میں مسجد نور کے ہفتہ واری اجتماع میں اس کی اہمیت اس کی شرکت اور اسکے فوائد پر

بہت ہی زوردار تقریر کی۔

ٹن کی نماز کا فقرہ آپ کو بار بار یاد آرہا ہے۔ اسکا مطلب تو میں نہیں سمجھا غالبًا میں نے تو یہ لکھا ہو کہ آج کل ساری مساجد میں ٹن پر نماز ہوتی ہے اور اسکا ہونا بھی میرے نزدیک اس زمانے میں بہت ضروری ہے۔ مگر اس کو بدعت کوئی نہیں کہتا۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ٹن کی نماز نہیں تھی۔ کلکتہ اور بمبئی کے چندوں کا اضافہ میں نے اپنی طرف سے نہیں لکھا خود ان ہی لوگوں کا مقولہ لکھا ہے۔ جنھوں نے مجھ سے بار بار کہا کہ ہم۔ ہم مولویوں سے اتنی نفرت کرتے تھے کہ صورت دیکھنا بھی نہیں چاہتے تھے لیکن اس تبلیغ کی بدولت آج ہم خادم بنے ہوئے ہیں۔ بمبئی کی مساجد کا کسی دیوبندی کے داخل ہونے پر دھلوانا تو ایسا مشہور قصہ ہے کہ اس کے دیکھنے والے ابھی تک بہت موجود ہیں۔ لیکن اب اکابر دیوبند کی طلب پر اتنے وفود اور تار اور تقاضے آتے رہتے ہیں کہ ان کا پورا کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ میرے ناقص خیال میں جو معترضین کے اعتراض قابل اصلاح تھے یا ہیں ان کی تو کوشش کرتا رہتا ہوں۔ اور گول مول اعتراضات کو جیسا کہ میں نے خود بھی کہا ہے ابھی تک قابل التفات نہیں سمجھتا کہ ان سے کسی خاص پر نکیر یا اصلاح نہیں ہو سکتی۔۔ فقط والسلام۔ محمد زکریا۔ ۲۸ شوال ۱۳۹۲ھ

(۲۳)

محترم المقام حضرت مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش یہ ہے کہ یہاں محلہ کی مسجد میں قطب زماں حضرت مولانا رائے پوری کے ایک مرید نے بوقت مغرب نوافل سے فراغت کے بعد ذکر بالجہر شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین بھی جن کو ذکر کی اجازت ہے اس ذکر میں شامل ہو گئے اور خاصی تعداد ذاکرین کی ہو گئی۔ کئی ایک عالم دین بھی ہیں مگر انہی متعلقین میں بعض حضرات کو یہ شبہ ہو گیا کہ اس طرح مسجد میں ذکر بالجہر درست بھی ہے یا نہیں۔ رائے عالی سے مطلع فرما کر شبہ کا ازالہ کیا جائے۔"

جواب عنایت فرمائم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون مسجد میں ذکر بالجہر سے کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ نمازیوں کی نماز اور سونے والوں کے سونے میں خلل نہ پڑے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اسکا ایسا اہتمام نہ کیا جائے جس سے بدعتی صورت پیدا ہو جائے۔" فقط۔ محمد زکریا۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

(۲۴)

مکرمی و محترمی زید مجدکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ کیا بالاتفاق مولانا ابو الاعلیٰ مودودی پر کفر کا فتویٰ دیا جا چکا ہے اور ان کی تمام تصانیف کا مطالعہ ممنوع قرار دیا جا چکا یا بعض تصانیف کو۔ یہاں ہندوستان میں جو تحریک جماعت اسلامی کے نام سے چل رہی ہے اس کو مولانا ابو اللیث امیر جماعت اسلامی ہند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے سنا ہے کہ اس جماعت کا تعلق مولانا مودودی سے ہے لہٰذا از روئے شرع شریف مولانا مودودی کے متعلق اور ان کی تصانیف کی بابت اور جماعت اسلامی کے متعلق اور اس جماعت کی تصانیف کی بابت مہر ثبت سے مطلع فرمائیے۔

جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والوں سے کیا برتاؤ رکھا جائے اور ان کو مسلمان سمجھا جائے یا نہیں۔" فقط

جواب عنایت فرمائیم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ گرامی نامہ پہنچا جس کو پڑھکر بڑی حیرت ہوئی کہ آپ اسقدر قریب ہوتے ہوئے بھی مودودی جماعت کے متعلق ہم لوگوں کے نظریہ سے اتنے بے خبر ہیں۔ حالانکہ تقریباً ڈیڑھ سال سے اشتہارات، رسائل، اخبارات میں مفتیان دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور وخانقاہ اشرفیہ تھانہ بھون کے فتاویٰ کثرت سے شائع ہو چکے ہیں۔ یہ تو آپ کو غلط بتلایا گیا کہ ان حضرات کی طرف سے مودودی صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ اس چیز کو خود مودودی جماعت اپنی ناعاقبت اندیشی سے ان حضرات کی طرف اپنی تحریروں اور تقریروں میں منسوب کرتی ہے۔

ہاں یہ ضروری ہے کہ ان سب حضرات کے نزدیک مودودی جماعت کی تصانیف دیکھنے سے ایسے لوگوں کو انتہائی احتراز کرنا چاہیئے جو مسائل سے ناواقف اور مذہب میں پختہ نہ ہوں۔ اسلئے کہ ان کی تصانیف میں بہت سے مضامین گمراہ کردینے والے ہیں۔ جو شخص صحیح اور غلط کو ممتاز نہ کرسکتا ہو وہ غلط کو صحیح سمجھ کر گمراہی میں مبتلا ہو جائیگا۔

اس سلسلہ میں اگر مزید معلوم فرمانا چاہیں تو کتب خانہ اعزازیہ، دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور سے وہ رسائل منگالیں جو اس سلسلہ میں شائع ہوئے ہیں۔ یہاں بازار میں صرف مظاہر علوم کا فتویٰ ملتا ہے جو آپ کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں۔ اس کی قیمت بندہ نے دیدی ہے اسکے بھیجنے کی فکر نہ کریں۔ اور بھی کوئی رسالہ ملیگا تو اس کے ہمراہ بھیجدونگا۔"

محمد زکریا۔ ۳۔ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ"

(۲۴)

سراپا جود وکرم ۔ زید مجدکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی !
عرض حال ہے کہ ہمارے اور آپ حضرات کے مابین ہنگامی دور کا انقطاع ہوچکا ہے ۔ لیکن حکومت کے ہنگامی ایکٹ کا نفاذ اب تک ہے ۔ براہِ کرم یہ تحریر فرمادیں کہ اب ہمارے اور آپ حضرات کے درمیان کوئی نزاع وخلاف تو نہیں ۔
اسلئے کہ آپ حضرات جامعہ مظاہر علوم سے منسلک ہیں اور ہم لوگ جامعہ کنز العلوم سے ۔ جواب کیلئے لفافہ حاضر ہے "!
آپ کے خرمن کمال کا خوشہ چیں ــ خادم الاسلام .... ناظم جامعہ "

جواب

عنایت فرمائیم سلمہ' ۔ ہدانی اللہ وایاکم ۔ بعد سلام مسنون ۔
اذیت نامہ پہنچا ۔ جہانتک نزاع کا تعلق ہے اس ناکارہ کے نزاع کا حال تو آپ نے اسوقت بھی دیکھ لیا تھا جب آپ حضرات انتہائی بے غیرتی سے اپنے اساتذہ کا شدید مقابلہ کررہے تھے ، جب آپ حضرات سو سالہ مظاہر علوم ...... کو برباد کرنے کی انتہائی کوشش کررہے تھے ۔ جب آپ حضرات اللہ کے یہاں کی جوابدہی سے بے نیاز ہو کر جھوٹے الزامات اپنے اساتذہ پر اخبارات میں شائع کرارہے تھے ، جب آپ حضرات کراما کاتبین کے احصار سے بے خبر ہو کر جھوٹی ...... شکایتیں حکومت وحکام تک پہنچا رہے تھے ، جب کہ آپ آخرت کا بار ثبوت اپنے ذمہ لیتے ہوئے دنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالکر پولیس کو یہ بیان دیرہے تھے کہ یہ سارا نزاع حضرت ناظم صاحب اور زکریا کے درمیان نظامت کی رسہ کشی ہے ۔
یہ ناکارہ تو اس وقت بھی انتہائی سکون کے ساتھ اس کی سعی کرتا رہا کہ آپ

حضرات ہم نالائقوں کو چھوڑکر ایسی جگہ تشریف لیجائیں جہاں آپ کی مرضیات کے موافق جملہ امور طے ہوسکیں۔

میں تو اس وقت بھی بار بار یہی اصرار کرتا رہا کہ مدارس کثرت سے ہیں انمیں داخل ہوجائیں۔

اس ناکارہ کے نزاع کا تو آپ نے اپنی جھوٹی معافی کے دوران میں خود ہی تجربہ فرمالیا۔ جہانتک رنج وقلق کا تعلق ہے وہ یقیناً انتہائی اور غالباً مرنیکے بعد تک رہیگا۔ کہ آپ نے مدرسہ کو نقصان پہنچایا یا علم کو نقصان پہنچایا، ان نا سمجھ بچوں کو برباد کیا جو تمہارے پھندے میں پھنسے، ان کے والدین کو اذیت پہنچائی جنھوں نے ہم لوگوں کی وجہ سے مدرسہ میں بھیجدیا۔ یہ رنج کبھی مٹنے والا نہیں اور خط وکتابت سے یہ زخم تازہ ہوتا ہے۔ اسلئے براہ کرم آئندہ زخموں پر نمک پاشی نہ کریں۔ کیونکہ ڈاک کا لفافہ اضاعت تھا اسلئے دستی جواب ارسال ہے اور لفافہ واپس "فقط والسلام۔ نالائق — زکریا، ۶ جمادی الثانی ۱۳۸۳ھ"

(۲۵)

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل خط کا ابتدائی مضمون قارئین سے غیر متعلق ہونیکی بناء پر قلم زد کردیا گیا"

اپریل کے اوائل میں مانڈلے میں تبلیغی اجتماع ہوا تھا حسب معمول نام کیلئے شریک ہوگیا تھا۔ گذشتہ دو سال سے کام کرنیوالوں کو لوجہ اللہ بعض اہم کوتاہیوں کیطرف توجہ دلاتا ہوں مگر وہ حضرات مانتے نہیں حضرت کی خدمت میں تفصیلاً لکھتے ہوئے شرمندگی ہوتی ہے اسلئے قاری شبیر احمد صاحب دیوبندی کو

جو آج کل دیوبند آئے ہوئے ہیں قدرے تفصیل سے لکھدیا شاید حاضر خدمت ہو کر بتلائیں۔

چند احباب اہل علم ....

...... اور چند کام کرنیوالے جمع ہوئے تھے۔ میں نے اپنی باتیں انکے سامنے رکھدیں۔ مولانا علی میاں صاحب کی تصنیف کردہ کتاب " مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت " کے متعدد اقتباسات حاضرین کو پڑھکر سنائے۔ انکی روشنی میں اپنے اشکالات کو پیش کیا۔ میں نے ان صاحبوں کی خواہش پر تحریراً تمام امور کو پیش کر دیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ درخواست بھی کر دی تھی کہ مزید توضیح و تشریح کیلئے آپ صاحبان جو یہاں کے قدیم کارکن ہیں مجھے اور مولانا .... صاحب کو موقع دیں کہ حاضر ہو کر سمجھائیں۔ تیرہ ماہ گذر گئے مگر ان کی طرف سے طلبی نہیں ہوئی اب نتیجہ یہ ہوا کہ امسال اجتماع میں بڑھ چڑھکر منکرات کی نوبت آئی، تقریباً ہمیشہ ہر سالانہ اجتماع میں باوجود بعض عذر کے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بزرگوں سے سنی ہوئی باتیں خصوصاً حضرت اقدس قدس سرہٗ کے مواعظ سے حاصل شدہ مواد کی روشنی میں تقریر کر دیا کرتا تھا اسمیں آخرت، اعمال صالحہ، خلوص نیت پس انہی امور کے بارےمیں مضمون دائر رہتا تھا۔ بعض کارکنوں کو میری تقریر سے شکایت تھی۔ اس مرتبہ میں نے پہلو تہی کی۔ میری غیر موجودگی میں ایک صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ اس کی تقریر ضرور ہونی چاہیئے۔ موصوف نے عذر کر دیا کہ بعض ناپسند کرتے ہیں۔ بعد میں مجھے یہ جواب معلوم ہوا تو طبعی ناگواری ہوئی۔ میں نے مولانا ... ... سے کہا کہ میں تو خود آمادہ نہیں تھا بلکہ قطعی یہ فیصلہ تھا کہ کچھ نہ کہونگا۔ اب اگر

مجھ سے کہدیتے تو آپ کو مناسب ترکیب بتلا دیتا ویسے ہیں تبلیغ کی خدمت کرتا رہونگا کہ یہ میرے اکابر و اساتذہ کی چیز ہے البتہ آئندہ مشورہ نہ دونگا۔" فقط۔"

جواب مکرم محترم مدفیوضکم بعد سلام مسنون! اسی وقت گرامی نامہ پہنچا۔ یہ ناکارہ دو جون کو جدہ سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور چار جون کو وہاں سے طیارہ سے دہلی اور چھ جون کو سہارنپور۔ اسی دن یہاں کا سہ روزہ سالانہ اجتماع شروع ہو رہا تھا۔ آج کی ڈاک سے گرامی نامہ مورخہ چار ربیع الثانی پہونچکر موجب منت ہوا۔ تمھاری اور دوستوں سے ملاقات کی خواہش تو مجھے بھی عرصہ سے ہے مگر معذوری دونوں طرف سے بڑھتی جارہی ہے۔ غالباً مولوی عبد المالک کے خط سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں مدینہ پاک سے روانہ ہونے سے قبل گر گیا تھا جس کیوجہ سے ٹخنے میں چوٹ آئی۔ اور پھر مکہ میں بہترین پلاستر چڑھایا گیا تھا۔ لیکن وہ میرے امراض کی وجہ سے ناپاک ہو گیا جس کو بہت مشقت سے توڑا گیا۔ دوسرا پانچ جون کو دلی میں لگا مگر مکہ مکرمہ اور دلی والے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس سے بہت آرام تھا، میری سہارنپور غیر موجودگی کا اثر آپ پر ؟ سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ کیلئے تو یہ ناکارہ جیسے سہارنپور میں ویسے ہی مدینہ میں۔ بلکہ دعاؤں کیلئے مدینہ زیادہ بابرکت ہے۔ تمھارے لئے اور تمھارے دوستوں ....

کیلئے بہت اہتمام سے دعا کرتا رہا اور تم دوستوں کی طرف سے متعدد مرتبہ صلوٰۃ و سلام بھی پیش کرتا رہا۔ مولوی نصیر الدین صاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کے پاس آپ کا کوئی خط نہیں پہنچا۔ آپ کے اس خط پر میں نے ان سے کہدیا کہ اوجز نمبر ۳، و نمبر ۴ اور آپ بیتی نمبر ۲ و نمبر ۳ بھی طبع ہو گئی ہے وہ آپ کی خدمت میں بھیجدیں

انشاء اللہ ایک دو دن میں روانہ ہو جائیگی۔ تبلیغی احباب کی کوتاہیوں کیوجہ سے تبلیغ سے ہرگز یکسوئی نہ اختیار کریں۔ کونسا مدرسہ، کونسا مرکز، کونسی خانقاہ اس زمانے میں بلکہ کونسا آدمی ایسا ہے جسمیں کوتاہیاں اور تقصیرات نہ ہوں۔ تقصیرات کی اصلاح کی کوشش ضرور کرتے رہیں اور لکھنے کیلئے بجائے میرے نظام الدین تحریر فرمائیں کہ میں اپنے امراض کی کثرت کیوجہ سے تقریباً خط وکتابت سے بھی معذور ہو گیا۔ اور ٹانگ کی چوٹ کیوجہ سے اب تو اتنی معذوری بڑھ گئی کہ مسجد میں جانے سے بھی معذوری ہو گئی۔

میرے پاس جو اعتراضات اور شکایات پہونچتی ہیں وہ بھی میں ان حضرات کو لکھدیتا ہوں۔ یہ آپ نے صحیح لکھا کہ کوتاہیاں پیش آتی رہتی ہیں۔ جس کا زیادہ منشاء یہ ہے کہ تبلیغی جماعت میں روز نئے لوگ شرکت کرتے رہتے ہیں۔ کام اندازے سے زیادہ پھیل گیا اور پرانے کام کرنیوالے اتنے نہیں ہیں جو قابو پالیں، اس سے بہت زیادہ مسرت ہوئی کہ چچا اسمٰعیل اور ان کے صاحبزادے اسمیں لگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے قبول فرمائے، دارین کی ترقیات عطا فرمائے، مکارہ سے حفاظت فرمائے۔

علی میاں کا رسالہ "مولانا الیاس اور ان کی دعوت"، کو میں بھی مبلغین سے تاکید کرتا رہتا ہوں کہ اس کو مطالعہ میں رکھیں نیز ملفوظات بھی، آپ بھی ترغیب دیتے رہا کریں۔ اللہ آپ کو بہت جزائے خیر عطا فرمائے کہ منکرات پر تنبیہ فرماتے رہتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب! جوؤں کی خاطر گدڑی نہیں چھوڑی جاتی، احرام کی حالت میں لوگوں کی جوئیں چڑھتی ہیں۔ مگر ان کو مارا بھی نہیں جاتا اور احرام بھی نہیں چھوڑا جاتا، اس سے تو اب انکار نہیں رہا اور کوئی دوست یا دشمن اسکا انکار نہیں کر سکتا کہ اس زمانے میں تبلیغ بہت بہترین عمل ہے جو اپنے منافع کے اعتبار سے موجودہ زمانے

ہیں بہت ضروری ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک نجدی عالم سے جو بظاہر تبلیغ کے مخالف بھی معلوم ہوتے تھے اور لوگ ان سے تبلیغ کے خلاف شکایات بھی کرتے تھے، میری روانگی سے قبل ان کے ایک مخلص نے کہا کہ تبلیغ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ بعض شکایات تو بہو پہنچتی رہتی ہیں مگر ان کی خیر شر پر غالب ہے اسلئے میرے نزدیک اس میں شرکت کرنی چاہیئے۔

آپ نے اپنی تقریر کا جو موضوع تحریر فرمایا ہے بہت مبارک ہے۔ اسپر تقریر ضرور ہوتی رہنی چاہیئے۔ اصل چیز اخلاص ہے۔ یہ آپ کا فیصلہ کہ آئندہ مشورہ نہیں نہیں دونگا یا تقریر نہیں کرونگا، میرے نزدیک ہرگز مناسب نہیں۔

مفتی صاحب! سب و شتم کس پر نہیں کیا گیا۔ بہرحال میری درخواست یہ ہے کہ آپ ان چیزوں سے ہرگز اثر نہ لیں۔ چچا جان کے شدید اصرار اور بار بار کے تقاضوں پر میں حضرت اقدس رائے پوری کو لیکر دہلی جایا کرتا رہتا تھا تو میں نے خود اپنے کانوں سے اس زمانے میں تبلیغ کے ایک بہت بڑے اونچے رکن سے یہ لفظ سنا تھا کہ ،، یہ جب دونوں چلے میں نہیں جاتے تو ان کے آنیکا کیا فائدہ، محض دعوت کھانے آتے ہیں ،،

بچہ اسمٰعیل کے بڑے بھائی کے حادثہ انتقال سے قلق ہوا اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا خود بھی اہتمام شروع کر دیا۔ اور دوستوں سے بھی کہدیا۔ ناظم صاحب کی طبیعت بحمد اللہ اچھی ہے۔ مولوی صالح، مولوی بشیر اللہ اور جملہ احباب سے سلام مسنون "

محمد زکریا۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ "

(۲۶)

خط بالا کے جواب میں مفتی صاحب کا یہ خط آیا۔

...... حضرت والا نے میری معروضات پر جو پند و نصائح و ہدایات تحریر فرمائی ہیں۔ میری کیا مجال ہے کہ اسپر لیت و لعل کروں بلکہ یہ میرے لئے باعث فخر و موجب سعادت ہے کہ حضرت والا کی دستگیری و رہنمائی سے فائدہ ہی فائدہ ہوا۔ صرف مجھے ہی فائدہ نہیں ہوا بلکہ طبقۂ علماء میں سے جن کی خوش فہمی پر مجھے اعتماد ہوا انکو والانامہ دکھلاکر اس سے انھیں استفادہ کا موقع مل گیا۔ اس الحاد و بیدینی کے دور میں تبلیغی سلسلہ سے جو عام دینی نفع ہو رہا ہے۔ اسمیں مجھے کبھی اشکال نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی تاکید کو ہمیشہ سے اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ تحریراً و تقریراً اپنے ملنے والوںمیں برابر اسکا اظہار بھی کرتا رہتا ہوں۔ نیز طالب علمی کے زمانہ سے اس سے دلچسپی لے رہا ہوں۔ اور بڑی حد تک حضرت اقدس مولانا الیاس صاحب قدس سرہٗ و برادرِ مکرم حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کے اصول کو بھی سمجھ چکا ہوں۔ میں نے کبھی اسپر زور نہیں دیا کہ تبلیغی اجتماعات میں ردِّ بدعات و فروعی مسائل مختلف فیہا کو زیر بحث لایا جائے۔ البتہ تبلیغی کارکن جو اپنے ہم خیال ہیں اور عرصہ سے کام میں لگے ہوئے ہیں ان کو اس بات کی تاکید کرتا رہتا ہوں کہ سنت کے خلاف کوئی کام نہ کیا جائے اور علماء حق کی زیادہ سے زیادہ توقیر کی جائے۔ نیز غیر اہل علم مطلقاً مسائل کو نہ بیان کریں اور اہل علم اپنی نجی مجلسوں میں نماز روزہ کے مسائل بیان کرنیکا اہتمام کریں نیز اجتماعات کا انتظام ایسے لوگوں کے سپرد کیا جائے جو ذی فہم بھی ہوں تاکہ خلاف سنت امور اور باطل فرقوں (قادیانی اور پرویزی وغیرہ) کے اثرات سے حفاظت

ہو نیز اس پر کڑی نگرانی رکھی جائے کہ کسی بدعت کا آغاز نہ ہو. خصوصاً جن بدعات سے علماء نے بڑی محنت دکوشش سے عوام کو دور کیا ہو پھر شروع نہ ہونے پائے. بس یہ اور اس قسم کی باتوں کا مشورہ دیا کرتا ہوں، گذشتہ اجتماع میں یہ ہوا کہ اذان ایسے مؤذن سے دلوائی جاتی رہی جو قبل اذان پکارکر درود شریف پڑھتے تھے یعنی کلمات درود سے اذان شروع کرتے تھے.

(۲) ایسے لوگوں کو اجتماع گاہ کے حدود میں کتب فروختگی کیلئے دوکان دیگئی جو قادیانی لٹریچر، پرویزی اور ملحدوں کی کتابیں فروخت کرتے تھے.

(۳) لوگوں کے تقاضے کے باوجود علماء سے فائدہ اٹھانیکا موقع نہیں دیا گیا بلکہ ایک ایسے مقرر کو کھڑا کر دیا جنھوں نے دو جگہ قرآن کی آیتوں میں صریحاً تحریف کر دی پھر اس غلطی کا تدارک باوجود بتلانیکے نہیں کیا گیا.

(۴) عشاء کے بعد نعت خوانی کی مجلس قائم ہوئی. یہ امور اور اس طرح کے اور بھی بعض امور کا ارتکاب ہوا. میری تحریر کو سننے کے بعد اکثر منصف مزاج مخلص کام کرنے والوں نے اعتراف کیا.

غنیمت ہے کہ اب مولانا صاحب متوجہ ہوئے ہیں خدا کرے کہ ان کو استقلال نصیب ہو. موصوف نہایت مخلص اور پوری دلچسپی سے کام کرتے ہیں مگر بڑے بھولے اور حد سے زیادہ نرم ہیں. بہر حال حضرت والا جبہ سیہ کار کے بارے میں بالکل مطمئن رہیں جو اکابر کا حکم ہوگا اس کو بجالانے میں اپنی سعادت سمجھے گا."

اگر حضرت والا کو گرانی نہ ہو اور فرصت ہو تو ایک ضروری استفسار کا جواب عطا فرمائیں. مناجات مقبول و حزب الاعظم میں ادعیہ ماثورہ میں اللھم احینی

مسکینا وامتنی مسکیناً الخ اسی طرح اللّٰھم لک الحمد فی بلائک الخ
اسی طرح اللّٰھم انی اسئلک من خیر ما سئلک الخ وغیرہ ادعیہ ہیں انکے بارہیں
بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ (دعائیں) مناسب نہیں۔ مسکنت کو مانگنا گویا غریبی کو
مانگنا ہے۔ اسی طرح دوسری دعائیں (مثلاً) بلاء پر حمد کرنا گویا مصیبت کو مانگنا ہے
اسی طرح جن امورِ خیر کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے وہ
بھلا ہمیں کہاں میسّر ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی دعاء کو نہ پڑھنا بہتر ہے۔ ہر چند
میں نے ان کو سمجھایا کہ اسمیں کوئی حرج نہیں۔ اور ہمارے اکابر کا طریقہ یہی رہا ہے
کہ ان سب دعاؤں کو مانگتے رہے اور مانگتے ہیں (اور) جو مطلب آپ لے رہے ہیں
وہ یوں بھی صحیح نہیں مسکینوں کی محبت، مسکینوں کی صحبت کا حکم احادیث میں ہے
ہر مسکین سے صرف غریب مراد لینا بھی ضروری نہیں۔ اسی طرح بلا سے صرف مصیبت۔
مراد نہیں خوشحالی بھی بلا کی ایک فرد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امورِ خیر
کی دعا مانگی اکثر و بیشتر کے ہم محتاج ہیں؛

حضرت والا! تحریر فرمائیں کہ ان بعض اہل علم کی رائے کہانتک صحیح ہے۔
مولانا بشیر اللہ صاحب سے تعجب ہے کہ ان کی بھی یہی رائے ہے کہ اس قسم کی دعاؤں
کو حذف کر دینا چاہئے۔ گو (وہ) میرے دلائل کا جواب تشفی بخش نہیں دیتے۔ رائے
عالی سے مطلع فرمائیں؛ فقط

جواب .... تم نے لکھا کہ تیرا خط طبقہ، علماء میں جن پر اعتماد تھا سنا دیا۔
جزاکم اللہ۔ بہت اچھا کیا۔ آپ نے تبلیغ والوں پر جو اشکالات لکھے
وہ بالکل صحیح ہیں۔ میں نکیر کو نہیں روکتا ضرور ضرور نکیر اور مشورہ اہتمام سے فرماتے

رہیں۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ فساد کی طرف روز افزوں ہے۔ اسلئے نکیر میں مصلحت کا اہتمام آپ مجھ سے زیادہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ ناکارہ اس کو تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ہمیشہ سے گستاخ اور بے ادب رہا ہے۔ تبلیغ پر یا تبلیغ والوں پر مجھے شروع ہی سے بہت سے اشکالات ہوتے رہے اور ہوتے رہتے ہیں۔ چچا جان قدس سرہٗ کے زمانے میں اللہ مجھے معاف کرے بڑے زور سے مجمع میں نکیر کر دیتا تھا۔ لیکن عزیزم مولانا یوسف صاحب مرحوم کے زمانے میں مجمع میں کبھی نہیں کرتا تھا اور تخلیہ میں کبھی نہیں چوکتا تھا۔ اور اب عزیز مولوی انعام کے دور میں ایک قدم اور پیچھے ہٹ گیا۔ ایکدفعہ قاری سعید صاحب مرحوم نے جو میرے بہت مخلص تھے، اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے، میرے بار بار اصرار پر وہ اور مولانا عبد الرحمٰن صاحبؒ سے بھی میرا یہ ہمیشہ اصرار رہا کہ دوستی کا تقاضہ غلطیوں پر تنبیہ ہے۔ آدمی کون ہے جو غلطیاں نہ کرتا ہو۔ اور یہ نابکار تو غلطیوں کا مجسمہ ہے اسلئے میری مخلصانہ درخواست ہے کہ میری غلطیوں پر نکیر فرماتے رہا کریں۔ اللہ ان دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ معمولی معمولی باتوں پر بھی وہ دونوں انفراداً اور اجتماعاً نکیر فرماتے رہا کرتے تھے، جو اس ناکارہ کیلئے بجائے گرانی کے ازدیادِ محبت کا موجب بنتے تھے۔ اسی سلسلہ میں ایک مرتبہ قاری سعید نے مجھ پر یہ اصرار کیا کہ تو جن امور پر چچا جان پر اعتراض کرتا تھا، اب مولوی یوسف کو نہیں ٹوکتا، میں نے کہا بالکل صحیح تنقید ہے۔ مگر یہ بات نہیں کہ میں عزیز یوسف پر نکیر نہیں کرتا بلکہ چچا جان سے تو باادب عرض کرتا تھا اور عزیز یوسف کو ڈانٹتا ہوں، فرق اتنا ہے کہ چچا جان کے زمانہ میں علی الاعلان اس وجہ سے کہتا تھا کہ میرے اس اعلان سے نہ تو چچا جان کے علوِ شان میں کوئی فرق پڑتا تھا

نہ تبلیغ کو کوئی نقصان پہنچتا تھا۔ اگر عزیز یوسف پر بھی مجمع میں اسی طرح نکیر کروں تو تبلیغ والوں کے یہاں اس کی بات گر جائیگی جس سے تبلیغ کو بھی نقصان پہونچیگا اور مخالفین کو بھی عزیز یوسف کے مقابلہ میں میری بات کو اونچا کر کے پھیلانے کا موقعہ ملیگا۔ یہی درخواست آپ سے بھی ہے کہ منکرات پر نکیر تو ضرور فرمائیں مگر اسکا بہت زیادہ اہتمام اور لحاظ رکھیں کہ نہ تو اس سے تبلیغ کو کوئی نقصان پہنچے اور نہ امیر تبلیغ مولوی صالح صاحب کی کوئی وقعت لوگوں کی نگاہ سے گرے کہ جس کی وجہ سے ان کے متعلق دوسرے تبلیغی امور میں بھی لوگوں کو مخالفت کا موقعہ ملے۔

ادعیۂ ماثورہ میں سے سب کا پڑھنا مبارک ہے جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مناجات مقبول میں لکھا ہے تو پڑھنے ہی کے واسطے لکھا ہے اور معنی کی توجیہ آسان ہے اگرچہ حدیث پاک میں (ہے) کہ ایک شخص کے صبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا کہ تم نے بلا مانگی لیکن اسکے باوجود بندہ کے خیال میں ان ادعیہ میں کوئی اشکال نہیں۔ میں نے ایکدفعہ حزب الاعظم کی دعاد اغفرلی ابی انہ کان من الضالین، پر حضرت تھانوی سے اشکال کیا تھا حضرت نے فرمایا تھا کہ ہر شخص کا ضلال اس کی شان کے موافق ہوتا ہے سو اس سے کون خالی ہے۔

ملا علی قاری محقق محدثین میں ہیں۔ حزب الاعظم میں اُن کا ان دعاؤں کو ذکر کرنا پڑھنے کی تائید ہے۔" فقط۔

(حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا (مدظلہ) ۹ رجب ۱۳۹۱ھ"

(۲۷)

......احقر نے سردیوں کے موسم میں بوری کی تھیلیوں میں کثیر پرال بھر کر گدا بنا لیا تھا۔ اسی پر بستر بچھا کر سویا کرتا تھا جب یہاں فسادات کا سلسلہ تھا، بڑی پریشانیوں میں لوگ مبتلا تھے،

ناکارہ نے ایک شب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی بستر پر لیٹے ہوئے ہیں، ضعف و اضمحلال کافی ہے۔ احقر نے بدن دبانا شروع کیا۔ دونوں پاؤں مبارک زانو سے لیکر قدم مبارک تک دبا رہا ہوں۔ قدم مبارک کے تلوؤں کو بھی خوب دبایا، دونوں ہاتھوں کو بھی دبایا۔ اور سینہ مبارک کو بھی، اور صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم پڑھتا جاتا ہوں اور بدن دبا رہا ہوں، ایک شب میں کئی بار بیدار ہوا، پھر سویا تو پھر یہی کیفیت دیکھی، درود شریف پڑھتا ہوں اور بدن دباتا جاتا ہوں۔ اسی شب میں ایک مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور احقر بھی اسی بستر پر لیٹا ہے یکایک خیال ہوا کہ احقر کیوجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پاؤں مبارک پھیلانے میں کچھ دشواری ہو رہی ہے تو خواب ہی میں بستر پر سے کچھ نیچے سرک گیا۔

ان ہی ایام میں کئی بار زیارت ہوئی۔ ایک مرتبہ زیارت کے وقت دندان مبارک کو دیکھا تو بالکل صاف تھے، خیال ہوا کہ میں بھی پان کھانا چھوڑ دوں۔ ایک ہفتہ تک پان چھوڑ دیا۔ پھر دوپہر کو سو یا، اٹھا تو تھوک میں کچھ خون کا اثر معلوم ہوا۔ شبہ ہوا کہ شاید پان چھوڑنے سے مسوڑھوں میں یہ بات ہو گئی، پھر بھی ارادہ کیا کہ ان کی دوا کر لی جائے گی۔ پان تو کھانا نہیں ہے۔ دوسرے دن

قیلولہ میں تھا کہ دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک میں پان لپیٹ کر فرمایا۔ لے تجھے میں پان کھلاتا ہوں۔" فقط

جواب مکرم محترم مدفیوضکم، بعد سلام مسنون۔ گرامی نامہ پہنچا، اس سے مسرت ہوئی کہ گھٹنوں کی تکلیف میں افاقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آپ نے پرال بھر کر بستر اپنالیا۔ اس سیہ کار کا تو چالیس سال تک تقسیم سے پہلے بیٹھنے اور سونیکا گدا پرال کا ہی رہا۔ چالیس سال بعد دوستوں نے یہ کہہ کر اس کو نکالی تھی کہ نہ جانے اسمیں کتنے سانپ اور بچھو ہونگے مگر اللہ کا شکر ہے کچھ نہیں نکلا۔ اب تو معذوریاں اتنی بڑھ گئیں کہ لندن اور مدینہ کے فوم پر لیٹنا پڑ رہا ہے۔ مقدر کی بات ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بستر پر لیٹنا تمھارے لئے مبارک ہے اور تقشف سے احتراز کی ترغیب ہے۔ ایاك والتنعم فان عباد اللہ لیسوا بمتنعمین۔ آپ کے خواب کے سارے اجزا بہت صاف ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ بندہ کے خیال میں تنعم کے علاوہ جس کیطرف پرال والے قصے میں اشارہ ہے اور کسی خاص بات کی طرف تنبیہ نہیں ہے۔ خطوط لکھنے میں احتیاط فرمائیں۔ علاوہ طبیعت کی خرابی کے کوئی کاتب بھی میرے پاس نہیں ہے۔ ضعف بھی بجائے کم ہونیکے بڑھتا جا رہا ہے۔"

فقط والسلام۔ محمد زکریا

(۲۸)

"....بندہ کی اب تک سیاہ کاریاں اور نافرمانیاں بیحد ہوگئیں۔ اور آپ حضرت کی قدر نہ ہوئی، اس کی معافی چاہتا ہوں ۔ للہ معاف فرمائیں۔" فقط"

جواب عنایت فرمائم سلمہ، بعد سلام مسنون، تمہارا دستی عنایت نامہ پہنچا۔ تمہاری مسلسل بیماری کے سبب سے بہت قلق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے صحت کاملہ وعاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے آپ کو بھی نوازے اور مجھ ناکارہ کو بھی۔ یہ ناکارہ تو بار بار لکھ چکا ہے کہ آپ نے نہ میرا کوئی قصور کیا نہ مجھے کوئی تکلیف پہنچائی اور اگر کیا تو معاف پہلے کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں۔ البتہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بے ادبی ضرور کی اس کی تلافی ان کے حق میں دعا مغفرت اور ایصال ثواب ہے جتنا بھی ہو سکے کہ وہ اپنی محبت اور تعلق کی وجہ سے ناراض ہوئے تھے۔ آپ نے اس کی قدر نہیں کی اور مجھ پر تو آپ کے قدیم احسانات ہیں جن کا اللہ ہی بدلہ عطا فرمائے، بیماری کی حالت میں پڑے پڑے استغفار اور درود شریف جتنا بھی ہو سکے کسر نہ چھوڑیں۔" فقط۔

محمد زکریا، ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۹۰ھ

(۳۹)

سیدی ومولائی ادام اللہ برکاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعدہٗ گذارش آنکہ یوں ہر حال مالک الملک کا فضل ہے لیکن بندہ اپنی کمزوری کی بناء پر بے چین ہے۔ مجھے پھر درد گردہ کی شکایت ہو گئی تھی۔ تین دن رہنے کے بعد اب الحمد للہ رو بخیریت ہوں۔ اللہ پاک من کل وجہ شفاء کلی عطا فرمائے، ہم جیسے مجرموں اور خطاکاروں کیلئے جنت دستر فرمائے۔ آمین۔

میں اسوقت نظام الدین سے خط لکھ رہا ہوں۔ یہاں معلوم ہوا کہ راحت جان قرۃ العین والقلب مولانا محمد عاقل سلمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے

میری طرف سے نومولود کے والدین کو مبارکباد فرمادیں۔ بیحد خوشی ہوئی اللہ پاک اس مولود کو پورے خاندان کیلئے عزت وحرمت کا ذریعہ بنائے اور اسکے والد کو بام عروج پر پہنچائے۔ باقی ایک خیال آتا ہے اور کہے بغیر بھی نہیں رہا جاتا کہ میری تمنا تھی کہ اپنی زندگی میں کوئی اپنا بھتیجا بھی دیکھ لوں۔ یہ تمنا ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ بہت دعائیں بھی کی اور کرا رہا ہوں، لیکن مشیت ایزدی کے سامنے کوئی چارہ نہیں، اور میری قوت واہمہ اسطرف ہے کہ آپ درمیان میں حائل ہیں، اگر آپ ہٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ یہ خوشی ہم کو دکھادے۔

برادر عزیز کے گھر کی خوشی کا منتظر ہوں کاش وہ روز سعید آئے تو ہم بھی اپنی خوشی کا دامن بھر لیں خط لکھتے ہوئے بھی ڈر رہا ہوں کہ کوئی ناگواری پیش نہ آئے۔ اسلئے کہ میرا ناپاک وجود سراپا ناگواری کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن سالہا سال کا انتظار مجبور کررہا ہے کہ آپ سے کہوں کہ آپ رکاوٹ نہ بنیں۔ مشائخ سلسلے سرکار ہوتے ہیں۔ خدا کی صفت معطی ومانع کا مظہر ہوتے ہیں، لجاجت سے درخواست ہے کہ آپ دعا فرمائیں کہ یہ خوشی ہم کو میسر آجائے۔ آمین۔ فقط۔ ۵ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ

جواب عنایت فرمایم سلمہ۔ بعد سلام مسنون، عنایت نامہ ملا! تمہاری مسلسل بیماریوں کی خبر سے قلق ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ مولانا عاقل سلمہ کے فرزند کی خبر تو غلط ہے، اللہ نے دختر نیک اختر عطا فرمائی ہے۔ اسی کے عقیقہ کا گوشت نظام الدین بھیجا تھا۔ والد کو تو مبارکباد دیدی کہ خط اسی کے سامنے آیا تھا، والدہ کو بھی ان شاء اللہ دیدونگا، عزیز سلمہ کے لڑکے کی تمنا کونسا ایسا ہے جس کو نہ ہو، دعائیں بھی ہیں اور تمنائیں بھی، نہ صرف یہاں کے لوگ

بلکہ سرزمین کے لوگ بھی دعا کرتے ہیں۔ تمھارے اس فقرہ کا مطلب کہ تو حائل ہے اگر تو ہٹ جائے تو یہ خوشی ہمیں ملجائے، اسکا مطلب ہیں تو سمجھ گیا اور کوئی نہیں سمجھا۔ میں تو آمین۔ کہونگا ہی۔ کیونکہ کئی سال سے اس تمنا میں ہوں کہ میں بیچ سے ہٹوں مجھے تو آپ کے خط سے ناگواری بالکل نہیں ہوئی لیکن جن کے مطلب سمجھ میں نہیں آیا وہ سوچ میں ہیں۔ عزیز ابوالحسن کو تو اسپر بہت تاؤ آرہا ہے وہ کہتا ہے کہ وہ مجھ سے اس سے پہلے بھی یہ احمقانہ فقرہ کہہ چکے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تو نے اسکا مطلب پوچھا ہوتا، ادیب آدمی ہیں۔ تمھارا جی چاہے تو ان لڑکوں کی خاطر شرح لکھدو۔ مجھے تو ضرورت ہے نہیں" فقط۔ محمد زکریا ۹ جمادی الاول ۹۱ھ

از راقم شاہد بعد سلام مسنون! معلوم نہیں آپ پر یہ قبض کی کیفیت کب سے طاری ہے کہ اپنے بزرگوں کے وجود کو بھی بھاری سمجھنے لگے!

(۳۰)

بخدمت اقدس حضرت مولانا قبلہ مدظلہ العالی، دامت برکاتہم۔ بعد آداب و تسلیم۔ ایک بات عرض کرنی تھی اس بناء پر یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔ امید کرم فرمائیں گے۔ اور احسان عظیم فرمائیں گے۔

عرض خدمت اقدس یہ کہ میں الحمدللہ حافظ قرآن ہوں، آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے جس طرح اس کے کلام کا حافظ بنایا ہے اسی طرح اسکے محبوب کے کلام کا بھی حافظ بنا دے۔ آمین، آمین، آمین " بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دوسری گذارش درخواست یہ ہے کہ میں یہاں امسال تفسیر جلالین شریف

پڑھ رہا ہوں۔ لیکن حدیث کو حفظ یاد کرنے کیلئے اجازتِ حدیث ضروری ہے اس بنا، پر عرض ہے کہ آپ مجھے اجازت حدیث عطا فرمائیں۔ تاکہ میں ابھی سے حفظ کرنا شروع کر دوں۔ بغیر اجازتِ حدیث کے حدیث کیسے حفظ کی جا سکتی ہے۔ ہاں البتہ ابھی میں چونکہ حدیث شریف باضابطہ نہیں پڑھ رہا ہوں اسلئے حدیث کو بیان کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جس وقت باضابطہ حدیث شریف پڑھونگا تو اس وقت انشاء اللہ حدیث کو بیان کرنے کی اجازت لونگا۔ اگر مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں مسلسلات شریف میں شریک ہونگا، انشاء اللہ،

ع اک نظر از تو بود در دو جہاں بس مارا، فقط۔ ۱۲ رجب ۹۶ھ"

جوابُ عنایت فرمایم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون۔ عنایت نامہ پہنچا، تمھارے حافظ قرآن ہونے سے بہت مسرت ہوئی۔ اللہ مبارک فرمائے یہ ناکارہ دل سے دعا گو ہے اللہ جل شانہٗ تم کو تمھاری تمنا کے مطابق حفظِ حدیث کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ قوتِ حافظہ کیلئے حضرت امام شافعیؒ کے استاذ کی نصیحت تو بہت ہی اہم اور معروف ہے۔ ؎

شکوت الی وکیع سوء حفظی — فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم فضل من الٰہی — وفضل اللہ لا یعطی لعاصی

بالخصوص امارد کی طرف اور نامحرموں کی طرف نظر حافظہ کیلئے سم قاتل ہے اسکے علاوہ اگر واقعی آپ حفظ حدیث اور حدیث پاک میں کمال پیدا کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تو اساتذۂ حدیث کا مصنوعی نہیں حقیقی احترام کرنا ہے۔ میرے والد صاحب قدس سرہٗ نے میری انتہائی خواہش اور اصرار کے باوجود کہ مدرسہ کے اساتذہ بڑی لمبی لمبی تقریریں،

کیا کرتے تھے. مجھے مدرسہ میں فقہ و حدیث کی کوئی کتاب نہیں پڑھنے دی، اپنے اور حضرت قدس سرہٗ کے علاوہ سے پڑھنے کی ممانعت تھی. منطق کی کتابیں دیگر اساتذہ سے پڑھوا دیں، اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ. تو یہ ادب ہے " اگر منطق کے اساتذہ کی بے ادبی کر گیا تو وہ ضائع ہو جائیگی تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر فقہ و حدیث کی بے ادبی کی اور وہ ضائع ہو گئی تو یہ گوارا نہیں. میری طرف سے بہت خوشی سے حدیث پاک کے یاد کرنے کی اجازت ہے، لیکن دماغ کا تحمل نہایت ضروری ہے. ہم لوگوں کے قوی پہلے جیسے نہیں جیسے اسلاف کے تھے، اسلئے اپنے اساتذہ کرام اور میرے مخلص مفتی محمود حسن صاحب سے ضرور مشورہ کرلیں کہ وہ تمھاری صحت اور قوت کے اعتبار سے اس سلسلہ میں کوئی مشورہ دیں. میرے خیال میں کسی مختصر چہل حدیث کے حفظ سے ابتداء کرو، حضرت شاہ ولی اللہ کی چہل حدیث بہت مختصر ہے. میرے بچپن میں اس قسم کی چہل حدیثوں کا ایک مجموعہ، ملا جامی، قاضی ثناء اللہ صاحب وغیرہ کا ملتا تھا اور میں نے ابتداء میں نحو میر اور کافیہ کے ساتھ اس کو پڑھا تھا اسکے بعد اندازہ ہوگا کہ آئندہ سلسلہ چل سکتا ہے یا نہیں.

مسلسلات میں شرکت کا مدار اسپر ہے کہ آپ اگر اسٹرائک میں شریک نہیں ہوئے تو اجازت ہے لیکن حدیث پاک سے پہلے اس کی شرکت تو برکت ہی کی شرکت ہے، اجازت کی شرکت نہیں." دوسرا پرچہ مفتی محمود صاحب کے حوالہ کر دینا." فقط:

محمد زکریا ۱۷ رجب ۱۳۹۰ھ

الی سیدی وسندی ومولائی حضرت اقدس مدظلکم العالی علینا

وعلی جمیع الامۃ الی الابد - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' - امید ہے کہ حضرت والا کے مزاج بخیر ہونگے - اس سے قبل غالباً تین ہفتہ پیشتر دو عریضے ارسال خدمت کر چکا ہوں - خدا کرے پہنچ گئے ہوں - حضرت والا کی مشغولی کے پیش نظر یہ خط لکھنے کا ارادہ تو نہیں تھا مگر طبیعت چونکہ شدید اضطراب اور بے چینی میں ہے اسلئے صرف دعا توجہات کی درخواست کیلئے یہ عریضہ ارسال کرنے کی گستاخی کر رہا ہوں - حضرت کیا کروں؟ طبیعت میں اسقدر بے چینی ہے کہ سنبھالے نہیں سنبھلتی - دن رات سوچ بچار میں گذرتا ہے، تفکرات کا ایک لمبا سلسلہ چلتا ہے جو آخر نا امیدی پر ختم ہو جاتا ہے، کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہوگا - وَاَنَّا لَا نَدْرِیْ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ؕ بظاہر مستقبل قریب تو تاریک ہی نظر آ رہا ہے - اللہ تعالیٰ میرے اس کہنے کو غلط ثابت فرمائے - اپنی پریشانی حضرت کیا عرض کروں سوائے سوچ اور تفکرات میں پڑے رہنے کے اور کوئی مشغلہ نہیں - صرف پنجوقتہ فرائض جماعت کے ساتھ پڑھنے کے علاوہ صرف ذکر جہری کرتا ہوں اور کسی بھی چیز نہ پڑھنے لکھنے مطالعہ میں، کسی سے بات چیت میں دل نہیں لگتا، صرف مدرسہ وہ بھی صرف پیٹ کی خاطر پڑھا لیتا ہوں - اللہ تعالیٰ اس غفلت کو اور پریشانی کو دور فرمائے اور اسباب مسرت پیدا فرمائے - صرف اسی کی درخواست کیلئے یہ عریضہ لکھا ہے، دعا اور توجہات کی لجاجت کے ساتھ درخواست ہے " فقط والسلام " شنبہ ۱۸ دسمبر ۱۹۷۱ء

جواب

ع　ایں کہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب -

المخدوم المکرم حضرت الحاج قاری .... صاحب زادت معالیکم،

بعد سلام مسنون - پرسوں تمہارا ایر لیٹر پہنچا، تم نے اپنی انتہائی اضطراب اور بے چینی

لکھ کر اس سیہ کار کو بھی مضطرب کر دیا۔ مگر اتنا مجمل لکھا کہ جب سے میں یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ یہ اضطراب و پریشانی کس بات کی ہے۔ اگر حالات حاضرہ پر ہے تو اللہ مبارک کرے کہ یہ قوت ایمانی کی دلیل ہے۔ لیکن تم ہی انصاف سے بتلاؤ اور تم اپنی جدید تالیف میں اُسوۂ رسول اور اسوۂ صحابہ کے خلاف پر جو جو وعیدیں اور جو ثمرات خود لکھ چکے سوائے اس کے علاوہ کیا ہو رہا ہے۔ پندرھویں پارہ کا تیسرا رکوع وَقَضَيْنَا اِلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ ان آیات کو بہت غور سے پڑھو۔ بنی اسرائیل کے مسلمانوں پر کفار کو دو دفعہ مسلط کیا اور مسلمانانِ بیت المقدس پر یہود کو اب مسلط کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کے قصے میں مسلمانوں پر جن کفار کو مسلط کیا ان کو عِبَادًا لَّنَا اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ سے تعبیر کیا اللہ کی مخلوق سب ہے مسلمان بھی کافر بھی۔ سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور اسی پاک قرآن کا فیصلہ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظَّالِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ہے۔ اب اس کے بعد ہم لوگوں کو گریبان میں منہ ڈالکر اپنی حالت بھی دیکھنی چاہیئے۔ مالک کی طرف سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو اب بھی رحم ہے کرم ہے اور سید الکونین علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کے نام لینے کی انتہائی لاج ہے۔ ورنہ ہمارے افعال اقوام سابقہ قوم نوح، عاد و ثمود و لوط میں سے کونسی قوم سے بچے ہوئے ہیں۔ یہ اللہ کا انتہائی کرم نہیں تو اور کیا ہے کہ ہم اقوام سابقہ کی طرح سے بالکل نیست و نابود نہیں کر دیئے گئے۔

اس سب کے باوجود علی میاں کا دو تین دن ہوئے خط آیا تھا، انھوں نے مجھے لکھا تھا کہ تیرا ایک پرانا واقعہ یاد دلاتا ہوں کہ تو "ایکدفعہ اس نوع کے

حالات پر حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں یوں عرض کیا تھا کہ حضرت حالات کی بنا پر عذر و معذرت تو کوئی ہے نہیں اب تو مالک سے "مراحم خسروانہ" کی درخواست کرنی ہے۔ علی میاں نے لکھا کہ تیرا وہ واقعہ یاد دلاکر اب تجھ سے بھی درخواست ہے جو تو نے حضرت رائے پوری سے کی۔ یہ تو علی میاں کی محبت ہے ورنہ یہ سیہ کار تو۔ ع صلاح کار کجا و من خراب کجا

کا صحیح مصداق ہے۔ لیکن مالک سے مانگے بغیر تو کوئی ٹھکانہ بھی نہیں۔ ؎

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہ جہاں	پر ترے در کو بتا اب چھوڑ کر جاؤں کہاں

کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کیواسطے

اسی لئے میں نے علی میاں کو لکھا اور تمھیں بھی لکھتا ہوں اور اپنے مخصوص دوستوں کو بھی لکھتا ہوں کہ بجائے اضطراب و پریشانی کے مالک سے رو کر "مراحم خسروانہ" کی درخواست کرو کہ مراحم خسروانہ کی درخواست جب ہی کیجاتی ہے جب ساری حجتیں ختم ہو جاتی ہیں اور ساری عدالتیں خلاف کا فیصلہ کر دیتی ہیں کہ وہ پاک ذات رحیم و کریم ہے۔ یہ تو ایک پہلو ہوا دوسرا پہلو بھی اہم ہے۔ جو تمھاری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

وہ یہ کہ اضطراب و پریشانی وجوہ بالا کے علاوہ بلا کسی وجہ کے سمجھ میں آئے۔ اور ایسا بھی بسا اوقات ہو جاتا ہے۔ تو پھر اپنے حال پر ضرور غور کرو۔ تمھارے یہاں مشائخ کی آمد و رفت تو خوب بڑھی ہوئی ہے۔ مختلف المذاق مختلف الالوان اہل حق آتے رہتے ہیں۔ میں مضمون بالا بھی اور یہ مضمون بھی جو آگے لکھوا رہا ہوں اب سے پچاس سال پہلے "الاعتدال" میں بہت تفصیل سے لکھ چکا ہوں وہ یہ ہے کہ

اہل اللہ کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی ہرگز مناسب نہیں. معصوم انبیار کے سوا، کوئی نہیں اگر اللہ والوں میں سے کسی کی شان میں قلبا بھی بے حرمتی ہوئی ہو تو بہت اہتمام سے توبہ بھی کریں اور اپنے کو اس سے بچائیں بھی. اسکا مطلب یہ نہیں کہ انکی ہر بات کو حق سمجھا جاوے. یہ میں اوپر لکھو اچکا ہوں کہ انبیار کے سوا کوئی معصوم نہیں. لیکن.

ع خطائے بزرگان گرفتن خطا است،

ایسے اوقات میں آدمی کو اپنے احوال پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر فلانے میں ایک عیب ہے تو مجھ میں دس عیب ہیں. اور اپنی معاصی جدیدہ و قدیمہ کو مستحضر رکھ کر یہ سوچنا چاہیئے کہ کسی نابینا کو دوسرے پر کانا ہونے کا عیب لگانا کہاں تک پسندیدہ ہو سکتا ہے. اللہ تعالیٰ ہی میری بھی اس بڑی عادت سے حفاظت فرمائے۔ اور تمھاری بھی اور میرے سب دوستوں کی بھی کہ میری مثال بالکل، من نکردم شما حذر بکنید کی سی ہے. وما استقمت فما قولی لك استقم۔

تم نے لکھا کہ اپنی پریشانی اور اضطراب کیوجہ سے بجز فرائض اور ذکر جہر کے اور کچھ نہیں ہوتا. تم جیسے سمجھدار سے یہ مضمون بہت بے محل ہے. ایسے وقت میں، اوراد، اشغال، مراقبات بالخصوص مراقبہ دعائیہ بہت اہتمام سے کرنا چاہیئے. الا بذکر اللہ تطمئن القلوب بہت اہتمام سے جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ہو سکتا ہو توبہ و استغفار اللہ کے ذکر کا مشغلہ خود بھی بڑھاؤ اور احباب اور دوستوں کو بھی تاکید کرتے رہو. یہاں تقریباً ایک ماہ بلیک آؤٹ رہا. لوگ تو اس سے بہت ہی پریشان ہوئے اور اس سیہ کار کو تو بہت ہی لطف آیا کہ مغرب کے بعد سے صبح تک

نہ کسی کا آنا نہ کسی کا جانا، روشنی کی بندش، جتنی اوپر والوں کی طرف سے تھی میں نے اپنے چھپّرے (برآمدے) میں اس سے بھی زیادہ کر رکھی تھی کہ بجلی کا بلب جلتا ہی نہیں تھا۔ بہت یکسوئی کے ساتھ کچھ پڑھتا، کچھ سوچتا، کچھ مانگتا کرتا رہا۔ مگر یہ بھی بار بار سوچتا رہا کہ یہ بھی تو اللہ کا احسان ہے جو ہو رہا ہے۔

تم نے لکھا کہ کسی سے بات کرنے میں جی نہیں لگتا، یہ تو بہت مبارک ہے اور تم نے لکھا کہ "صرف مدرسہ اور وہ بھی پیٹ کی خاطر ہے" اسی لئے تو میں شدت سے تنخواہ چھوڑنیکا مخالف ہوں کہ اگر بقول تمھارے پیٹ کی خاطر نہ ہوتی تو مدرسہ چھوڑ دیتے۔ پیٹ ہی کی خاطر سہی مگر دین کا کام تو ہوتا رہا۔ تمھیں یاد ہوگا کہ بخاری شریف کے سبق میں میں ہمیشہ بار بار کہتا رہا کہ اس زمانے میں کسی اہلِ مدرسہ کو بغیر تنخواہ کے مدرس نہیں رکھنا چاہیئے۔ اسلئے کہ وہ زمانہ ختم ہو گیا جب دین کا کام پیٹ سے اہم سمجھا جاتا تھا۔ ورنہ یہ بے تنخواہ مدرس جتنا ہرج کرتے ہیں اور طلباء کا نقصان کرتے ہیں اسکے لحاظ سے تو تنخواہ لینا بہت ہی اہم ہے۔ اس سب کے بعد یہ سیہ کار بہت اہتمام سے تمھارے لئے دعا کرتا ہے اللہ جل شانہ تمھیں ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ فرمائے، تمھاری مدد فرمائے، اپنی رضا و محبت نصیب فرمائے، مرضیات پر عمل کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، نامرضیات سے حفاظت فرمائے۔"

(حضرت مولانا) محمد زکریا (مدظلہ العالی)

۸ ذیقعدہ ۱۳۹۱ھ

(۳۱)

مخدوم مکرم جناب حضرت شیخ الحدیث صاحب زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل سوالات کی وضاحت فرما کر جواب سے تشفی بخشیں،

شیخ التفسیر حضرت مولانا .... صاحب ہر جمعرات کو مجلس ذکر منعقد فرمایا کرتے تھے، جو اب بھی ان کے جانشین و صاحبزادے و دیگر خلفاء منعقد فرماتے ہیں۔ اس میں افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ کا ذکر بالجہر جماعتی طور پر ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں مطلع فرمائیے کہ آیا یہ درست اور جائز ہے؟ بعض حضرات اس کو بدعت بتلاتے ہیں۔ فقط۔

جواب مکرم محترم۔ زید لطفکم، بعد سلام مسنون۔ گرامی نامہ پہنچا۔ اس ناکارہ کو تو یہ معلوم نہیں کہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حلقہ کے ذکر کی کیا صورت ہے۔ لیکن اجتماعی ذکر میں تو بظاہر کوئی اشکال نہیں ہے۔ ایک جگہ جمع ہو کر لوگ، اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرتے رہیں یہ کئی نوع سے موجب تاثیر ہے لیکن حلقہ کے متعلق اپنے اکابر سے کچھ پسندیدگی کے الفاظ سننے میں نہیں آئے۔

اپنے ذہن میں ہمیشہ اس کی وجہ یہ رہی ہے کہ اس صورت میں ذکر کی طرف توجہ تام کے بجائے عوارض کیطرف توجہ زیادہ ہوتی ہے۔

وہاں آپ کے یہاں علماء حقہ اور مشائخ معتبر کثرت سے موجود ہیں۔ وہ صورت حال سے بھی واقف بھی ہونگے، بندہ کے خیال میں ان کیطرف مراجعت مناسب ہوگی۔

محمد زکریا ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

(۳۲)

بخدمت شریف حضرت آقائی و ملجائی دامت فیوضکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ گذارش خدمت میں یہ ہے کہ میں حضرت مدنی قدس سرہ سے بیعت ہوں ان کے معمولات بھی بحمد اللہ کچھ نہ کچھ پورے کرتا رہتا ہوں۔ حضرت قدس سرہٗ اپنے

متعلقین کو امداد السلوک کا مطالعہ بتایا کرتے تھے، ارشاد الملوک ترجمہ امداد السلوک میں توحید مطلب کے جو معنی بتلائے گئے ہیں۔ عرصہ سے اسمیں خادم کو خلجان ہے حضرت کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب خادم اپنا وہ قلبی خلجان حضرت کی خدمت میں بیان کرتا ہے امید ہے کہ حضرت جواب سے نوازیں گے۔ خادم کو حضرت سے بے پناہ عقیدت ہے۔ اسلئے حضرت ہی کے پاس لکھ رہا ہوں۔ اکابر سے سنا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ اپنے مریدین اور سالکین کو اپنے اکابر کے پاس وقتاً فوقتاً بھیجتے رہتے تھے، ایسی صورت میں جہاں انکو بھیجا جاتا ہے ظاہر ہے کہ ان سے عقیدت ومحبت بڑھےگی اور یہ گمان ہوگا کہ اگر یہاں سے فیض نہ ہوتا تو ہمارے شیخ یہاں کیوں بھیجتے اور جب یہ گمان ہو گیا کہ فیض اور بھی کہیں سے پہنچ سکتا ہے تو ارشاد میں توحید مطلب کے جو معنے لکھے گئے ہیں اسکے خلاف ہو گیا، مجھے معلوم ہے کہ حضرت کے یہاں ارشاد پڑھی جاتی ہے اور مکرر سہ مکرر پڑھی گئی ہے اسلئے بعینہٖ ارشاد کی عبارت نقل کر کے تطویل کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

امید ہے کہ ہم چھوٹوں پر شفقت فرما کر حضرت جواب سے نوازینگے۔ فقط۔"

جواب عنایت فرمائم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون! عنایت نامہ پہنچا، ارشاد الملوک میں جو توحید مطلب کے متعلق لکھا گیا ہے وہ مشائخ کے اس طرز کے خلاف نہیں اسلئے کہ جب کسی جگہ جانا شیخ ہی کی تعمیل حکم میں ہے تو جو کچھ وہاں سے حاصل ہو وہ بھی شیخ ہی کا بواسطہ عطیہ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا شیخ، مثلاً کسی جگہ اعتکاف یا چلہ کا حکم کرے تو اس جگہ سے جو فیض ہوگا وہ شیخ ہی کا ہوگا اعتکاف یا چلہ کا نہیں۔ مرید کو البتہ یہ چاہیئے کہ وہ اپنے شیخ کے سوا کسی دوسرے سے براہ راست فیض حاصل کرنیکا ارادہ نہ کرے کہ

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا
مجھے تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

فقط والسلام ۔ محمد زکریا، ۲۹، ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ ۔

(۳۳)

بگرامی خدمت مکرم محترم زید مجدہٗ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ گذارش ہے کہ سوالات ذیل کے جوابات مرحمت فرمائیں :

(۱) الانسان سری و انا سرہ کا کیا مطلب ہے ؟

(۲) من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا کیا مطلب ہے ؟ اپنے نفس کو انسان کس طریقہ سے پہچان سکتا ہے وہ طریقہ کیا ہے ؟

(۳) من عرف ربہ فقد طال لسانہ کا کیا مطلب ہے اور زبان کا دراز ہونا کیا ہوتا ہے

(۴) شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت لا الہ الا اللہ ۔ اللہ اللہ ۔ لہ ۔ ہو ۔ لا الہ الا ہو میں ہے ۔ یہ کسی بزرگ کا مقولہ ہے ۔ اسمیں یہ سب چیزیں کیسے مجتمع ہیں، اور حضرت والا ذکر میں خشیت کیسے ہوتی ہے ۔ مجھے ذکر میں گریہ و زاری نہیں ہوتی، توجہ فرمائیے ۔"

جواب عنایت فرمایم سلمہٗ ۔ بعد سلام مسنون ! دستی خط پہنچا، آپ نے جو سوالات کیئے وہ سارے بے محل قبل از وقت ہیں ۔ یہ تصوف کی اصطلاحات اپنے اپنے وقت پر معلوم ہونے کی چیزیں ہیں ۔ اسکے علاوہ مجھے خود بھی معلوم نہیں آپ کو کیا بتاؤں، جب معرفت نفس، معرفت رب پیدا ہو جائے گی مجھے بھی معلوم ہو جائیگا، آپ کو بھی معلوم ہو جائیگا ۔ کبھی یہاں آنا ہو گا تو زبانی بھی ان امور کے متعلق یاد دلا دیجئے گا ۔ اپنے خیال میں جو کچھ ہے وہ عرض کر دونگا، اس وقت آپ کا سوال ایسا ہے جیسا کہ

کوئی نابالغ یہ پوچھے کہ بلوغ کیا چیز ہے؟ اور نکاح میں کیا لذت ہوتی ہے؟ اخیر میں آپ نے ایک بات البتہ اپنے مناسب دریافت کی کہ خشیۃ ذکر میں پیدا نہیں ہوتی، اسکے متعلق عرض ہے کہ یہ چیز خود مقصود نہیں۔ پابندی کے ساتھ معمولات بلا ناغہ اہتمام سے پورے کیجئے۔ یہ ایک حالت ہے جو عارضی طور پر پیدا ہوتی ہے اور پھر فنا ہو جاتی ہے۔ رات کو سوتے وقت چند منٹ کیلئے اسکا تصور کیجئے کہ گویا مر گیا اور اب اپنے سب اعمال کا جواب دینا ہے اللہ کے کتنے احسانات مجھ پر ہیں۔ اور میں نے کتنی بد اعمالیوں سے انکا استقبال کیا۔" فقط محمد زکریا ۲۵ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ"

(۳۴)

حضرت اقدس محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج مع الخیر۔ اللہ کا بہت بڑا فضل ہم مسلمانانِ ہند پر ہے کہ اپنے اسلاف کی پسندیدہ طرز پر دین پر عمل اور اسکی خدمت کیلئے تبلیغی اصول نصیب ہوئے ہیں ان اصولوں پر بڑی محنتیں کی گئیں اور دل سوز دعاؤں کے ساتھ ان کو اللہ کے روبرو پیش کر کے پورے اطمینان کے ساتھ عمل کے میدان میں پیش کیا گیا، انہی مجرب اصولوں کی وجہ سے تبلیغ کی تحریک سارے عالم میں پھیل چکی ہے اور سارا عالم تقریباً مستفیض ہو رہا ہے۔

حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مسلمانوں کے زوال کے بعد جس درد و فکر کیساتھ دینی علوم پر ذہنوں کو تیار کرنے کی حتی المقدور جد و جہد فرمائی وہ مختلف ادوار سے گذر کر جن میں اس ذہن نے حضرت شاہ عبد العزیز کو محدث کی شکل میں، حضرت شاہ عبد القادر کو مفسر کی صورت میں، حضرت سید احمد شہید کو مجاہد کے طرز پر، حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کو موحد و متبع سنت کے مقام پر، حضرت حاجی امداد اللہ کو مزکی، حضرت

مولانا گنگوہی کو مربی، مولانا نانوتوی کو معلم، حضرت شیخ الہند کو قائد، حضرت تھانوی کو مصلح، حضرت مولانا مدنی کو مہاجر اور حضرت مولانا الیاس صاحب کو ان حضرات اکابر کے مجاہدات کا مجموعہ اور نمونہ بنا کر منظر عام پر پیش کیا،

اصل مقصد ملک سے انگریز کو ختم کرنا اور آزادی حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اسلامی علوم کی ذلت و زوال کو دور کرنا اور عزت و عروج کے مقام پر انھیں لانا تھا، یہی ان بزرگوں نے کیا۔ اور الحمد للہ اسی سلسلہ کی محنتیں آج بھی اپنی طرز کی درسگاہوں میں ہو رہی ہیں۔

حضرت والا! آزادی ملک کے بعد مسلمانانِ ہند مختلف آزمائشوں میں مبتلا کردیئے گئے۔ ان کے بہت سارے مسائل ہیں اور ہر مسئلہ مختلف الجھنوں میں گھرا ہوا ہے یہ کہہ کر ہم ہر فرد کو مطمئن نہیں کرسکتے کہ تبلیغی اصول کو اپنائیے سارے مسائل حل ہو جائینگے، ہر شخص اس مقصد کیلئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرسکتا، اتنی زیادہ محنت کے باوجود ملک کا بہت بڑا طبقہ جن میں انگریزی تعلیم یافتہ اونچے تجار اور ملازم ہیں جنکو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، وہ آج بھی ہم سے الگ ہیں۔

اس دور کا سب سے بڑا فتنہ سیاست ہی جو مختلف انداز پر اقتدار پرستی کی ہوس پیدا کر کے دین سے بیزار اور متنفر کردیتا ہے اس لائن میں مبتلا ہو کر سارے ہی تباہ ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو من حیث الکل اسلام ہی کی طرف متوجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اسکے جملہ شعبوں کو علم کی راہوں سے اپنانے پر اکسانے کی ضرورت ہے۔ ملک کی سرکاری درسگاہوں میں لادینی نصاب جاری ہے اور مسلمان بچے جبری تعلیم کی اسکیم کے تحت ان میں داخلہ پر مجبور ہیں۔ ان بچوں کو ابتدائی درجوں میں بہت کچھ ملجاتا ہے مگر دین کی ابتدائی تعلیم نہیں ملتی حتی کہ ان کتابوں اور تعلیم کے مختلف شعبوں میں ایسا گھیر دیا

جاتا ہے کہ وہ دین اور اسکی تعلیم سے غافل ہو کر آگے بڑھتے جاتے ہیں۔ والدین اور سرپرست مطمئن ہیں کہ بچہ ترقی کر رہا ہے۔ سرکاری مدرسوں کیخلاف مکمل احتجاج کر کے دینی مکاتب اور مدارس جاری نہیں کئے جا سکتے۔ اور نہ بچوں کو ان سے روک کر کسی دینی درسگاہ میں بھیجا جا سکتا ہے۔ بہر حال مسلمان بچوں کو اسلام کی تعلیم مثلاً قرآن کریم، اور مسائل شرعیہ، عقائد صحیحہ، اور اخلاق حسنہ پر تربیت کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کیلئے صبح و شام کے دینی مکاتب کے قیام کی تحریک پر افراد کی تنظیم ضروری ہے۔ تاکہ تحریک سلیقہ کیساتھ چلائی جاسکے اور ہر شہر اور اسکے محلوں میں اس مقصد کیلئے الگ الگ تنظیم کر کے مکاتب چلائے جائیں یہ ایک بنیادی کام ہے جسکے ذریعہ ہم مسلمان بچوں کو مستقبل میں ایک بڑے مقصد کیلئے تیار کر سکتے ہیں..... جمعیۃ علماء ہند کا تیار کردہ نصاب جو بچوں اور بچیوں کیلئے اور بالغوں کیلئے الگ الگ تیار کیا گیا ہے اس مقصد کیلئے کامیاب سمجھا جا رہا ہے ہم اس مقصد پر شہر اور محلہ وار تنظیم قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ کام ایک طرز اور بہترین سلیقہ پر جاری رہ سکے، اگر اس طرز کی تنظیموں کیوجہ سے تبلیغی ذمہ داریوں پر کسی قسم کی قباحت اور اصول کیخلاف کوئی بات نظر آئے تو ہمیں مطلع فرمائیے تاکہ ہم اسکے علاوہ اس مقصد کیلئے کوئی دوسری راہ تلاش کر سکیں۔ اپنی نسل کی اصلاح و تربیت ضروری ہے۔ ویسے دنیا میں سارے ہی کام جاری ہیں۔ جن میں ہم خدام تبلیغ نہ صرف شریک ہیں بلکہ گھرے ہوئے ہیں۔

بعض حضرات نے اس طرز کے کام پر اعتراض کیا اور شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہوئے، کنارہ کشی کی سوچ رہے ہیں۔ ان حضرات کا خیال ہے کہ تبلیغ کو اس سے نقصان پہنچے گا، مولانا اسعد مدنی صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے اپنی تشریف آوری کے موقعہ پر خصوصی اور عمومی مجلسوں میں عوام و خواص کو اس مقصد پر تنظیموں کیلئے توجہ

دلائی اور خود بھی بنگلور کے اندر ایک مستقل تنظیم کی تشکیل بھی فرمائی ہے۔

لہٰذا گذارش ہے کہ آنجناب عالی اس سلسلہ میں اپنی رائے عالیہ سے مطلع فرماویں کہ کیا ہم جمعیۃ علماء ہند کے پیش کردہ نصاب تعلیم پر تنظیمیں قائم کر کے مکاتب کے قیام کیلئے ممبر سازیاں اور چندہ وصولی کے فرائض انجام دے سکتے ہیں یا نہیں اگر اس طرز پر کام میں کوئی نقص ہو تو کسی اور راہ کی طرف ہماری ہدایت فرمائیے۔ ہمیں امید ہے کہ آنجناب کے ارشاد عالی سے ہمیں ہر طرح اطمینان نصیب ہو گا۔

ایک استفتا بھی آنجناب کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے براہ کرم اپنے گرانقدر دستخط کے ساتھ ان کے جوابات کی ضرورت ہے۔ یہاں مسجد زنانہ کے ذریعہ پردہ کیخلاف مستقل تحریک کا پروگرام بنایا جا رہا ہے مصر اور بغداد وغیرہ کے فتوؤں پر اس مقصد کو مسلمانوں کے روبرو پیش کرنے کی جرأت کیجا رہی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس بے دین تحریک کی جڑ ہی کو اول دن ہی کھوکھلی کردیں اور مسجد کی راہ سے جو فتنہ اٹھ رہا ہے اس کو ختم کردیں، آپ دعاؤں کے ساتھ ہماری رہنمائی فرماویں۔" فقط۔"

جواب

عنایت فرمایم سلمہٗ۔ بعد سلام مسنون! آپ کا بہت طویل اور باریک گرامی نامہ پہنچا، یہ ناکارہ عرصہ سے مختلف امراض کا شکار ہے۔ خصوصاً نزول آب کی شکایت میں کئی سال سے مبتلا ہے جس کیوجہ سے باریک تحریر کا پڑھنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ اسکے باوجود دوستوں کے خطوط آتشی آئینہ کی مدد سے پڑھتا خود ہی ہوں۔ اسلئے کہ بہت سے خطوط میں لوگوں کے اپنے راز ہوتے ہیں لیکن آتشی آئینہ کی مدد سے جواب نہیں لکھا جا سکتا، اسلئے جواب دوسروں سے لکھواتا ہوں آپ کے گرامی نامہ میں ایک استفتاء بھی تھا، یہ ناکارہ مفتی نہیں ہے، مسائل ہمیشہ مفتی صاحب

سے پوچھنا چاہیئے۔ اس ناکارہ کے نام خطوط میں جو استفتاء آتا ہے اسکو دارالافتاء میں بھیجدیتا ہوں۔ اسلئے آپ کا خط بھی دارالافتاء میں بھیج رہا ہوں۔ یہ ناکارہ اخلاص کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت بھی کیجائے چاہے وہ تبلیغی ہوں، چاہے وہ جمعیۃ کے سلسلہ کی ہوں چاہے کسی اور سلسلے کی ہوں ان سب کو ہی پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہے اور مسلمانوں کے آپس کے نزاع کو انتہائی نفرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ مسلمانوں میں اختلاف رائے مضر نہیں ہے اور علماء میں اختلاف رائے کو رحمت سمجھتا ہوں لیکن اسکی وجہ سے آپس کا نزاع ایکدوسرے کی آبروریزی کو انتہائی مہلک سمجھتا ہوں من تواضع للہ رفعہ اللہ نہایت ہی مجرب ہے، اس سلسلہ میں تقسیم ہند سے پہلے کا ایک رسالہ اس ناکارہ کا الاعتدال کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس کو حضرت اقدس تھانویؒ اور حضرت اقدس مدنی نوراللہ مرقدہما دونوں ہی حضرات نے پسند فرمایا تھا۔ اور میرے چچا جان حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور شیخ عصر حضرت مولانا عبدالقادر صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے اصرار سے وہ طبع ہوا تھا، ورنہ میرا ارادہ اسکے طبع کرنیکا نہیں تھا خاص دوستوں کو دکھلانا تھا اگر آپ نے اسکو اب تک ملاحظہ نہ فرمایا ہو تو میری درخواست ہے کہ ایک مرتبہ وقت نکالکر اسکو ضرور ملاحظہ فرمادیں، تعلیمی سلسلہ میں جمعیۃ کے نصاب کے موافق مکاتب کا قائم کرنا مناسب ہے، اور اسکا نصاب بھی ضرور پڑھایا جاوے لیکن آپس کے نزاع سے جہانتک بھی ہو سکتا ہو بالخصوص مسلمانوں کی آبروریزی سے بہت ہی احتراز کیا جاوے بہت ہی خطرناک چیز ہے۔ لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ یحب لنفسہ۔ آخر میں دعاء کے سوا کیا عرض کروں، اللہ تعالیٰ ہی ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آپ کا لفافہ اور یہ پرچہ اور آپ کا استفتاء دارالافتاء میں بھیج رہا ہوں وہ براہ راست جواب لکھکر بھیجدینگے" فقط۔ محمد زکریا ۱۵ ۸۶/۳ھ

(۳۵)

مرشدی و مولائی، السلام علیکم. بہت دنوں سے عریضہ ارسال کرنیکے بارہمیں سوچ رہا تھا لیکن رمضان میں جناب کی مصروفیت کے باعث اور اسکے بعد اپنی علالت کے سبب اس ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا. اب بھی ڈرتے ڈرتے اسکی جسارت کر رہا ہوں، ہندو پاک جنگ کے دوران مجھے بڑے عجیب جذباتی بحران سے گذرنا پڑا اس چیز کو میں حال سمجھتا رہا ہوں جسکے دوران مجھے ایسا محسوس ہوا ہے کہ مجھ سے کچھ خوارق عادات ضرور سرزد ہوئے ہیں لیکن کسی اور شخص حتیٰ کہ میری اہلیہ تک کا بھی یہ خیال نہیں. اسی جذباتی کشمکش کے باعث حضورؐ والا کا سایہ عاطفت کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی ہے. مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا میں آیت اللہ ہوں خدا کی ایک نشانی جو یہ پیام دیتی ہے کہ انسان کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً خدا سے نا امید نہیں ہونا چاہیئے. گناہ چاہے کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں، اس ذوالجلال والاکرام کیلئے انکا نابود کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں بشرطیکہ صدق دل سے توبہ کیجائے. میں اپنے جذباتی بحران یا حال کے دوران یہی بات دہراتا رہا ہوں، عام لوگوں سے مجھے یہ شکوہ ہے کہ وہ مجھے نامرد اور بزدل خیال کرتے ہیں، اسکے جواز کے طور پر میں یہ کہتا رہتا ہوں کہ ہر وہ مسلمان نامرد اور بزدل ہے جو خدا اور اسلام کے ناموس کی حفاظت نہیں کرتا. اور "افعال شرکیہ" کے دوران نہ صرف ایستادہ ہو جاتا ہے بلکہ خود بھی اس طاغوتی دعا میں شریک ہو جاتا ہے اور اسے دہراتا ہے. اس لاشریک لہ کیلئے شریک ٹھہرائے جاتے ہیں اور کسی مسلمان کا دل نہیں دکھتا اور وہ اس ذات پاک کی سبوحیت اور قدوسیت کو منوانیکی کوشش کرتا تو کجا اسکا شریک ٹھہرانیوالوں پر اپنی ناگواری کا اظہار تک کرنے سے معذور رہتا ہے. میری دانست میں حال اور ماہر نفسیات اور دیگر حضرات کی نگاہ میں جذباتی بحران کے دوران کی ہر بات

مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اس دوران میں بھی میں اپنے دینی معمولات اور دنیاوی کاروبار برابر انجام دیتا رہا ہوں۔ سوائے طویل خاموشی یا مسلسل خود کلامی کے مجھ میں اور تبدیلی نہیں آئی۔ میں حیران اور سرگرداں ہوں کہ اس چیز کو کیا خیال کروں۔ میرا خیال یہ ہے کہ جناب والا استخارہ یا توجہ کے ذریعہ میری رہنمائی فرما سکتے ہیں اور نسبت کے حصول کی جو سعادت مجھے حاصل ہوئی ہے اسی کے ناطے مجھے مفید مشوروں سے سرفراز فرما سکتے ہیں۔ میں پنجوقتہ نماز وقت پر کبھی باجماعت اور کبھی تنہا برابر ادا کرتا رہا ہوں اور کر رہا ہوں، اور اللہ ایک تسبیح، سوم کلمہ ایک تسبیح، استغفار اور پانچ تسبیح درود شریف کی بعد عشاء پڑھتا ہوں، سورۂ ملک سونے سے قبل اور سورہ یٰسین فجر کے بعد روزانہ پڑھتا ہوں اور سورہ یٰسین کا ثواب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر حضرت سیدنا ابراہیم اور دیگر انبیاء کی نذر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد، ازواج مطہرات، صحابہ، خلفاء راشدین، تابعین، تبع تابعین، خواجگان سلسلہ محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی اور سلسلہ شطاریہ کے تمام بزرگوں کی نذر کر کے انکے طفیل اور وسیلے سے اپنے والد اور خسر اور دیگر اعزہ و اقارب کو بخشتا ہوں۔ اس عید الاضحیٰ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بھی قربانی دی ہے۔ حزب البحر کا ایک نسخہ حال ہی میں خریدا ہے۔ والا جناب سے اسکے پڑھنے کی اجازت اور طریقہ معلوم کرنیکا طالب ہوں۔ حیدرآباد سے نکلنے والے ایک ادبی رسالہ شعر و حکمت میں صلصلۃ الجرس کے عنوان سے عمیق حنفی کی ایک نظم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شائع ہوئی ہے اسی شمارہ میں میری نظمیں، "آئینہ" "تسخیر ماہ" اور "قرینہ" کے عنوان سے شائع ہوئی ہیں اگر اجازت ہو تو انکی یا شعر و حکمت کا یہ شمارہ خدمت عالی میں روانہ کروں۔ فقط

جواب:۔ عنایت فرمائیم سلمہٗ! بعد سلام مسنون عنایت نامہ پہنچا آپ نے خط نہ لکھنے کی معذرت

کی۔ یہ ناکارہ تو خودہی امراض کی کثرت کیوجہ سے خط وکتابت سے معذور ہے۔ خوارق کا صادر ہونا پسندیدہ نہیں بلکہ بہت ہی خطرناک ہے۔ لیکن آیۃ اللہ ہونیکا خیال تو شیطانی ہے لیکن جو پیام آپ نے نقل کیا وہ رحمانی ہے اور اسمیں کوئی خوارق کی بات بھی نہیں اس قسم کی چیزوں کا قلب میں آنا اللہ کی رحمت ہے لیکن نہ تو اسمیں کوئی خوارق ہے نہ آیۃ اللہ ہونیکی علامت ہے یہ تو اللہ کی رحمت ہے وہ اپنی رحمت سے جس بندہ کے دلمیں بھی کوئی خیر کی چیز ڈالدے تو بہ اسکا احسان ہے اسمیں بحران کی کوئی بات نہیں البتہ نقل کرنے میں اعتدال ضروری ہے اگر پاگلوں کیطرح ہر وقت کہتے رہیں گے تو وہ یقیناً دماغی خلل ہے تم نے افعال تزکیہ کے متعلق جو لکھا وہ یقیناً صحیح لکھا لوگوں کو ایسی چیزوں سے احتراز کرنا چاہیئے۔ تم نے جس چیز کو جذباتی بحران سے تعبیر کیا وہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا طویل سکوت تو بہت ہی اچھا ہے کچھ مضائقہ نہیں البتہ فضول بکواس کرنا دین ودنیا دونوں میں نقصان دہ ہے۔ آپکے حالات دیکھنے کے بعد میرا خیال یہ ہے کہ آپ میں دماغی خشکی کا اثر زیادہ ہے۔ جس کیلئے حاذق طبیبوں کی ضرورت ہے لیکن قلبی حالت بحمد اللہ اچھی ہے۔ نسبت کے متعلق آپکے کسی حال سے معلوم نہیں رہا کہ آپکو کس قسم کی خصوصی نسبت حاصل ہوئی ہے یہ چیزیں جو آپنے لکھی ہیں انکو نسبت سے کوئی تعلق نہیں تم نے سب معمولات بہت مناسب لکھے لیکن ایصال ثواب میں بڑا لمبا جھگڑا کر دیا۔ حزب البحر کی زکوٰۃ اس ناکارہ نے نہیں دی اور نہ آئندہ ارادہ ہے، اور جب ارادہ ہی نہیں تو اسکے پڑھنے کے طریقہ کیطرف بھی توجہ نہیں کی اس کی اجازت ایسے شخص سے لینی چاہیئے جس نے زکوٰۃ ادا کی ہو۔ مجھے تو دعا رما ثورہ زیادہ پسند ہیں، رسالہ شعر وحکمت بھیجنے کی ضرورت نہیں اسلئے کہ یہ ناکارہ اپنے امراض کی کثرت بالخصوص نزول آب کیوجہ سے خط وکتابت ہی پوری نہیں کر سکتا، زائد چیزوں کے پڑھنے کا وقت نہیں ملتا، آپکا خط دانستہ طویل ہو گیا اور یہ ناکارہ اپنے امراض کی کثرت کیوجہ سے خط وکتابت سے معذور ہے۔" فقط

محمد زکریا ۱۰ محرم ۱۳۹۲ھ

فہرست مضامین

افتتاحیہ صفحہ (۳)

مکتوب نمبر (۱) صفحہ (۵)

بیعت یا مرید ہونیکا مطلب۔ بیعت کا فائدہ، غرض، مثال سے اسکی وضاحت،

مکتوب نمبر (۲) صفحہ (۶)

مودودی صاحب کیسے آدمی ہیں۔ ان کی تحریر کردہ کتابیں پڑھنا کیسا ہے۔ کیا مودودی صاحب اور ان کے متبعین دائرۂ اسلام سے خارج ہیں؟ اس جماعت میں شامل ہونا کیسا ہے۔ بیعت اور مرید ہونیسے کیا فائدہ ہے؟ تنقید کے سلسلہ میں حضرت گنگوہی کا ایک واقعہ۔

مکتوب نمبر (۳) صفحہ (۱۱)

ذکر میں لذت وسکون کا پایا جانا۔ نماز میں سکون وفرحت ملنا، وسوسوں کا حملہ، اپنے عیوب کا استحضار، اتباع سنت کی کوشش،

مکتوب نمبر (۴) صفحہ (۱۴)

مسئلہ وحدۃ الوجود، مولانا منور حسین صاحب بہاری کا علوِ مرتبہ،

مکتوب نمبر (۵) صفحہ (۱۵)

ایک اہل علم کی طویل سرگزشت، مشائخ کی ناقدری کے مضر اثرات مشائخ کی دو قسمیں، مولانا علی میاں کی ایک خصلت حمیدہ ،،

مکتوب نمبر (۶) صفحہ (۲۴)
غیر مانوس ماحول میں دینی کام، والدین کی اطاعت، مشرکوں کی ملازمت،
مکتوب نمبر (۷) صفحہ (۲۶)
ایک اہل علم کا مشلح پہننے سے احتراز، اور حضرت شیخ کی طرف سے اسپر اصرار،
مکتوب نمبر (۸) صفحہ (۲۹)
اختلاف الائمہ کا انگریزی ترجمہ، ایک بلند مرتبہ بزرگ مجاز بیعت کے احوال و کیفیات، انوارات ذکر قابل التفات نہیں، اتباع سنت اپنی ہمت کے موافق کرے
مکتوب نمبر (۹) صفحہ (۴۰)
ایک مجاز بیعت کے احوال، قبض کی حالت میں ادائیگی معمولات ؛
مکتوب نمبر (۱۰) صفحہ (۴۲)
مجلس ذکر کی اہمیت، سابقہ مشائخ ...... کے مریدین کیلئے حضرت شیخ کا ایک معمول۔
مکتوب نمبر (۱۱) صفحہ (۴۵)
ایک سابق مبلغ کے خود نوشتہ احوال۔ تبلیغی بد اصولیوں کے مضر نتائج۔
مکتوب نمبر (۱۲) صفحہ (۴۷)
ایک معافی نامہ اور حضرت شیخ کی طرف سے اسکا شفقت آمیز اور محبت سے بھرپور جواب ؛
مکتوب نمبر (۱۳) صفحہ (۴۹)
ایک مجاز بیعت کا مبارک خواب، امہات المؤمنین سے پردہ نہ ہونا، جبکہ

عینک لگائی جائے ویسا ہی نظر آئیگا۔

مکتوب نمبر (۱۴) صفحہ (۵۲)

ایک سالک کے احوال وکیفیات، مراقبہ وفی انفسکم افلا تبصرون اور اسکا حاصل

مکتوب نمبر (۱۵) صفحہ (۵۳)

مظاہر کی اسٹرائیک میں شامل ہونیوالے ایک صاحب کا خط، اسٹرائیک سے طبعی نفرت، ضب (گوہ) کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، اوراد واذکار سے زیادہ اہمیت جذب کو ہے۔

مکتوب نمبر (۱۶) صفحہ (۵۹)

ایک مسماۃ کے چند خواب اور بشارتیں۔

مکتوب نمبر (۱۷) صفحہ (۶۳)

ایک مسماۃ کے احوال، عورتوں کے پردہ کا مسئلہ انکی اسکولی تعلیم سے زیادہ اہم ہے

مکتوب نمبر (۱۸) صفحہ (۶۶)

ایک مہتمم مدرسہ کا طویل خط بابتہ تعلیم نسواں۔

مکتوب نمبر (۱۹) صفحہ (۶۸)

ایک طویل مکتوب بہ سلسلۂ بیعت۔ اہل حق سے وابستہ ہونیکے بعد انکی زندگی میں دوسرے سے وابستہ نہ ہو۔

مکتوب نمبر (۲۰) صفحہ (۷۱)

تبلیغی جماعتوں کا شب جمعہ گذار کر جمعہ سے قبل واپس ہوجانا، جلوتی اور

تبلیغی سہ روزہ کی سند خیر القرون سے۔ فضائل پر زور کیوں دیا جاتا ہے تبلیغی مراکز اور خیر القرون سے اسکا ماخذ۔

مکتوب نمبر (۲۱) صفحہ (۷۷)

ایک سابق مبلغ کا تفصیلی خط اور جماعت سے علیحدہ ہونیکی وجوہ۔ اکابر کے زمانہ کا تفاوت، ذاتی تجربہ،

مکتوب نمبر (۲۲) صفحہ (۸۴)

مسجد میں ذکر بالجہر کرنا اور اس کی چند شرائط۔

مکتوب نمبر (۲۳) صفحہ (۸۵)

جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کے متعلق چند سوالات۔

مکتوب نمبر (۲۴) صفحہ (۸۷)

ایک اسٹرائیکی کا اذیت دہ مکتوب اور حضرت شیخ کی طرف سے اسکا غریبانہ جواب،

مکتوب نمبر (۲۵) صفحہ (۸۸)

برما کے تبلیغی اجتماع کی روئداد، اور کام کرنیوالوں کو حضرت شیخ کی جانب سے نصائح، جوؤں کی وجہ سے گدڑی نہیں چھوڑی جاتی، ایک نجدی عالم کا تبلیغ کے متعلق خیال۔

مکتوب نمبر (۲۶) صفحہ (۹۳)

رنگون کے اجتماع میں ہونے والی کوتاہیاں اور حضرت شیخ کی طرف سے پند نصائح، حزب الاعظم کی دعاؤں پر اشکال اور انکا جواب۔

مکتوب نمبر (۲۷) صفحہ ۹۸
ایک مجاز بیعت کے چند جواب، آیاک والتنعم،
مکتوب نمبر (۲۸) صفحہ (۹۹)
ایک معافی نامہ،
مکتوب نمبر (۲۹) صفحہ (۱۰۰)
ایک مرحوم کی تمنا،
مکتوب نمبر (۳۰) صفحہ (۱۰۲)
حفظ حدیث کی تمنا۔ ایک بیش قیمت نصیحت، حفظ حدیث کیلئے نہایت اہم شرط۔
مکتوب نمبر (۳۱) صفحہ (۱۰۴)
ایک مجاز بیعت مقیم لندن کا موجودہ حالات سے متاثر، اور حضرت شیخ کیطرف سے اسکا تفصیلی جواب، اہل اللہ کی شان میں بے حرمتی سے احتراز۔
مکتوب نمبر (۳۲) صفحہ (۱۰۹)
اجتماعی طور سے ذکر بالجہر میں کوئی مضائقہ نہیں۔
مکتوب نمبر (۳۳) صفحہ (۱۱۰)
اکابر دین سے ملتے رہنا توحید مطلب کے خلاف نہیں، توحید مطلب کے معنی
مکتوب نمبر (۳۴) صفحہ (۱۱۲)
ایک مبتدی کے قبل از وقت چند سوالات اور حضرت شیخ کی طرف سے تنبیہ۔
مکتوب نمبر (۳۵) صفحہ (۱۱۳)
ہمارے اکابر کی جامعیت اور مرکزیت، مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کا مسئلہ،

مسلمانوں میں اختلاف رائے مضر نہیں۔ لیکن اس کی وجہ سے آپس کا نزاع انتہائی مہلک ہے۔

مکتوب نمبر (۳۶) صفحہ (۱۱۸)

ایک صاحب کا طویل خط اپنے حالات کے سلسلہ میں۔ مجھے دعائے ماثورہ زیادہ پسند ہیں۔"

عظیم الشان اور اہم جدید تالیفات

جدید قیمتیں

تقریر بخاری اردو حضرت اقدس کے درس بخاری کی تقاریر کا وہ دلآویز مجموعہ ہے جو متفرق سالوں کے درسی افادات کو سامنے رکھ کر مرتب کیا ہے۔ ائمہ اربعہ کے اختلافات احادیث متعارضہ کے درمیان تطبیق و جمع کو سہل اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے کتاب کے شروع میں صاف ستھرے اور نکھرے انداز میں بیش بہا بحثیں مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب کے عنوان سے پیش کی گئی ہیں، کتاب کی اہم خصوصیت (جو اس کی اصل روح اور جان ہے) یہ ہے کہ اس کو درس کے انداز پر قلمبند کیا گیا ہے، عبارت آرائی اور مضمون نویسی کی کوشش پوری کتاب میں نہیں ہے۔ انشاء اللہ العزیز قارئین اس سے وہی لطف حاصل کر پائیں گے جو ایک محدث وقت کی مجلس حدیث میں بیٹھ کر حاصل ہوتا ہے۔ اس کتاب سے جہاں شرکاء دورہ حدیث و اساتذۂ حدیث

حیثیت سے ان کے جوابات تحریر کئے ہیں"
اسکے علاوہ اٹھاون خطوط متفرق مضامین اور متفرق نوع کے اشکالات پر مشتمل ہیں۔ اس طرح سے یہ جلد اول ایک سو تیس (۱۳۰) مکاتیب پر مشتمل ہوگئی ہے۔
فللّٰہ الحمد والمنۃ" قیمت 6/50

تاریخ مشائخ چشت

حضرت شیخ دامت برکاتہم کے قلم سے یہ ایک نہایت گرانقدر اور ایک اہم تالیف ہے۔ اسمیں حضرت اقدس نے سلسلۂ مشائخ چشت کے اول تا ایں وقت باختصار حالات کا احصار فرمایا ہے۔ اس سے عوام وخواص سبھی منتفع ہوسکتے ہیں۔" قیمت ۵/۵۰ مجلد ۰/۱۱

معلم الحجاج مکمل

مؤلفہ: حضرت الحاج مولانا قاری سعید احمد صاحب مفتی اعظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، علماء ہند وپاک کی رائے اس عظیم الشان کتاب کے بارہمیں یہ ہے کہ سفر حج اور طریقۂ حج وزیارت اور دیگر تمام ضروریات اور معلومات وغیرہ میں اس کتاب سے بہتر، معتبر، جامع اور مفصل کتاب ابتک شائع نہیں ہوسکی۔ یہی وجہ ہے کہ عرصہ بیس سال سے ہر سال ہزاروں حجاج کرام اس کتاب سے اپنا حج شریعت کیمطابق اداکر کے اپنے ہزاروں روپیہ کے خرچ کو کارآمد بناتے ہیں۔
حضرت مفتی اعظم نے حج کے سینکڑوں مسائل اس کتاب میں جمع کردیئے ہیں، اسلئے یہی کتاب ہمراہ لیجانیکے قابل ہے۔ دوسری کوئی غیر معتبر کتاب ہرگز ہمراہ نہ لیجائیں ورنہ اکثر مختصر غیر معتبر کتابوں کے ساتھ لیجانے سے سخت الجھنیں پیش آتی ہیں۔ قیمت مجلد ۵۰/۱۰

کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور، یو، پی

فوٹو آفسٹ پرنٹرس بلیماران دہلی